فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین

جمعیت خدام عزا لکھنؤ کا بارھواں قلمی جہاد

بسلسلۂ سوانح حیات شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین

عبائر الانوار

در اثبات عروسی حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام اللہ علیہ ناء اللیل و اطراف النہار

مؤلفہ

لسان الملۃ والدین زبدۃ العلماء مولانا السید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی

مؤلف "شاہزادہ علی اصغر"، "تذکرۃ الحیوان" وغیرہ

در مطبع سرفراز قومی پریس لکھنؤ طبع شد

ملنے کا پتہ مولوی سید ہادی سکریٹری جمعیت خدام عزا چوک مسجد تحسین الیخان لکھنؤ

قیمت ۸ — محصول ڈاک ۲/

فہرست مضامین کتاب ہذا

عبائر الانوار

در اثبات عروسی حضرت قاسم بن حسن علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و بہ نستعین

جناب احدیت کی حمد و ثنا اور اوسکے خاص حبیب جناب ابو القاسم محمد مصطفےٰ ص پر اونکی آل سمیت صلوات بھیجنے کے بعد تمام ارباب علم و فضل کی خدمت مین پہلے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ کوئی بھی موضوع ہو اوسپر بحث کرنا معمولی بات نہین اور پھر مجھ ایسے بے سواد کے لیے جو تصنیف و تالیف کی مشق سے بالکل معرا ہے لیکن دلی جذبات کا اظہار کبھی نہ کبھی ہو ہی جاتا ہے عام اس سے کہ احباب کی فرمائش سے ہو یا کسی غلط فہمی کا دفاع مقصود ہو چنانچہ ان چند ورقون کے لکھنے پر مین اسی وجہ سے آمادہ ہوا کہ ایک صحبت مین ضعیف روایتون کے پڑھنے کا تذکرہ ہو رہا تھا اتفاق سے مین بھی موجود تھا یہانتک کہ حاضرین نے اسی سلسلہ مین واقعہ عقد جناب قاسم کو بھی پیش کر دیا اور اپنا مخاطب بناتے ہوئے حاضرین مجلس کی ایک فرد ہونے کی حیثیت سے مجھسے اس واقعہ کے متعلق اظہار خیالات کی خواہش کی یہ تو نہ کہونگا کہ میرے دل و دماغ مین اوسوقت اس واقعہ کے متعلق کافی ذخیرہ موجود تھا لیکن اتنا تھا کہ جب سے مین نے مجالس مین مصائب سید الشہداء ع بیان کرنا شروع کیے اور اس خدمت حسینیہ سے مشرف ہوا اوسوقت سے میرا ارادہ یہی رہا کہ زبان پر کبھی کوئی ایسا واقعہ جو معتبر کتابون مین نہ ہو آنے نہ پائے اسی ارادہ مین کامیاب ہونے کے لیئے عقد جناب قاسم ع کے متعلق خصوصیت کے ساتھ علمائے کرام کے اقوال کتب مقاتل مین اور نیز اپنے مقلد سرکار میرزا محمد تقی شیرازی مدظلہ العالی ما دام الایام واللیالی کا ارشاد دیکھ چکا تھا اس بنا پر اوسوقت اظہار خیالات پر کچھ آمادہ ضرور تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ جتنی خبرین اوسوقت معرض بحث مین نہین باوجود اپنی کم سخنی کے ان سب کا

مسکت جواب دے دیا اور بحمد اللہ منصف مزاج حاضرین کی تسکین بھی ہوگئی اوسی وقت سے مین نے یہ قصد کر لیا تھا کہ اگر تائید خدا شامل حال ہو جاے تو اس واقعہ کے متعلق کچھ مین بھی لکھون شکر ہے اوس خدا کا جسنے مجھ ناچیز کے ہاتھون اس اہم کام کی بنا ڈالی اور مدت قلیل مین اسکا کافی ذخیرہ مہیا ہونا شروع ہو گیا لیکن پھر بھی افسوس ہے اس بات کا کہ جیسا دل چاہتا تھا اوس طرح اس کتاب کے پورا ہونے کی امید نہین اس لیئے کہ جسطرح مین نے اس کتاب کو لکھنا چاہا ہے اوسکے لیئے کتابون کے کافی ذخیرہ کی ضرورت ہے اور مین بالکل خالی ہاتھ ہون مجھے خوب یاد ہے کہ جب مین نے مفتاح التاریخ لکھنا شروع کی تھی اوسوقت یادش بخیر کتب خانہ جناب جد علام جنت مآب اعلی اللہ مقامہ سے جو اسی کتابین واقعات کی تحقیق کے لیئے میرے سامنے موجود تھین مگر آج زمانہ کے انقلاب سے وہ کتب خانہ ایسے متبرک ہاتھون مین پہونچ گیا ہے کہ ہم ہمیشہ کے لیئے اوسکے دیکھنے سے نا امید ہو گئے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ خیر یہ ایک واقعہ تھا جو قلم سے نکلا اس کتاب کے دیکھنے سے ہمارے منصف مزاج ناظرین فیصلہ کر لین گے اس بات کا کہ کتنی مشقت مین مین نے اسے اتمام کو پہونچایا ہے جناب کو اس کتاب مین میرے قلم سے نکلے ہوے الفاظ بہت کم ملین گے مین جو کچھ بھی اپنے مطلوب کے اثبات مین کہنا چاہتا ہون اوسکے لیئے مسلم الثبوت علماء کی پرنور عبارتین من وعن درج ہونگی جو خود اپنے مقام پر فیصلہ کر دینے کے لیئے کافی ہین اور یہی وجہ ہے کہ مین نے اس کتاب کا نام **عبائر الانوار** رکھا ہے قصد یہ تھا کہ ہر عبارت کا ترجمہ بھی خدمت عالی مین پیش کرتا جاؤن مگر طول کا خوف مانع ہوا زیادہ بجز اسکے کہ خداوند عالم میری اس خدمت کو قبول فرماے اور کیا عرض کرون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم فقیر باب اہلبیت

آغا مہدی الرضوی

واضح ہو کہ اب ہم اون اعتراضون کو لکھتے ہین جن سے روایت عقد قاسم کا موضوع ہونا ثابت کیا جاتا ہے (۱) جن علماء نے اس روایت کو لکھا ہے انکی بنسبت عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ وسیع الاطلاع اور محل اعتماد نہ تھے اور وقائع تاریخیہ مین اونکو بصیرت تامہ بھی یہی وجہ ہے کہ اونکا قول قابل وقعت نہین ہو سکتا صرف ایک شخص عامی و مغفل نے اسے لکھا ہے (۲) روضۃ الشہدا کی روایت بے سروپا ہے اور روضہ کے قبل کسی عالم معتبر نے اس واقعہ کو نہین لکھا (۳) امام حسین کی دو ہی صاحبزادیان تھین اس سے زائد کا کوئی معتبر قول نہین ہے ایک صاحبزادی کا عقد حسن مثنی کے ساتھ ہو چکا تھا دوسری نہایت کم سن تھین اونکا عقد قاسم بن حسنؑ کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے (۴) عاشور کے دن اس عقد کا وقوع مین آنا بالکل عقل کے خلاف ہے ایسی تزویج جسکا کوئی ثمر مترتب نہ ہو عقلا کے نزدیک فعل عبث ہے چہ جائیکہ امام ایسا فرمائین (۵) جمہور علماء فریقین کے اقوال قصہ مذکورہ کے بطلان پر دال ہین اور بہت سے علماے اعلام

متاخرین نے اسکے بطلان پر نص فرمادی ہے (۶) مورخین ثقات نے اسکے بے اصل ہونے کی تصریح کردی ہے ان تمام باتوں کے جوابات ہم انشاء اللہ تفصیل سے دینگے پہلے ایک فہرست اُن عالموں کی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں لکھا ہے یا اوسکے پڑھنے کی اجازت دی ہے ملاحظہ ہو

(۱) محی الدین محمد بن علی بن محمد بن عربی طائی اندلسی صاحب مقتل جنھوں نے سنہ ۶۳۸ھ میں انتقال کیا (۲) مائۃ سابعہ
ابو المفاخر بن محمد رازی صاحب مقتل (۳) حسین بن علی واعظ کاشفی صاحب روضۃ الشہدا جنھوں نے مائۃ عاشرہ
سنہ ۹۱۰ ہجری میں رحلت کی (۴) علامہ فخر الدین بن طریح نجفی صاحب منتخب جنھوں نے سنہ ۱۰۸۵ھ میں
وفات پائی (۵) علامہ سید ہاشم بحرانی صاحب مدینۃ المعجزات جنھوں نے سنہ ۱۱۰۷ھ وبقولے سنہ ۱۱۰۹ھ مائۃ حادی عشر
میں انتقال فرمایا (۶) ملا مہدی نراقی صاحب محرق القلوب جنکا سال وفات بارہ سو نو ہجری تھا
(۷) حاج ملا محمد حسن قزوینی صاحب ریاض الشہادۃ جنکی وفات حدود سنہ ۱۲۲۵ ہجری میں ہوئی (۸) مولانا مائۃ ثانی عشر
سید محمد مہدی موسوی صاحب ریاض المصائب (۹) مولانا محمد تقی برغانی صاحب مجالس المتقین جن کا مائۃ ثالث عشر
سال رحلت سنہ ۱۲۶۴ہ ہجری تھا (۱۰) مولانا محمد صالح برغانی صاحب مخزن البکا (۱۱) حضرت سید العلماء
جدی العلام طاب ثراہ صاحب مجالس مفجعہ جنھوں نے سنہ ۱۲۷۳ھ میں ارتحال فرمایا (۱۲) ملا حسن یزدی
صاحب انوار الشہادۃ (۱۳) مولانا محمد بن سلیمان تنکابنی صاحب اکلیل المصائب (۱۴) سید امداد علی
رحمہ اللہ صاحب بحر المصائب (۱۵) فخر المحققین شیخ جعفر شوشتری صاحب مجالس المواعظ والبکاء مائۃ رابعہ عشر
ومواعظ فوائد المشاہد جنکا انتقال پر ملال سنہ ۱۳۰۳ھ ہجری میں ہوا (۱۶) فاضل کامل محمد بن علی اشرف
طالقانی ہمامع فوائد المشاہد مذکور (۱۷) حضرت مفتی میر عباس طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ صاحب بیت الحزن
جن کی وفات سنہ ۱۳۰۶ھ میں ہوئی (۱۸) عالم مدقق مولانا السید محمد علیہ الرحمہ صاحب سبیل النجاۃ (۱۹) سلطان
المحدثین مولانا سید علی رہ صاحب مجالس علویہ (۲۰) حضرت تاج العلماء والمجتہدین مولانا السید علی محمد
اعلی اللہ مقامہ صاحب قاسمیہ (۲۱) سرکار آخوند ملا محمد کاظم خراسانی اعلی اللہ مقامہ (۲۲) سرکار
شریعتمدار آقا محمد علی رشتی نجفی صاحب اثنی عشریہ (۲۳) سرکار آقا عبد اللہ مازندرانی (۲۴) سرکار
عماد الواعظین آقا محمد یزدی علیہ الرحمہ صاحب نزہۃ البستان وغیرہ (۲۵) سرکار شریعتمدار آقا شیخ حسین
مازندرانی طاب ثراہ (۲۶) سرکار حجۃ الاسلام میرزا محمد تقی شیرازی مدظلہ العالی (۲۷) علم العلماء سرکار
آغا سید ابو الحسن مدظلہ العالی (۲۸) سرکار شریعتمدار آقا سید محمد یزدی فیروز آبادی دام علاہ (۲۹) سرکار
شریعتمدار شیخ احمد عرب مدظلہ (۳۰) سرکار آقا شیخ احمد مازندرانی مدعمرہ (۳۱) عالم جلیل مولانا سید نظیر حسین
حماہ اللہ عن کل شین معاصر اس فہرست میں ہم فرداً فرداً ہر بزرگ کی تحریر مع اونکے مدارج کے پہلے پیش
کرتے ہیں اوسکے بعد بقیہ اعتراضات کے جواب میں جو کچھ بھی لکھنا ہے وہ لکھینگے مگر اس فہرست
سے اتنا تو ثابت ہے کہ واقعہ عروسی قاسم وہ مہتم بالشان واقعہ ہے جسکے لکھنے میں اتنے اتنے بڑے

عالم وفاضل جنکا زہد وتقویٰ اور تحقیق آفتاب سے زیادہ روشن ہے متفق ہین افسوس ہے اون عقلونپر جو ایسے ایسے عظیم المرتبت علماء کو بھی معتبر علماء مین شمار نکرین انکے علاوہ بھی ارباب مقاتل نے اپنی اپنی کتابون مین اس واقعہ کو لکھا ہے مگر ہمنے یہ سمجھکر کہ مقام استدلال مین اونھین حضرات کا نام لیا جائے جنکی مدح وثنا سے کتب رجال بھرے ہوے ہین اور ونکو اپنی مستند مین پیش کرنا مناسب نہ سمجھا بہرحال پہلے تحریر جسے ہم اس مقام پر پیش کرینگے وہ محی الدین بن عربی کی ہے جنکا نام ہمنے اس واقعہ کے لکھنے والون مین ابتداءً درج کیا ہے اونھون نے اپنے مقتل مین اس واقعہ کو ایسی پر زور لفظون مین نقل کیا ہے جو آج اسکے وقوع اور عدم وقوع کے طے کر دینے کے لیئے علماء کے نزدیک کافی سمجھی جاتی ہین چنانچہ ملا حسین یزدی جنکی جلالت قدر کا ہم ایندہ ثبوت دینگے اپنی کتاب انوار الشہادۃ مطبوعہ بمبی سنہ ۱۳۱۳ ہجری صفحہ ۱۸۹ مین اسکا پتہ یون دیتے ہین بدانکہ از جملہ وقائع کہ موجب اندوہ قلوب می باشد شہادت جناب قاسم وعروسی قاسم است درکربلا اگرچہ در ثانی خلافست وبعضے انکار آن نمودہ اند لیکن حق وقوع آنست چنانچہ جماعتی ذکر نمودہ اند از محدثین ومورخین از انجملہ شیخ فخر الدین طریحی کہ از افاضل علماے شیعہ است درکتاب منتخب ذکر کردہ است ومستند بروایت نمودہ است ودر مقتل ابن عربی وکتاب حزن الایمان نیز نسبت بحدیث دادہ است وملا حسین کاشفی در روضۃ الشہدا ایراد کردہ است از مقتلہا وتواریخ وکلام مورخین در امثال این امور خالی از اعتبار نیست“ یہ اقتباس فاضل یزدی کی عبارت کا اسکے ثبوت کے لیئے کہ عروسی قاسم کو ابن عربی نے اپنے مقتل مین لکھا ہے کافی تھا لیکن ہم اس مقام پر خاص وہ فقرات بھی پیش کر دینا پسند کرتے ہین جو فاضل ممدوح نے اس واقعہ کو لکھتے لکھتے اس مقتل سے اخذ کیئے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹۱ انوار الشہادۃ مذکور کی ودر مقتل ابن عربی نوشتہ کہ بعد از وداع مادر وعروس قاسم ناکام باچشم اشکبار از حجلہ جلال بیرون آمد وسوار شد ہمین کہ چند قدم راہ رفت دید صداے نالہ می آید نگاہ بعقب انداخت وملاحظہ کرد مادرش را باپاے برہنہ یافت کہ می آید واشک حسرت از دیدہ می بارد ومی گوید یابنی اصبر الیک لی حاجۃ اے نور دیدہ صبر کن کہ بتو حاجتے دارم ومی ترسم در دلم بماند گفت اے مادر کدام ست حاجت تو گفت اے نور دیدۂ من از عروس خجالت دارم وہدیہ بجہت نثار قدومش نیاوردم ولباسے اورا خشکیدہ یافتم بہ بنی امیہ بگو کہ من تازہ دامادم توقع قطرۂ آبے از شما دارم وشاید بر تو رحم کنند وآنرا بکام عروس برسانم پس دفعہ دیگر مادر وقاسم وداع نمودند وباگریہ ونالہ از ہم جدا شدند“

اس عبارت سے اور تائید ہوتی ہے اسکی کہ مقتل ابن عربی مین عروسی موجود ہے اور اب یہ کہنا کہ روضۃ الشہدا کے قبل کسی نے نہین لکھا بالکل بیجا ہے اور یہ لفظین ”یہ بنی امیہ بگو کہ من تازہ

داماد م توقع قطرہ آب ہے، جو صاحب انوار نے مقتل سے نقل کی ہین اسکا قرینہ اور سوید ناظرین کو قریب قریب اکثر وہ عبارتین ملین گی جو ہم آئندہ ایک جماعت علماء کے قلم سے لکھنے والے ہین اوسمین ناظرین یہ دیکھین گے کہ قاسم نے میدان مین پہونچتے ہی پہلا کام جو کیا وہ لپسر سعد سے طلب آب ہی مکالمہ تھا اگر یہ فقرات مقتل ابن عربی کے ہماری نظر سے نہ گذرے ہوتے تو جناب قاسم کے اس سوال کی نوعیت یابن سعد ایجوز لك ان تشرب ونسقی فرسك من ماء الفرات ویمتنع من ذلك الماء اولاد الرسول واقعی ذہن مین نہ آتے اور اب جناب قاسم کے مکالمہ سے ابن عربی کے ان فقرات کی بھی تائید ہوتی ہے اور اس سوال سے جو قاسم نے میدان مین پہونچتے ہی کیا یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ شاہزادہ کو مان کے حکم کی تعمیل مقصود تھی اس ارشاد سے بہر حال ابن عربی کے قلم سے اس واقعہ کو ثابت کرنے کے بعد ہم کہنا یہ بھی چاہتے ہین کہ یہ وہ محقق ہین جنکی تحقیق و تدقیق کل علوم مین شہرۂ آفاق تھی اور اونکی جلالت قدر سے علماء مین کسی کو انکار نہین چنانچہ چند عبارتین اسکے ثبوت کے لئے ہدیہ ناظرین ہین (۱) شہید ثالث علامہ شوستری اپنی کتاب احقاق الحق مطبوعۂ طہران صفحہ ۱۵۱

[1] جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء (مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء) وقائع سنہ ۶۳۹ مین لکھتے ہین ومن مات فی ایام المستنصر من الاعلام الامام ابوالقاسم الرافعی والجمال المصری وابن مخرون النحوی ویاقوت الحموی والسکاکی صاحب المفتاح والحافظ ابوالحسن ابن القطان ویحیی بن معطی صاحب الالفیۃ فی النحو والموفق عبد اللطیف البغدادی والحافظ ابوبکر بن نقطہ والحافظ عز الدین علی بن الاثیر صاحب التاریخ والانساب واسد الغابہ وابن عنین الشاعر والسیف الآمدی وابن فضلان وعمر بن الفارض صاحب التائیہ والشہاب السہروردی صاحب عوارف المعارف والبہاء بن شداد وابوالعباس العولی صاحب المولد النبوی والعلامہ ابوالخطاب بن دحیہ واخوہ ابوعمرو والحافظ ابوالربیع بن سالم صاحب الاکتفاء فی المغازی وابن الشواء الشاعر والحافظ زکی الدین البرزالی والجمال الحصیری شیخ الحنفیہ والشمس الجوینی والحوانی والحافظ ابوعبد اللہ ابن نیے وابوالبرکات ابن المستوفی والضیاء بن الاثیر صاحب المثل السائر وابن عربی صاحب الفصوص والکمال ابن یونس شارح التنبیہ وخلائق اخرون صفحہ ۲۹۳ [2] عالم جلیل علی بن الحسین الواعظ الکاشفی حرز الامان من فتن الزمان مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲۷ مین فرماتے ہین صاحب در النظیم آوردہ کہ حکایت کرد یکے از اصحاب ما از مشائخ ما کہ شیخ محی الدین ابن العربی فرمودہ ہر کہ بگیرد عدد حروف اسم خود بحساب جمل و در نظر کند در اسماء الہی کہ بآن ست یا نہ اگر ماند یابد فہو المطلوب والا در دو اسم یا سہ یا چہار طلب کند کہ نسبت بوے اسم اعظم آن بود مثلاً اسم محمد نود و دو است نظر کردم کہ موافق این عدد ہیچ اسمی از اسماء باشد نیافتم اما در دو اسم یافتم و آن ارن و دائم است و در سہ اسم نیافتم اما در چہار اسم یافتم و آن حی وہاب واحد ولی بود (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ پر ملاحظہ ہو)

ہیں تحریر فرماتے ہیں قال الشیخ الموحد محی الدین العربی فی الفتوحات المکیۃ ولما کان رسول اللہ عبداً محضاً قد طہرہ اللہ واہل بیتہ تطہیرا واذہب عنہم الرجس وھو کل ما یشینہم فان الرجس ھو القذر عند العرب ھکذا حکی الفراء قال تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا فلا یضاف الیہم الا مطہر ولابد ان یکون کذلک فان المضاف الیہم ھو الذی یشینہم فما یضیفون لانفسہم الا من لہ حکم الطہارۃ والتقدیس فھذہ شہادۃ من النبی لسلمان الفارسی والحفظ الالٰہی والعصمۃ حیث قال فیہ رسول اللہ سلمان منّا اھل البیت وشہد اللہ لہم بالتطہیر وذھاب الرجس عنہم واذا کان لاینضاف الیہم الا مطہر مقدس وحصلت العنایۃ الالٰہیۃ بمجرد الاضافۃ فما ظنّک باھل البیت فی نفوسہم فہم المطہرون بل ھم عین الطہارۃ ثم قال وھم المطہرون بالنّص فسلمان منہم بلاشک وارجوان یکون عقب علی وسلمان یلحقہم ھذہ العنایۃ کما لحقت اولاد الحسن والحسین

(بقیہ حاشیہ صفحہ۵) لیس فرمود کہ بعد از یافتن این اسماء فاتحہ را نو دو دوبارہ تلاوت کند الی اخرما قال فاضل معاصر جرجی زیدان مصری اپنی کتاب تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ جلد سوم مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں ۵۔ ابن العربی قد توفی سنۃ ۶۳۸ھ ھو الشیخ محی الدین ابوبکر محمد بن علی الطائی الحاتمی الاندلسی صاحب التصانیف المشہورۃ فی التصوف۔ ولد بمرسیہ سنۃ ۵۶۰ھ ونزح فی طلب العلم الی بغداد ومکۃ ودمشق وبلاد الروم وکتب کثیرۃ وانما ینتقدون علیہ شطحہ فی الکلام وکثرۃ الغارۃ حتی قال بعض مترجمیہ وکان محیی الدین رجلاً صالحاً عظیماً والذی نفہمہ من کلامہ حسن والمشکل علینا نکل امرہ الی اللہ تعالیٰ ولا کلفنا اتباعہ ولا العمل بما قالہ، بلغت مولفاتہ نحو ۲۰۰ کتاب ذکر منہا بروکلمن ۱۵۶ او ذکر اماکن وجودھا واکثرھا فی التصوف وبعضہا فی الجفر واسرار الحروف فنکتفی باشہرھا واہمہا للقاری ۱ الفتوحات المکیۃ فی معرفۃ الاسرار الملکیۃ فی عدۃ مجلدات منہ نسخۃ فی غوطا وطبع بمصر سنۃ ۱۳۲۹ھ فی اربعۃ مجلدات کبیرۃ عن نسخۃ کانت فی قونیہ ۲ فصوص الحکم فی خصوص الکلم منہ نسخ خطیۃ اشہرمکاتب اوربا ۳ مفاتیح الغیب: طبع بمصر ع تاج التراجم ۴ ورقات قلیلۃ فی التصوف منہ نسخۃ فی المکتبۃ الخدیویۃ ۵ الاصطلاحات الصوفیۃ فی لیدن والمکتبۃ الخدیویۃ ۶ محاضرۃ الابرار ومسامرۃ الاخیار وھو خزانۃ علم وادب طبع بمصر سنۃ ۱۳۰۵ھ ۷ دیوان: طبع بمصر سنۃ ۱۲۷۱ فوات الوفیات ۲ ج ۲ وھو غیر محمد بن عبد اللہ بن العربی المحدث المتوفی سنۃ ۵۴۳ھ (ابن خلکان ۴۸۹ ج ۱)

وعقبهم وموالی اهل البیت فان رحمة الله واسعة ثم قال فما ظنك بالمعصومین المحفوظین منهم القائمین بحدود سیدهم الواقفین عند مراسمه فشرفهم اعلی واتم وهولاء هم اقطاب هذا المقام ومن هؤلاء الاقطاب ورث سلمان شرف مقام اهل البیت فكان رضی الله من اعلم الناس بما لله علی عباده من الحقوق وما لانفسهم والخلق علیهم من الحقوق واقواهم علی ادائها وفیه قال رسول الله لو كان الایمان بالثریا لناله رجال من فارس واشار الی سلمان الفارسی انتهی دوسری عبارت جناب ممدوح کی اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۳ میں قابل ملاحظہ ہے فرماتے ہیں ویوید ما ذکرہ شیخ الموحدین فی الباب الستة والستین بعد ثلثمائة من کتاب الفتوحات المکیة عند ذکر صفات المهدی وعلامات ظهوره حیث قال ان لله خلیفة یخرج من عترة رسول الله من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول الله جده الحسین بن علی بن ابی طالب یبایع بین الرکن والمقام الی اخرہ **اقول** ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہید شوستری علیہ الرحمہ نے انھیں شیخ الموحدین سے تعبیر کیا ہے اور ان کے افادات سے اپنی مابہ ناز کتاب احقاق الحق میں جابجا استدلال کیے ہیں اور انکی عبارتوں کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے (۲) جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اپنی کتاب عبقات الانوار حدیث مدینۃ العلم صفحہ ۲۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں وجہ شصت وہشتم انکہ محی الدین محمد بن علی بن محمد المعروف بابن العربی الطائی الاندلسی این حدیث شریف را بحتم وجزم ثابت نمودہ چنانچہ در کتاب الدر المکنون والجوہر المصئون علی ما نقل عنہ البلخی فی ینابیع المودۃ گفتہ والامام علی رضی اللہ عنہ ورث علم الحروف عن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم والیہ الاشارۃ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ومن اراد العلم فعلیہ بالباب وابن العربی از اکابر علمائے عظام واجلہ نبہائے اعلام سنیہ است کمال جلالت مرتبت وعظمت منزلت او نزد منتقدین کبار ومحققین ناحیار این حضرات واضح ولائح است وشطرے از مفاخر سامقہ ومآثر بارقہ او بحسب افادات ایشان در ناظر تاریخ ابن النجار بغدادی وتکملۃ الاکمال ابن نقطہ وتاریخ حلب ابن العدیم ووفیات زکی الدین المنذری وتاریخ ابن الابار وتاریخ ابن الزبیر وتاریخ ابن الدبیثی ومشتبہ النسبہ ابو العلاء فرضی وتاریخ مصر قطب الدین حلبی ومراۃ الزمان سبط ابن الجوزی وذیل المراۃ قطب الدین یونینی وکتاب المسالک ابن فضل اللہ ولطائف المنن احمد بن عطاء اللہ الاسکندری وارشاد علامہ یافعی ووافی بالوفیات صلاح الدین صفدی وفوات الوفیات محمد بن شاکر بن احمد الکتبی وتنبیہ الغبی جلال الدین سیوطی ولواقح الانوار وتنبیہ الاغبیاء شعرانی ونفحات الانس عبد الرحمن جامی وکتائب

فضائل حضرت سلمان

اعلام الاخیار محمود بن سلیمان الکفوی ومدینۃ العلوم فاضل ازنیقی واشاعۃ لاشراط الساعۃ برزنجی وصبح صادق
نظام الدین سہالی ورسالہ تحقیق رویا از مخاطب والاشباہ ومعرکہ سلامت اللہ بدایونی وجنہ فاضل معاصر مولوی
صدیق حسن خان وغیرآن ظاہر وباہر است نظر باختصار دریںجا بعض عبارات مذکور می شود شعرانی در لواقح
الانوار گفتہ ومنہم الشیخ العارف الکامل المحقق المدقق احد اکابر العارفین باللہ سیدی
محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ بالتعریف کما رأیتہ بخطہ فی کتاب لنسب الخرقہ رضی اللہ
عنہ اجمع المحققون من اھل اللہ عز وجل علی جلالتہ فی سائر العلوم کما یشھد لذلک کتبہ
وما انکر من انکر علیہ الا لدقۃ کلامہ لا غیر فانکروا علی من یطالع کلامہ من غیر سلوک طریق
الریاضیۃ خوفا من حصول شبہۃ فی معتقدہ یموت علیھا لا یھتدی لتاویلھا علی مراد الشیخ
وقد ترجمہ الشیخ صفی الدین ابن ابی المنصور وغیرہ بالولایۃ الکبرٰی والصلاح والعرفان
والعلم فقال ھو الشیخ الامام المحقق راس اجلاء العارفین والمقربین صاحب الاشارات
الملکوتیۃ والنفحات القدسیۃ والانفاس الروحانیۃ والفتح المونق والکشف المشرق
والبصائر الخارقۃ والسرائر الصادقۃ والمعارف الباھرۃ والحقائق الظاھرۃ لہ المحل الارفع من
مراتب القرب فی منازل الانس والمورد العذب فی مناھل الوصل والطول الاعلٰی من
معارج الدنو والقدم الراسخ فی التمکین من احوال النھایۃ والباع الطویل فی التصرف فی
احکام الولایۃ وھو احد ارکان ھذہ الطریق رضی اللہ عنہ وکذلک ترجمہ الشیخ العارف
باللہ تعالٰی سیدی محمد بن اسعد الیافعی رضی اللہ عنہ وذکرہ بالعرفان والولایۃ ونعتہ الشیخ
ابومدین رضی اللہ عنہ لسلطان العارفین وکلام الرجل ادل دلیل علی مقامہ الباطن وکتبہ
مشھورۃ بین الناس لاسیما بارض الروم فانہ ذکر فی بعض کتبہ صفۃ السلطان حسن السلطان
سلیمان بن عثمان الاول وفتحہ قسطنطنیۃ فی الوقت الفلانی فجاء الامر کما قال وبینہ
وبین السلطان نحو مائتی سنۃ وقد بنی علیہ قبۃ عظیمۃ وتکیۃ شریفۃ بالشام فیھا طعام
وخیرات واحتاج الی الحضور عندہ من کان ینکر علیہ من القاصرین بعد ان کانوا یبولون
علی قبرہ رضی اللہ عنہ واخبرنی اخی الشیخ الصالح الحاج احمد علیہ انہ کان لہ بیت
یشرف علی ضریح الشیخ محی الدین فجاء شخص من المنکرین بعد صلوۃ العشاء بنار یرید
ان یحرق تابوت الشیخ فخسف بہ دون القبر بتسعۃ اذرع فغاب فی الارض وانا انظر
ففقدہ اھلہ من تلک اللیلۃ فاخبرتھم بالقصۃ فجاؤا وحضروا فوجدوا راسہ فکلما حفروا
نزل وغار فی الارض الی ان عجزوا وردموا علیہ التراب وکان رضی اللہ عنہ اولا یکتب
الانشاء لبعض ملوک العرب ثم تزھد وتعبد وساح ودخل مصر والشام والحجاز

والروضرولہ فی کلّ بلد دخلہا مولفات وکان الشیخ عزالدین بن عبد السلام شیخ الاسلام
بمصر المحروسہ یحط علیہ کثیرا فلما صحب الشیخ ابا الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ وعرف احوال
القوم صار یترجمہ بالولایۃ والعرفان والقطبیۃ مات رضی اللہ عنہ سنۃ ثمان وثلثین وستمائۃ
وقد سطرنا الکلام علےٰ علومہ واحوالہ فی کتابنا تنبیہ الاغبیا علےٰ قطرۃ من بحر علوم الاولیا
فراجعہ واللہ تعالےٰ اعلم انتہی **اقول** یہ تھی جناب مرحوم ومغفور مولانا السید حامد حسین صاحب
اعلی اللہ درجتہ فی الجنان کی وہ عبارت جو یہ ثابت کررہی ہے کہ محی الدین بن عربی جناب کے نزدیک
بھی اکابر علماء اہلسنت میں تھے اور انکی جلالت قدر وعلو مرتبت سے ستائیس کتابیں کتب رجال و
تاریخ کی بھری ہوئی ہیں جنکی فہرست ملاحظہ سے گذری ہوگی ناظرین کے اور انداز تحریر سے یہ بھی
واضح ہے کہ صرف یہی کتابیں ابن عربی کی مدح میں حصہ نہیں لے رہے ہیں بلکہ اسکے علاوہ بھی اور کتابوں
میں انکی توصیف وثنا موجود ہے چنانچہ جناب کی فہرست کے ختم کرنے کے بعد اس فقرہ سے ور دوغیر ان
ظاهر وباهر است" یہ ظاہر ہے کہ یہ فہرست اون تمام کتابوں کی نہ تھی جن میں ابن عربی کی مدح
مندرج تھی بلکہ طول کے خوف میں اتنے ہی کتابوں کے نام تحریر فرمانے میں اکتفا کی اس لیے کہ تاریخوں
کو دیکھتے ہوے انکی ذات مستغنی عن المدح معلوم ہوتی ہے اور علماء مورخین نے اپنی اپنی تحریروں میں
انکی علمی جلالت کو دکھایا ہے اور الکامل المحقق احد اکابر العارفین باللہ ایسے گرانقدر القاب سے
انھیں یاد کیا ہے اور طرح طرح سے انکی تحقیق وتدقیق کے ثبوت دیے ہیں اور تمام علوم وفنون میں
انکی غزارت کو تسلیم کیا ہے بلکہ انکی شان میں یہانتک کہدیا ہے اجمع المحققون علےٰ جلالتہ فی
سائر العلوم اور اس سے بالاتر مدح ہو نہیں سکتی کہ ارباب تحقیق کا اجماع ہے انکے کل علوم میں ماہر
ہونے پر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اتنا بڑا محقق جیسکے تبحر کا کسی کو انکار ہی نہو وہ کیسی واقعہ عقد قاسمؑ کو بغیر کسی
تحقیق کے اپنی کتاب میں جگہ دیدیتا انکے اس واقعہ کو لکھدینے سے یہ اچھی طرح ثابت ہوا کہ عروسی
قاسم کے لکھنے والے معمولی درجہ کے اہل علم نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جنکی غزارت محقق ہے (۳)
جناب حجۃ الاسلام مفتی میر عباس صاحب طاب ثراہ فہرست روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمن
صفحہ ۵۳ میں انکی اور انکے بعض تصانیف کی مدح میں کہتے ہیں التاسع والخمسون الفتوحات
المکیۃ فی معرفۃ الاسرار المالکیۃ والملکیۃ مجلدات للشیخ محی الدین بن عربی الطائی المالکی
وقد اطلعت علی جمیع ھذا الکتاب فی مجلدین کبیرین وجدت فیہا ما لا رات العین ولیس
فی السنتہ منہ اثر فضلا عن العین **اقول** اس مختصر گر جامع عبارت سے یہ ثابت ہے کہ جناب نے
بھی انکی تصانیف کو یادگار رجال کیا اور انکی تحریروں سے اپنی کتاب کو زینت دی اور انکی مشہور کتاب
فتوحات مکیہ کی تعریف میں یہ فرمایا ہے کہ میں نے اسمیں وہ وہ چیزیں پائیں جو نظر سے نہ گذری تھیں

جناب مفتی صاحب کے کلمات عن ابن عربی کی توصیف

اور فضائل امیر المومنین مین سے وہ وہ چیزین اس کتاب مین موجود تھین جو اہلسنت نے نہ لکھی تھین گویا انکی انھین مختصات نے مدح پر مجبور کرایا اور انکی کتاب کو اس قابل بنا دیا کہ بروائح القرآن کا ماخذ بنائے مین جناب کو مطلق پس و پیش نہ ہوا **دوسری بزرگوار** جنھون نے اس مہتم بالشان واقعہ کا ثبوت دیا ہے وہ ابوالمفاخر بن محمد رازی ہین انھون نے بھی اپنے مقتل مین اس عروسی کو نقل فرمایا ہے چنانچہ روضۃ الشہدا مطبوعۂ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۳۰۶ مین اسکے مصنف محاربہ جناب قاسم کے لکھتے کہتے ہین دو قاسم روے بمعرکہ آورد و آغاز رجز کرد و ترجمہ بعض ابیات رجز او در ترجمۂ **ابوالمفاخر** برین منوال است ؎ دل خریدار جاہ خواہم کرد ✤ جان لشکر ریز شاہ خواہم کرد ✤ بااساس ولباس دامادی ✤ عزم ترتیب راہ خواہم کرد ✤ **اقول** ان اشعار کے دیکھنے سے ہر عقل مند یہی سمجھ سکتا ہے کہ واقعہ عروسی جناب قاسم تحریر کرنے مین صاحب روضۃ الشہدا منفرد نہین ہین بلکہ انسے قبل بھی علماء اس واقعہ کو لکھتے چلے آئے ہین آیندہ ہم اس کے جواب مین کہ روضہ کے قبل کسی نے نہین لکھا کچھ اور بھی کہین گے اس مقام پر اتنا ہی کافی ہے کہ ملا حسین واعظ علیہ الرحمہ اس واقعہ کی تحریر مین پہلے شخص نہین ہین بلکہ انسے پہلے بھی علماء لکھ چکے ہین اور روضۃ الشہدا کا ماخذ یہی مقتل ہے جسکے رجز کو جناب نے ملاحظہ فرمایا ابوالمفاخر کا اس شعر کو رجز جناب قاسم مین درج کرنا اگرچہ اس وجہ سے قطعاً نہ تھا کہ یہ شعر ترجمہ کسی ایسے شعر کا ہے جو رجز مین جناب قاسم کی زبان پر میدان جنگ مین نکلا ہو بلکہ یہ شعر بالباس واساس دامادی تخئیل شاعری ہے اور تخئیل وہین تک شاعری مین جائز ہے جو زبان حال پر محمول ہو سکے اور ایسی ہی تخئیل اور نقل و بیان کو علماء نے جائز بھی کہا ہے اور جو تخئیل ایسی ہو کہ زبان حال پر حمل نہ ہو سکے وہ قول بالباطل ہے اور نقل و بیان اسکا حرام ہے اگر ابوالمفاخر کی نظر مین واقعہ عروسی جناب قاسم ثابت نہ تھا تو یہ شعر ہرگز محمول زبان حال پر نہین ہو سکتا اور نقل و بیان اسکا اُن کو جائز نہ تھا اور اگر یہ شعر اونھین کی نظم سے ہے تو کذب ہے اور ایسے امور سے شان اونکی بری ہے اور اونکی جلالت قدر سے اسکا گمان بھی نہین ہوتا اور فسق کی طرف نسبت کسی کی بدون تحقیق تام و یقین ناجائز ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ اونکے نزدیک واقعہ عقد ثابت تھا اور یہ تخئیل زبان حال پر محمول تھی اس لیے انھون نے نقل کیا یا نظم کیا اچھا اب یہ بھی ملاحظہ ہو کہ ابوالمفاخر کی شان مین علماء کے کیا خیالات ہین؟ مین آپ کو بتلاؤن یہ کوئی معمولی شخص نہین ہین بلکہ ہمارے فرقہ کی ایک مایہ ناز فرد ہین اور ارباب رجال کی یہ چند عبارتین اسکے ثبوت مین بس ہین (۱) جناب شیخ محمد بن حسن بن علی حر عاملی اپنی کتاب امل الآمل فی علماء جبل عامل مطبوعۂ طہران ۱۳۰۲ ہجری صفحہ ۱۵ لکھتے ہین ابوالمفاخر بن محمد الرازی مداح آل الرسول صالح فاضل **اقول** انکی جلالت قدر کے لیے مداح آل رسول کا خطاب کافی تھا لیکن صرف یہی نہین بلکہ صاحب امل آمل نے انھین صالح و فاضل بھی کہا ہے فاضل کہنے سے کسی کو انکے فضل و کمال مین شک

مداح آل رسول اور عروسی کے ابیات روضۃ الشہدا سے بہت پہلے

شیخ حر کی نظر میں ابوالمفاخر کی جلالت

فرست
عبارت مجالس المومنین اور ابوالمفاخر کی عظمت

ہونا چاہیئے اور رسالے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام نقل مین اپنے فریضہ کا اپنے اور خدا کے درمیان مین فیصلہ کئے ہوئے تھے۔ یہ دیکھنے کے بعد تو روایت عقد جناب قاسم کو کوئی روضۃ الشہدا کے بے سروپا حکایت نہ کہے گا بلکہ اسی جگہ سے روضۃ الشہدا کے مصنف کی احتیاط بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اگر عروسی کو لکھا بھی تو اُسی کی کتاب سے جو زمرۂ علماء مین مستند سمجھ لیا گیا ہے (۲) علامہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمہ مجالس المومنین مین جسکا ایک قدیم لکھا ہوا قلمی نسخہ سلطان المدارس کے کتب خانہ مین نظر احقر سے گذرا تھا فرماتے ہین فخر الشعراء ابوالمفاخر الرازی رحمۃ اللہ علیہ در تذکرہ دولت شاہ مذکور است کہ او را یکے از استادان میدانند و ورائے شعر و شاعری او را انواع فضائل است اشعار او بیشتر بر طریق لغز واقع شدہ و این صنعت او را مسلم است و در مناقب سلطان الجن والانس ابوالحسن علی بن موسی الرضا چند قصیدہ دارد جملہ مصنوع و متین اما انچہ شہرتے عظیم یافتہ و اکثر شعرا در تتبع و جواب او اقدام نمودہ قصیدہ ایست کہ مطلع اش اینست ؎ بال مرصع بسوخت مرغ ملمع بدن + اشک زلیخا بریخت یوسف گل پیرہن + اقول یہ عبارت جو شہید ثالث نے مجالس المومنین مین لکھی ہے انکے اظہار جلالت کے لیے کچھ کم نہین فخر الشعرا کا خطاب معمولی خطاب نہ تھا بعد اسکے کہ جناب شیخ حرُ کی عبارت اور اس عبارت سے مدح اہل بیت مین انکا کمال ثابت ہو چکا ضرورت نہ تھی کہ انکی جلالت قدر مین کچھ اور کہا جاے مگر ہم اس مقام پر ایک عبارت صاحب اَمل آمل کی اور ہدیہ کرتے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۶۴ کتاب مذکور کی فرماتے ہین اعلم انی ساذکر فی احوال بعض العلماء انہ شاعر ادیب و ربما ذکرت بعض اشعارہم المشتملۃ علی المعانی اللطیفۃ والمطالب المہمۃ و ذلک انہ نوع کمال فی الجملۃ وقد ذکر بعض علماء المعانی والبیان ان العالم اذا کان شاعرا کان افصح تقریرا و تحریرا و احسن فہما لدقائق المعانی واعلم بنکت الکلام واشد تحقیقا و تدقیقا من العالم الذی لیس بشاعر و کذلک المعرفۃ بالانشاء و تتبع مولفات العلماء شاہد بصحۃ ہذا الکلام فان الاثر دال علی الموثر وقد روی بطرق معتمدۃ عن النبی ص انہ قال ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا وعن الصادق ع سمی البلیغ بلیغا لانہ یبلغ حاجتہ باہون سعیہ انتہی اس عبارت مین مصنف نے اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ جن علماء کو ہم شاعر یا ادیب لکھنے والے ہین انکی تحقیق و تدقیق بڑھی ہوئی تھی اون علماء سے جو شعرا مین نہ تھے یہ فقرات ہمارے مطلوب کے اثبات مین بے انتہا قابل قدر ہین انکا مداح آل رسول اور فخر الشعرا کے خطابون سے ایک جلیل القدر شاعر تو ہونا ثابت تھا مگر اسی عبارت نے یہ بھی بتا یا کہ انکی تحقیق و تدقیق کے بہ نسبت اور علماء کے کوئی حد نہ تھی بھلا ایسا محقق اور دقیق النظر بزرگ عروسی قاسم کو بغیر سمجھے ہوے نظم کر لیتا یا نقل کر دیتا این خیال ست و محال بہرحال ابوالمفاخر دوسرے بزرگ تھے

جنکے قلم سے بینے بحمد اللہ روایت عقد قاسم کو ثابت کر دیا اب تیسرے بزرگوار ملا حسین واعظ کی دو عبارتیں پیش کیجاتی ہین جسکے ہر ہر فقرہ کو بغور پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی شان مین مغفل اور عامی کہنا کہا تک درست ہے یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی دعوی بغیر دلیل کے عند العقلا قبول نہین ہو سکتا کوئی وجہ نہین کہ ہم صاحب روضۃ الشہدا کی اُن تحریرون کو جو عنقریب پیش کرنے والے ہین داستان یا بے سروپا حکایت کہین اور اصلیت پر پردہ ڈالن دین یہ اہل بصیرت کا شیوہ نہین ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا پہلی عبارت صاحب روضۃ الشہدا کی ملاحظہ ہو کتاب مذکور مطبوعہ نولکشور احوال امام حسنؑ صفحہ ۱۷۸ مین پس امام حسینؑ را آواز داد ہمہ فرزندان و برادران را طلبید و بتقوی و طاعت وصیت فرمود نقلے ہست کہ ام کلثوم را گفت اے خواہر نامدار من دیاد گار مادر بزرگوار من فرزندم قاسم را حاضر گردان ام کلثوم بفرمود تا قاسم را آوردند امام حسنؑ او را در بر گرفت و روبروے وے نہادہ بہانہ ہاے بگریست بعد از ان دست قاسم بگرفت و بدست امام حسینؑ داد و گفت اے برادر فلانہ دختر ترا نامزد پسر خود قاسم کردم چون وقت آید بوے سپاری واز وے نظر پدری و شفقت باز نداری دوسری عبارت صفحہ ۳۰۵ مین ملاحظہ ہو راوی گوید کہ چون قاسم بن الحسنؑ چہرۂ برادر خود را کہ گل بوستان ناز بود بخار آن حادثہ جان گداز خراشیدہ دید آہ از نہاد او بر آمدہ پیش عم بزرگوار خود آمد گریان و دل بر آتش حسرت بریان و گفت اے شاہزادۂ دو جہان مرا دیگر قوت مفارقت اقارب نماندہ و زمانہ از سر یر سرور و بہجتم بر خاک اندوہ و مصیبت نشاندہ دستوری دہ تا کینہ برادر باز جویم و سوال اہل ضلال را بہ تیغ زبان و زبان تیغ و سنان جواب گویم امام حسینؑ گفت ای جان عم تو مرا از برادر یادگارے و درین صحرا انیس دل افگارے من ترا چگونہ اجازت دہم و داغ فراق تو بر سینۂ پر غم نہم مادر قاسم نیز از خیمہ بیرون دوید و دامن قاسم بر دست پیچیدہ فریاد برکشید

بیت اے بدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو ٭ مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو ٭ القصہ قاسم اجازت حرب نیافت و برادران امام حسینؑ تہیہ محاربہ می کردند قاسم بہ خیمہ در آمد بہ زانوے اندوہ نہادہ ناگاہ یادش آمد کہ پدر تعویذے بر بازوے وے بستہ بود فرمودہ کہ در محلیکہ اندوہ بسیار و ملال بیشمار بر تو غلبہ کند این تعویذ را باز کن و بر خوان و بدانچہ در انجا نوشتہ است کار کن قاسم با خود گفت کہ تا من بودہ ام مرا حالتے چنین نیفتادہ و بدین سان ملالتے دست ندادہ بیا تا تعویذ را از بازو باز کردہ بکشادہ دید کہ امام حسنؑ بخط مبارک خود نوشتہ است اے قاسم وصیت می کنم ترا کہ چون برادرم و عمت حسینؑ را ببینی در کربلا بدست شامیان بہ دغا و کوفیان بے وفا گرفتار شدہ زینہار کہ سر خود در قدم وے اندازی و جان خود را براے وے روان ربازی

روضۃ الشہداء کی اثبات عقد قاسم میں پہلی عبارت

و هرچند ترا از مصاف باز دارد تو مبالغه نمائی و در الحاح و ابرام افزائی که جان فدای حسین کردن
مفتاح باب شهادت و وسیله اقبال و سعادت است. بیت کدام کشته عشق وی است رو بر خاک
که جان کشته بخونش غریق رحمت نیست ❊ قاسم این وصیت نامه فرو خواند و از شادی ندانست
چه کند زود از جای بجست و بخدمت شاهزاده آمده نوشته بدست وی داد چون شاه شهیدان
آن مکتوب را بدید آه سوزناک از جگر برکشیده زار زار بنالید و گفت ای جان عم این وصیت
پدر تست بنسبت تو و تو خواهی که بدین وصیت کار کنی و مرا هم درباره تو وصیتی دیگر فرموده و من
نیز داعیه دارم که آنرا بجا آرم بیا تا ساعتی بدین خیمه در آئیم و بدان وصیت قیام نمائیم پس
دست قاسم گرفته بخیمه در آورد و برادران خود عون و عباس را طلبید و مادر قاسم را گفت جامهای
نو بر قاسم پوشان و خواهر خود زینب را گفت که عصبه جامه برادرم حسن را بیار فی الحال بیاوردند و در پیش
وی حاضر کردند سر عصبه را بگشاد و دراعه حسن و یک جامه قیمتی خود در قاسم پوشانید و دستار زیبا
بدست مبارک خود بر سر وی بست و دست دختری که نامزد قاسم بود گرفته گفت ای قاسم
این امانت پدر تست که بتو وصیت کرده تا امروز نزدیک من بود اکنون بستان پس دختر را
بوی عقد بست و دستش بدست قاسم داد و از خیمه بیرون آمد قاسم از یک جانب دست
عروس گرفته می نگرد و سر در پیش می افگند که ناگاه از لشکر عمر سعد آواز آمد که هیچ مبارز دیگر
مانده است قاسم دست عروس را رها کرد و خواست که از خیمه بیرون آید عروس دامنش
بگرفت و فرمود که ای قاسم چه خیال داری و عزیمت کجا میکنی بیت بگو که ز بر من چرا میروی ❊
مرا بگذاری کجا میروی ❊ قاسم گفت ای نور دیده عم عزم میدان دارم و همت بدفع دشمنان
می گمارم دامنم بگذار که عروسی و دامادی ما بقیامت افتاد ابیات غباری برد میدان از
زاد بیداد ❊ شبیخون کرد بر نسرین و شمشاد ❊ بر آمد ابری از دریای اندوه ❊ فرو بارید سیلی
کوه تا کوه ❊ ز روی دشت باد تند برخاست ❊ هوا را گرد با خاک زمین راست ❊ رسید از عالم
غیبی صدائی ❊ صدا است شد ندای آشنائی ❊ که احسنت ای زمانه وی زمین زه ❊ عروسانرا
بداماد ان چنین ده ❊ عروس گفت که میفرمائی که عروسی ما بقیامت افتاد فردای قیامت ترا کجا
جویم و بچه نشانه بشناسم قاسم گفت مرا نزدیک پدر و جدت طلب کن و بدین آستین دریده بشناس
پس دست فراز کرد و سر آستین بدرید غریو از اهل بیت برآمد بیت قاسما این چه ظلم و بیدادیست
این نه آئین و رسم دامادیست ❊ اما چون امام حسین دید که قاسم بمصاف میرود گفت ای جان عم
بپای خود بگورستان میروی بدینگونه نتوان رفت دست بزد و گریبانش چاک زد و هر دو سر
دستارش بدو جانب رویش فرو گذاشت و لباس بشکل کفن در وی پوشید و تیغ خود بدست وی داد

وبمیدان فرستاد قاسم روے بمعرکه آورده آغاز رجز کرد وترجمهٔ بعض آیات رجزاو درترجمهٔ ابوالمفاخر
برین منوال است غزل دل خریدار جاه خواهم کرد جان شکرریزشاه خواهم کرد ✤ با اساس ولباس
دامادی ✤ عزم وترتیب راه خواهم کرد ✤ بسم مرکب وسرنیزه ✤ ماه وماهی تباه خواهم کرد ✤ ایتغ
هندی وباد تازی را ✤ برشهادت گواه خواهم کرد ✤ بلبلے آئین برنغمهاے حزین ✤ بانگ واسیداه
خواهم کرد ✤ کبریارا وکیل خواهم ساخت ✤ مصطفیٰ راگواه خواهم کرد ✤ با بتولؑ وعلیؑ شکایت قوم ✤
درحریم اله خواهم کرد ✤ طرید میکرد وجولان می نمود ومبارز طلب می فرمود تا بسیار سر از تن بر بود واز
بسیاریکه دلیران را از جان برآورد دیگر هیچ مبارز آهنگ حرب وی نکرد قاسم در میانه لشکر آمد
وعمر سعد را آواز داد که اے جفا کار بیوفا وتیره روزگار دور از صفا نیسی یاران وبهو خداوند خود
را شهید کردی واز خویشان واقرباے وے دمار برآوردی اندک جمعی پریشان حال مانده اند هیچ
وقت نیامد که دست ازما باز داری وبا این مدبران روے بکوفه آری دمار ما بابن تشنگی وبے
برگی بگذاری واز انچه کردی پشیمان گردی فرمود ع گر بصید حرم تیغ برمکش زنهار ✤ از انچه
با دل ماکرده پشیمان باش عمر سعد جواب داد که شما را وقت نیامد که از سر نافرمانی درگذرید و
بعاقبت خود فرو نگرید در سلامت برخود بکشائید وبه بیعت یزید ومتابعت پسر زیاد درآئید قاسم
بروے وامراے وے نفرین کرد وگفت اے شقی دین را بدنیاے دنی بفروخته ومتاع فانی
امانت را بآتش خیانت سوخته بدین عجوزه عذار فریفته گشتی دقبالهٔ خواستگاری او را بدست غرور
نوشته ونداسته که بعقد هر که درآید دوسه روزے بیش با او نپاید فرد جمیله ایست عروس جهان
ولی خوش باش ✤ که این مخدره درعقد کس نمی آید اے عمر امروز اسپ خود را آب داده گفت
آری آب داده ام انگاه برنشسته قاسم گفت ویلک یا ابن سعد واے بر تو اے پسر سعد
دعوی مسلمانی میکنی واسپ را سیراب میداری وشهسواران میدان امامت را تشنه میگذاری عورات
واطفال اهلبیت را از تشنگی جان بلب رسیده تو آب از ایشان باز میگیری وپند بذکرا ذکرکم الله
فی اهلبیتی نمی پذیری آخر از تشنگی قیامت براندیش واز شرمندگی پیش ساقی کوثر یاد کن
آتش دردل عمر سعد افتاد جوے آب از چشمه چشم بکشاد وچون از خاکساری نقد دین بباد داده بود
هیچ جواب نداد اما روے بسپاه خود کرد که این سوار را می شناسی قاسم بن حسن است که در روز
رزم اگر شمشیر الماس لعل زمرد فام ببیند آنرا لب لعل خوبان طراز پنداشته ببوسه کاری آن میل می کند
واگر تاب وپیچ کمند بنظر وے درآید حلقه پرچین زلف ماه رخسان خطا انگاشته بدست یازی
بآن رغبت نماید بیت سپاه از چه باشد جهان درجهان ✤ نترسد زحرب دلیران وجهان ✤ شما
یگان یگان پیش او مروید وتدبیر آن کنید که او را درمیان گیرید لشکر مخالف ترسان ولرزان

عزم آن کردند که روی بقاسم آرند و قاسم ازان حال بخبر چون دید که مبارز پیش او بیرون
نمی آید روی بخیمه عروس نهاد و چون بدر خیمه رسید آواز دختر حسین شنید که بر مفارقت او مینالید
قاسم نیز بسیار آرزومند ملاقات وی بود کلمه بدین مضمون ادا کرد بیت بیرون آمد که
جانان که بسیار آرزومندم ٭ وداع عمر نزدیک ست و دیدار آرزو دارم ٭ عروس آواز
قاسم شنید از خیمه بیرون دوید و گفت بیت خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشین ٭ بیا که
می دهمت بر دو دیده جا بنشین ٭ قاسم از مرکب فرود آمده نزدیک وی رفت و گفت اے دختر
عم وا ے انیس دل پر غم جاے نشستن و مجال سخنی در پیوستن نیست که سپاه خصم خیرگی و
[illegible]گی می نمایند می خواهم که بصولت تیغ آبدار آتش جرأت ایشان را فرونشانم وحقا که بے اختیار
از تو مفارقت می نمایم فرزند دیدار توام دوری ضرورت می شود ورنہ ٭ نخواهد هیچ موجودے
که جان از تن جدا باشد ٭ پس قاسم او را وداع فرمود و عزیمت مراجعت بمیدان حرب نمود
و از زبان حال عروس این نکته بگوش هوش داماد میرسید رباعی بازم زدیده اے گل خندان چه
میروی ٭ چاکم چو گل فگنده بدامان چه میروی ٭ سروی و جاے سرو بجز جوئبار نیست ٭ از جوئبار
دیده گریان چه میروی ٭ اما چون قاسم بمیدان آمده مبارز طلبید و هیچکس اجابت نکرد شعله
آتش قهرش زبانه زدن گرفت چهار بار خود را در میمنه و میسره و قلب زده بسے دلیران را با خاک
یکسان کرد و هر بار که از تاختن و [illegible]غ می شد بمعرکه می آمد و مرد میخواست و در این نوبت که قاسم
طلب مبارز میکرد عمر سعد ازرق سعد را بخواند و او سپه سالار بعضی از لشکر شام بود پس گفت اے
ازرق هر سال ده هزار دینار از یزید می ستانی و طنطنه شجاعت با سماع دلاوران شام و عراق
میرسانی چرا بیرون نروی و کار این جوان را فیصل ندهی ازرق گفت اے عمر این سخن از تو غریبست
مرا که در ولایت مصر و شام با هزار سوار برابر گرفته باشند بحرب کودکی میفرستی و میخواهی که نام و
ناموس مرا در هم شکنی مرا ننگ آید با وے محاربه کردن عمر سعد بانگ بر وے زد که اے مدبر زبانت
لال باد این پسر حسن یتیم است و نبیره حضرت محمد مصطفی است و فرزند فرزند شیر خداست بخدا اگر
ضرورت تشنگی و درماندگی نبودی او را عار آمدی که با ما سخن گفتے برو بهانه مساز تا پیش یزید محترم
شوند دلیر زیاد محتشم گردی ازرق گفت اگر اعضاے مرا بمقراض بند بند ذره ذره سازند که [illegible]
اما چون تو مبالغه داری مرا چهار پسر است همه شجاع و دلاور یکے را بفرستم تا بمیدان رفته سر وے را
بیاورد و دل ترا ازین اندیشه فارغ سازد پس پسر مهتر را بخواند و از مرکب خود فرود آمده او را سوار
کرد و شمشیر خود بر میان وے بست پسر ازرق با زره تنگ حلقه و خود فولادی و ساقین و ساعدین
روے بمیدان نهاد کمرے از زر سرخ بر میان بسته و نیزه خطی هر دو ذرعی در دست گرفته با آراستگی

تمام بجولان در آمده وبر قاسم حمله کرد قاسم که او را بدان شکوه وآراستگی دید بمقدار ذره نه اندیشید وبانگ بر مرکب زد پیش حمله او باز رفته نیزه حواله سینه وے کرد وے سپر از فولاد به پیش روے در آورد و نیزه قاسم بر سپر آمده سنانش شکست قاسم خشم گرفته نیزه بیفگند وتیغ برکشیده بوے در آمد او نیز نیزه بیفگند وتیغ از نیام بر آورده حواله قاسم کرد قاسم سپر در پیش آورد وتیغ پسر ازرق سپر را دونیم ساخت پشت دست قاسم مجروح گشت اما محمد الحنفی از لشکر امام حسین دید که قاسم سپر ندارد دوازجا بر جست وسپرے محکمے فراخ دامن بوے رسانید ودید که قاسم بر پشت دست زخم رسیده قدرے از عمامه خود دریده بر آنجا بست وبه لشکرگاه باز گردید وقاسم سپر در دست گرفته آهنگ موذی خود کرد وپسر ازرق دیگر باره تیغ بر آورد وتا بر قاسم زند اسپش بسر در آمده واز پشت مرکب در افتاده سرش برهنه شد وبر سرش موے دراز [illegible] هم از پشت مرکب بیارید وموے او را بر دست پیچیده مرکب برانگیخت واو را از روے زمین در ربوده گرد میدان بگردانید پس از دست بیفگند مرکب بر او دوانید چنانچه همه اعضایش درهم شکست پس تیغ او را که بس گرانمایه وقیمتی بود برداشت ونیزه در ربود وبایستاد ومبارز طلبید ازرق چون نگاه کرد پسر را دید که بدان زاری وخواری کشته شد بگریست وپسر دومین چون دید که پدر او میگرید اجازت ناخواسته بمیدان رفت ودگرد قاسم گردیدن گرفت وگفت اے بیرحم بکشتی جوانے را که در همه ولایت شام نظیر نداشت قاسم گفت یا عدو الله هم اکنون ترا به برادرت رسانم ودر آمد ونیزه بپهلوے وے زد که از دیگر جانب بیرون رفت پس دیگر باره مبارز طلبید برادر سوم که آن بدید جامه بدرید وخاک بر سر کرده بخروشید ونزدیک پدر آمده دستوری طلبید پدر او را بغایت دوست میداشت واجازت نمی داد وی بگفتار پدر التفات نکرده بانگ بر مرکب زد ونفرین کنان در برابر قاسم آمد قاسم چون سخنان بیهوده او استماع فرمود نیزه بشکمش زد که از پشت بیرون آمد ازرق دید که دیگر پسرش کشته شد از اسپ فرود آمد خاک بر سر میکرد ومی گریست وسلاح بتن خود می آراست بعزیمت آن که بحرب قاسم بیرون برود پسر چهارمی چون نگاه کرد پدر را بدان حال دید از پدر هیچ نپرسیده بانگ بر اسپ زده در برابر قاسم آمده آغاز دشنام کرد قاسم بجواب او التفات نانموده آهنگ حرب فرمود پسر ازرق نیزه حواله قاسم کرد دست شهزاده تیغی که در دست داشت بزد ودست راست وی با نیزه قلم گردانید بدبخت برگشته روے بهزیمت نهاد وخون از وے میرفت چون نزدیک لشکر خود رسید از اسپ در افتاده جان بداد اما چون ازرق هر چهار پسر را کشته دید جهان روشن بر چشم وے تاریک شد از غایت خشم سلاح بر خود راست کرده بر مرکب تازی نژاد سوار شد چنان مرکبے که با آهن خالی وگرم روی با آتش رضیع اللبان واز تیز گامی وخوش خرامی با باد سریع العنان بودی

نظم

ز نعل او همه روے زمین گرفته هلال ✤ ز گوش او همه روے زمین گرفته هوا ✤ نه در مفاصل او سستی ز تاب رکاب ✤ نه در طبیعت او نفرتے ز باد غنا ✤ وآهنگ میدان کرده در مقابل قاسم بایستاد

حسن
مجروح شدن دست مبارک قاسم از زخم تیغ پسر ازرق و رسانیدن محمد بن الحنفیہ سپر و بازگشتن بلشکر امام

وگفت ای سنگدل بی انصاف چہار پسر مرا کشتی کہ در تمام عراق و شام ایشان را مثل و مانند نبود و قاسم فرمود کہ چہ غم ایشان میخوری ہم اکنون ترا بآن منزل رسانم کہ ایشان نزول کردہ اند اما چون امام حسین دید کہ ازرق برابر قاسم آمد بروی بتر سید چہ آن مدبر بمبارزت شہرتی کامل داشت پس امام حسین دست بدعا کشادہ نصرت قاسم از حضرت پروردگار درخواست می نمود و مردم اندوہ و نزدیک نظارۂ آن دو مبارز می کردند ازرق نیزہ بر قاسم حملہ کرد و قاسم حملہ او را قبول نمودہ در سپر دررآمد و ہرچہ او می بست این میکشاد تا دوازدہ طعن درمیان ایشان رو شد ازرق در غضب شدہ بر شکم مرکب قاسم زد و اسپ از پای درافتاد قاسم پیادہ بماند امام حسین محمد انس را گفت ای یاب جگر گوشہ برادرم حسن را دریاب جنبیت بوی رسان محمد ابن انس جنبیت امام حسین را نزدیک قاسم آورد تا سوار شد و بر ازرق حملہ کرد ازرق براسپ گلگونی نشستہ بود چون کوہ پارہ بر گستوان مغربی افگندہ کنارہای آن بزر و سیم آراستہ بہ پیش حملہ قاسم باز شد و سہ طعن دیگر میان ایشان رد و بدل شد و عاقبت ازرق تیغ برکشید و بقاسم درآمد قاسم نیز تیغ چون برق سوزان از نیام برآورد و چون رعد خروشان طنطنہ نعرہ برکشید و گفت بیا تا ببینیم کہ در چہ کاری و از ہنرہای مردان چہ داری **مثنوی** بیا تا نبرد دلیران کنیم ✤ درین رزم گہ جنگ شیران کنیم ✤ بہ بینیم کز ما بلندی کراست ✤ درین کار فیروز مندی کراست ✤ چون ازرق درنگریست و آن تیغ در دست قاسم بدید گفت ای قاسم من این تیغ را بہزار دینار خریدہ ام و ہزار دینار دیگرش بزہر آب دادہ ام حالا بدست تو چگونہ افتاد قاسم گفت این یادگار پسر تست میخواہم کہ ترا شربت این تیغ بچشانم و بفرزندانت در رسانم ای ازرق تو مرد سپاہی باشی ہمین کہ سوار میروی تنگ اسپ را احتیاط نہ کنی تا بدین زودی سست شدہ و نزدیک است کہ زین افتد اسپ درگردد ازرق پشت خم کرد تا تنگ اسپ را نگاہ کند کہ قاسم بہ تنگ وی درآمدہ و ضربتی زدش برمیان چون خیار تر بدو نیم شد غریو از لشکر شام برآمد فی الحال از مرکب فروجستہ براسپ سوار شد و جنبیت امام حسین را لجام گرفتہ بہ لشکر گاہ خود آورد چون نزدیک امام حسین رسید از مرکب پیادہ شدہ رکاب سعادت انتساب عم عالی جناب خود را بوسہ داد و گفت واعماہ العطش العطش حقا کہ اگر یک شربت آب یابم دمار ازین لشکر برآرم امام حسین فرمود نزدیک است کہ از دست جدت شربت کوثر نوش کنی و این ہمہ غمہا و المہا را بکلی فراموش کنی بہر و کہ مادرت در فراق تو می گرید و می زارد و ہمہ اوقات بآہ و نالہ میگزارد و داغ آتش ہجرانت داغ بر سینۂ آن نامراد نہادہ و دست شوق زخسار تابانت ابواب حرمان بر روی آن دردمند کشادہ **بیت** خرابہیات ندجانش از دست فراق تو ✤ دلش پیوستہ می سوزد ز درد اشتیاق تو ✤ قاسم روی بہ خیمہ

که مادرش با عروس در آنجا بودند روان شد آواز مادر شنید که می گفت اے فرزند ارجمند دائے آرام دل دردمند آخر کجائی و چرا دیدار عزیز بما نمی نمائی بیت رفتی از دیده و من بے سر و پایم بے تو + تو کجائی که ندانم که کجایم بے تو + عروس نیز می نالید بصد زاری زاری میگفت بیت برفت آن ماه مارا در دل از وے صد ہوس مانده + غم ہجران او با جان شیرین ہم نفس مانده + قاسم این صداہا شنیده خروش برکشید مادر و عروس خبر یافته از خیمه بیرون دویدند و در دست و پائے قاسم غلطیدند تا ہم ایشان را دلداری میداد و بصبر و تحمل ارشاد می نمود و میفرمود که اے عزیزان امروز روزیست که نسیم بہجت و سرور بر ریاض قلوب و صدور نمی وزد و شمیم فرح و مسرت بمشام ارواح ارباب مہر و محبت نمی رسد چنین که چمن زندگانی شمارا نضارت نمانده گلشن کامرانی من ہم بے طراوت گشته ... شمارا طاقت جدائی نیست از من ہم قوت شکیبائی کناره جسته اما این دوری ضروری و اضطراری و این مفارقت از روئے بے اختیاری آب و گل را روئے بمیدان ہست و جان و دل را توجه بجانب جانان بیت ما برفتیم و دل آواره در کویت بماند + جان نماند از ہجر و در دل حسرت رویت بماند + و چون قاسم عزم رفتن نمود مضمون این کلام جگر سوز و فحوائے این سخن محنت اندوز بر زبان باز ماندگان از محبت او جاری شد بیت دیده از ہجر تو خونبار شد اے مردم چشم + مردمی کن مشو از دیده خونبار جدا + اما قاسم بمیدان آمده چشمش بر علم ابن زیاد افتاد که بر زبر سر عمر سعد برداشته بودند عنان بدان صوب معطوف گردانید و ہمت بر نگونساری آن علم مصروف ساخته و یکبار روئے بقلب سپاه نهاده چشم از آن علم بر نمی داشت و میخواست که خود را بعلمدار رساند و علم را نگونسار گرداند پیادگان سر راه بروئے گرفتند ہمینکه بحرب پیادگان مشغول شد سواران از گرد وے در آمدند و تیر و نیزه و شمشیر و گرز حواله وے کردند قاسم در دریائے حرب غوطه خورده قریب ستّی پیاده و پنجاه سوار را بیفگند و صف سواران را بر دریده خواست که بیرون آید مرکبش را تیرباران کردند اسپ از پائے درافتاد و شیث بن سعد نیزه بر سینه قاسمؑ زد که سر سنانش از پشت مبارکش بیرون آمد و قاسم دران حرب بست و ہفت زخم خورده بود و خون بسیار از وے رفته از اسپ درگشت و گفت یا عماه ادرکنی آواز او بگوش امام حسینؑ رسید مرکب تاخت و صف پیاده و سوار را برہم زد قاسم را دید در میان خاک و خون غرق شده و شیث در زبر سر وے ایستاده میخواست که سر مبارکش از تن جدا نهد امام حسینؑ ضربت تبر میان وے زد که بدو نیم شد انگاه قاسم را برداشته تا در خیمه آورد و ہنوز رمقی در تن وے باقی بود امام حسین سرش در کنار گرفته بوسه بر رویش می نهاد و مادر و عروس آنجا ایستاده می گریستند قاسم چشم باز کرده در ایشان نگریست تبسمی فرموده جان بجان آفرین تسلیم کرد و خروش از بارگاه حسینؑ برآمد مخدرات اہل بیت بناله در آمدند مادر قاسمؑ

گفت اے مظلوم ما دریغ از ماہ رخسارت کہ بر سپہر شباب رشک آفتاب عالمتاب بود پیش از انکہ عرصہ جہان را باشعۂ ظہور روشن سازد بمحاق فراق گرفتار گشت و افسوس کہ از چشمہ حیات فایض البرکات کہ منبع رشحات جود و جلال بود قبل از انکہ متعطشان بوادی شوق را سیراب گردانی بخاک ہلاک مکدر شد **بیت** دریغا کہ پژمردہ شد ناگہانی ❊ گل باغ دولت بروز جوانی ❊ دیدہ بازکن اے قاسم دختر عمت را ببین حسرت زدہ ما دی در دولت بماند **بیت** با حسرت ازین جہان فانی رفتی ناخوردہ برے ز زندگانی رفتی ❊ دختر امام حسین دست در خون وے می مالید و بر سر و روے خود میکشید و زبان حالش می گفت **قطعہ** بدلاے کہ یارشان بکشند ❊ سرخ روے بخون یار کنند ❊ نو عروسان ..... ولے ❊ سر دپا این چنین نگار کنند ❊ **اقول** چونکہ ہم یہ ثابت کر چکے ہین کہ صاحب روضۃ الشہدا عروسی قاسم کے لکھنے مین متفرد نہین ہین بلکہ انکے پہلے محی الدین عربی اور ابو المفاخر کی تحریرون سے اسکا ثبوت مل چکا ہے لہذا ہم ابھی انکی اس عبارت کے متعلق ناظرین سے کچھ کہنا نہین چاہتے سوائے اسکے کہ انکی تحریر کو دیکھکر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ **صاحب روضۃ الشہدا کی شان مین علما اور ارباب رجال کے کیا خیالات ہین؟** اس مقصد مین کامیاب ہونے کے لیے اسوقت تیرہ مسلم الثبوت اور محققین کے زمرہ مین معدود ہونے والے علما و فضلا کی عبارتین پیش نظر ہین جو انشاء اللہ روضۃ الشہدا کو معتبر کتاب اور اُسکے مصنف کو ایک جید اور محقق عالم ثابت کئے بغیر نہ رہین گے بہرحال **پہلی عبارت** جس سے روضۃ الشہدا کا اعتبار ثابت ہے وہ ملا کاتب چلپی کی ہے جو اُنھون نے اپنی کتاب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون مطبوعہ مصر جزء اول صفحہ ۵۸۳ مین تحریر کی ہے

روضۃ الشہداء فارسی لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی سنۃ ۹۱۰ عشر وتسعمائۃ وترجمہ الفضولی محمد بن سلیمان البغدادی المتوفی سنۃ ۹۷۰ سبعین وتسعمائۃ وسماہ حدیقۃ السعداء قال فیہ اقتدیت بروضۃ الشہداء فی اصل التالیف والحقت الفوائد من الکتب فکان کتابا مستقلا کما مر فی الحاء وترجمہ ایضا الجامی المصری المتوفی سنۃ وسماہ سعادت نامہ قال اتقنت اثرہ غیر انی اوردت الآیات والاحادیث فی خلال الحکایات وزینتہ بالسجع والمقطعات من شتی نجاد وقواعد ترتیبہ علی عشرۃ ابواب الاول فی ابتلاء بعض الانبیاء الثانی فی ابتلاء النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الثالث فی وفاتہ الرابع فی احوال فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا الخامس فی احوال علی رضی اللہ تعالی عنہ السادس فی احوال ابنہ الحسن السابع فی مناقب الحسین الثامن فی احوال مسلم بن عقیل التاسع فی شہادۃ الحسین العاشر علی فصلین الاول فی وقائع اہل البیت والثانی فی عواقب امور المخالفین **اقول**

یہ وہ عبارت ہے جس سے روضۃ الشہدا کا اعتبار اور ملا حسین واعظ کاشفی کی جلالت قدر بہت کچھ ثابت ہو رہی ہے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اگر روضۃ الشہداء غیر معتبر کتاب تھی تو ارباب رجال نے اسکے غیر معتبر ہونیکا اظہار کیون نہ کر دیا بغیر دلیل کسی کتاب کو غیر معتبر کہدینا صاحبان عقل کبھی قبول نہین کر سکتے ایجناب روضۃ الشہدا کی جلالت کے لیے یہ کافی ہے کہ اسکے ترجمہ فارسی سے عربی مین کیے گئے اور پہلا ترجمہ عربی مین اس کتاب کا محمد بن سلیمان بغدادی نے لیا جسکا نام حدیقۃ السعداء تھا دوسرا ترجمہ جامی مصری نے کیا اور سعادت نامہ نام رکھا کیون جناب ایک غیر معتبر کتاب کی قدر اسی طرح کیجاتی ہے کہ اُسکے ترجمہ فارسی سے عربی مین کئے جائین یہ عبارت کشف الظنون کی آیندہ جناب کو حضرت مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کے قلم سے بھی نم گر اب

دوسری عبارت جس سے ملا حسین واعظ علیہ الرحمہ کی جلالت پر روشنی پڑتی ہے ملاحظہ ہو غیاث الدین بن ہمام الدین حسینی المدعو بخواند امیر جو ایک مسلم الثبوت مورخ سمجھے جاتے ہین اپنی تاریخ موسوم بہ حبیب السیر فی اخبار افراد البشر کی تیسری جلد جزو سیم صفحہ ۳۴۱ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء شاہ سلطان حسین کے عہد کے علماء فضلا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہین <u>مولانا کمال الدین حسین الواعظ در علم نجوم و انشا بیمثل زمان خود بود و در سائر علوم نیز با امثال واقران دعوی برابری مینمود</u> و بآواز خوش و صوت دلکش بامر وعظ و نصیحت می پرداخت و بہ عبارات لائقہ و اشارات رائقہ معانی آیات بینات کلام الٰہی وغوامض اسرار حضرت رسالت پناہی را مبین می ساخت صباح روز جمعہ در دار السیادہ سلطانے کہ در سر چہار سوق بلدہ ہرات واقع است بوعظ مشغول میکرد و بعد از اداے نماز جمعہ در مسجد جامع امیر علی شیر در لوازم آن کار شرائط اہتمام بجا می آورد و روز سہ شنبہ در مدرسہ سلطانی وعظ می گفت و روز چہارشنبہ در سر مزار پیر مجرد خواجہ ابو الولید احمد والیضا در اواخر اوقات حیات چندگاہ در حظیرہ سلطان احمد میرزا روز پنجشنبہ بآن امر پرداخت وچون متقاضی اجل موعود در رسید فی سنہ عشر و تسعمائۃ مہر سکوت برلب زدہ عالم آخرت را منزل ساخت مصنفات مولانا کمال الدین حسین بسیار است و آثار خامہ بلاغت دثارش بیشمار از انجملہ جواہر التفسیر و مواہب علیہ و روضۃ الشہدا و انوار سہیلی و مخزن الانشا و اخلاق المحسنین و اختیارات در میان مردم مشہور است و از اشعار فصاحت شعارش این مطلع در مجالس النفائس مسطور مطلع سبز خط از مشک تر غالیہ بر سمن مزن ؏ سنبل ناب دادہ را بر گل نسترن مزن ؏ **اقول** یہ وہ عبارت تھی جسے ہمنے تاریخ حبیب السیر سے نقل کیا قابل مورخ نے اس تحریر مین جو کچھ بھی بیان کیا ہے وہ یقینی ایسا ہی ہے کہ اُس سے واعظ رہ کی جتنی بھی جلالت قدر ثابت کیجائے وہ کم ہے زمانہ سلطان حسین کے زمرہ علماء و فضلاء مین ذکر کرنا ہی کیا کم تھا کہ اسکے علم و فضل کے اظہار مین بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا

یہ الفاظ تاریخ کے کہ ملا حسین واعظ تمام علوم مین اپنے معاصرین سے کم نہ تھے بلکہ انھین برابری کا ادعا تھا" اور اسکے بعد اُنکے وعظ کہنے کا انہاک اس قابل ہے کہ اُنکی سوانح عمری مین با وقار نظرون سے دیکھا جائے اس عبارت نے ہمین انکے علم و فضل کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ ہر ہفتہ مین زیادہ دن وعظ ہی کہنے مین گذرتے تھے اس شان سے خدمات دینیہ کرتے ہوئے عمر شریف ختم ہوئی اور داعی اجل کو لبیک فرمایا غور کی جگہ ہے کہ ایسے افراد جنکی تمام عمر خدمت دینی اور وعظ مین صرف ہو اور اُنکی علمی جلالت بھی مسلم ہو وہ ایک غلط واقعہ کو کیسے اپنے تصانیف مین جگہ دے سکتے تھے ایک واعظ کی شان اس سے کہین ارفع ہے کہ وہ ایسے واقعات کو اپنے مجالس اور مواعظ میں جگہ دے انکا اپنے تصانیف مین اس واقعہ کو جگہ دینا یقیناً اس کا ثبوت ہے کہ انکے نزدیک یہ ایک محقق واقعہ تھا اور اس قابل تھا کہ باآن جلالت علم و فضل انکے قلم سے نکلا حالانکہ ہمین معلوم ہے کہ یہ وہ ذات تھی جسکی عمر ہدایت مین صرف ہوئی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر جنکا گویا شیوہ تھا ایسے نفوس کا ملنا ذرا مشکل ہے کہ وعظ و نصیحت کے سوا کوئی شغل ہی نہو اور انھین خدمات دینیہ اور موعظہ کا اثر تھا کہ جہان بھی ہم انکا نام دیکھتے ہین وہان نام کے ساتھ ساتھ واعظ کا لقب شامل ہے یہ یقیناً قوی دلیل ہے انکے خلوص کی اسکے بعد تیسرے بزرگوار امیر محمد صالح[له] حسینی ترمذی کی عبارتین درج کرنے کے قابل ہین جن سے روضۃ الشہدا کا اعتبار بہت کچھ ثابت ہے آنجناب نے اپنی کتاب مناقب مرتضویہ مین جسکا قلمی اور صحیح نسخہ خدا کے فضل سے احقر کے پاس موجود ہے جا بجا روضۃ الشہدا سے احادیث فضائل و مصائب نقل کیے ہین اور دوسرے باب کی ابتدا ہی مین اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ مین نے اس کتاب کو معتبر کتابون سے لکھا ہے چنانچہ ورق باون مین لکھتے ہین ہر حدیثے کہ درین مجموعہ محمودہ مسطور است مستور نماندہ کہ بکتب معتبرہ و جامع و راوی آن حدیث منسوب کردہ شد اگر خطرہ مذمومہ بخاطر فاتر کس راہ دہد آن کتب را بدست آوردہ رفع خطرہ نماید" معلوم ہوا اس سے کہ مناقب مرتضویہ کوئی معمولی کتاب نہین بلکہ معتبر کتابون کا ایک مجموعہ ہے جسکی تالیف مین مصنف نے منتہا کی کوشش کی ہے اٹھارہ مقام اسوقت مناقب کے میرے پیش نظر ہین جہان مصنف نے روضۃ الشہدا کو اپنا ماخذ قرار دیا ہے (۱) باب اول کے آخری حصہ صفحہ ۱۰۲ مین تحریر فرماتے ہین در روضۃ الشہدا می آرد کہ در زمان خلافت امیر المومنین از بصرہ تا سعد ثمر قند در تحت تصرف بود الی آخرہ (۲) ننانوین ورق مین لکھتے ہین در روضۃ الشہدا از ابن عباس رضی اللہ عنہ مرویست کہ روزے اصحاب از آن سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پرسیدند یا شافع المذنبین و خیر النبیین چہ کلمات بود کہ آدم علیہ السلام بر زبان راند الی آخرہ (۳) ایکسو تیسوین ورق مین فرماتے ہین در روضۃ الشہدا مسطور است

[له] الامیر محمد صالح الحسینی الترمذی المتخلص بکشفی فاضل محقق محدث له مناقب المرتضویة [illegible] بالفارسیة حسن جامع من المعاصرین [illegible] ینقل عنه [illegible]

کہ سلطان الاولیا علی مرتضی می فرمود کہ خاتم انبیا مرا ہزار باب از علم آموخت کہ از ہر بابے
ہزار بابے دیگر برمن منکشف شد (۴) ورق ایکسو تریپن مین لکھتے ہین در روضۃ الشہدا مسطور است
کہ امیر المومنین بالشکر ظفر اثر درراہ نہروان بہ دیرے بگذشت الی آخرہ (۵) ورق ایکسو باسٹھ
مین تحریر فرماتے ہین مولف گوید در روضۃ الشہدا مسطور است کہ بقول اشہر امیر المومنین ع را
ہژدہ پسر بود اس قول کو ختم کر کے کہتے ہین ہم دران کتاب از امام حسن صلوات اللہ علیہ منقول ست
کہ روزے پیش امیر المومنین ع سورہ اذا زلزلت الارض زلزالہا بخواندم چون باین آیہ رسیدم
کہ قال الانسان مالہا یومئذ تحدث اخبارہا فرمود آن انسانیکہ از زمین سوال کند
و زمین با آنہا اخبار گوید منم اسکے بعد چند سطرون کے یون کہتے ہین ہم دران کتاب مذکور
عمران از پدر خود میثم التمار روایت کند کہ گفت روزے امیر المومنین علیہ السلام بمن فرمود
اگر معاویہ ترا طلب نمود امر کند کہ از ما تبرا کنی چہ خواہی کرد الی آخرہ یہ ساتوان مقام تھا جو
روضۃ الشہدا سے لیا (۸) ورق دو سو اڑتالیس مین ہی در روضۃ الشہدا از جابر بن عبداللہ
انصاری رضی اللہ عنہ مرویست کہ گفت واللہ بحق یگانگی معبود کہ بعد از احمد محمود در زیر فلک
کبود زاہد تر از مرتضی علی ندیدہ ام الی آخرہ اسکے بعد (نوان) مقام یون لکھتے ہین ہم در کتاب
مذکور مسطور است کہ باسانید صحیحہ و بروایت صحت اثر محرر گشتہ کہ روزے امیر المومنین ع
بعضے از حوائج لابدیہ اس واقعہ کے اختتام کے بعد فرماتے ہین ہم در کتاب مذکور از ابن عباس
منقول ست کہ گفت امیر المومنین در ہفتہ یک صاع جو آرد ساختہ الخ یہ (دسوان) مقام تھا
اسکے بعد ورق دو سو پچاس مین لکھتے ہین در کتاب مذکور از ابن عباس رض مرویست کہ روزے
گفتم یا امیر المومنین چہ شود جامہ نو بپوشی الخ یہ (گیارھوان) مقام تھا اسکے بعد پھر کہتے ہین ہم
در کتاب مذکور مسطور است کہ امیر المومنین در خلافت خود روزے ببازار رفتہ پیراہن بسہ درہم
خریدہ الخ (بارھوان) مقام تھا اسکے بعد پھر یون لکھا ہے ہم در کتاب مذکور مسطور است کہ امیر المومنین کی
... چون وقت نماز درآمدے مضطرب گشتہ الخ یہ (تیرھوان) مقام تھا جو روضۃ الشہدا
سے لیا (۱۴) ورق چار سو چودہ مین ہے در روضۃ الشہدا مسطور است کہ امیر المومنین ع
در وقت خروج نہروان رسولان باطراف بلدان فرستادند الخ (۱۵) ورق چار سو دس
مین لکھتے ہین در روضۃ الشہدا مسطور ست کہ دران شب حضرت ولایت انتما مطلقا خواب
نفرمودند تا سحر بطاعت مشغول بود الخ (۱۶) ورق چار سو بیس مین یون کہتے ہین بروایتے کہ
در روضۃ الشہدا مسطور است کہ ابن ملجم بعد از آنکہ آنحضرت را زخم زد و بسراے ابن عم خود رفت
الخ (۱۷) ورق چار سو بائیس مین ہے در روضۃ الشہدا و حبیب السیر و کشف الغمہ مسطور است

کہ جبرئیل شصت مثقال کافور از بہشت آوردہ الخ (۱۸) ورق چارسوتیئیس مین ابن ملجم کے گرفتار ہونے کے واقعات لکھتے لکھتے تحریر کرتے ہین وبروایتی دست و پایش قطع کردہ ونیز زبانش ببرید وگروہے از شیعہ جسد شوم آن مشوم را در بوریائے پیچیدہ سوختند اگرچہ در حبیب السیر از روضۃ الشہداء چنین منقول است کہ ابن ملجم را بر قتل امیر قطامہ باید شد الخ ان تمام روایات کے دیکھنے سے جو صاحب مناقب نے روضۃ الشہدا سے اخذ کی ہین پتہ چلتا ہے کہ روضۃ الشہداء معتبر کتاب ہے علاوہ اسکے اس آخری مقام سے روضۃ الشہدا کی جلالت و اعتبار کے اثبات مین کچھ اور زیادتی ہورہی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ روضۃ الشہدا وہ معتبر کتاب ہے جس سے احادیث نقل کرنے مین صاحب حبیب السیر تک نے حصہ لیا چوتھے بزرگوار جنھون نے روضۃ الشہدا کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے اور اسکے مصنف کی مدح کی ہے اور جابجا اسکے مضامین کو اپنی تصانیف مین جگہ دی ہے وہ جناب شہید ثالث قاضی سید نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ ہین آنجناب نے اپنی کتاب مجالس المومنین مین صاحب روضۃ الشہدا کی شان مین فرمایا ہے المولی الفاضل حسین بن علی الواعظ الکاشفی السبزواری مجموعہ علوم دینی وسفینہ معارف یقینی بود از علوم غریبہ مانند جفر و تکسیر و سیمیا آگاہ و در فن نجوم صاحب دستگاہ بود نفسے با تاثیر و عبارتے دلپذیر داشت در بلاغت فصیح عہد و مسیح مہد و سحبان زمان و حسان بیان بودہ در تاریخ حبیب السیر مسطور است کہ مولانا کمال الدین حسین واعظ در علم نجوم و انشا بے مثل زمان خود بود و در سائر علوم نیز با امثال و اقران دعوی برابری می نمود و بآواز خوش و صوت دلکش بامر وعظ و نصیحت پرداخت و بعبارت لائقہ و اشارات رائقہ معانی آیات بینات کلام الہی و غوامض اسرار احادیث رسالت پناہی مبین می ساخت صباح روز جمعہ در مسجد جامع امیر علی شیر در لوازم ان کار شرط اہتمام بجامی آورد و روز سہ شنبہ در مدرسہ سلطانی وعظ می گفت و چہار شنبہ بر مزار پیر مجرد خواجہ ابوالولید احمد ایضا و در آخر اوقات حیات چندگاہ در حظیرہ سلطان احمد میرزا روز پنجشنبہ بآن امر می پرداخت و چون متقاضی اجل موعود در رسید در سنہ عشر و تسعمائۃ مہر سکوت بر لب زدہ عالم آخرت را منزل ساخت مصنفات مولانا کمال الدین حسین بسیار است و آثار خامہ بلاغت شعارش بیشمار از انجملہ جواہر التفسیر و تفسیر مختصر آن و مواہب علیہ و انوار سہیلی و مخزن الانشا و اخلاق محسنی و روضۃ الشہدا و اختیارات نجوم در میان مردم مشہور است و گاہے بگفتن شعر نیز میل می نمود و از جملہ قصائد او کہ در مدح حضرت امیر المومنین واقع شدہ در بیت مذکور می سازد شعر ذریتی سوال خلیل خدا بخوان ٭ وز لاینال عہد جوابش بکن اداء ٭ گردد ترا عیان کہ امامت نہ لائق است ٭ آنرا کہ بودہ ہشت عمر در خطا ٭ و توضیح این مقال علی سبیل الاجمال آنست کہ مطابقت

جواب باسوال درین ذریتی ولا ینال وعلو مقام حضرت ابراہیم از طلب محال دلیلی ست بدیع المثال بر آنکہ ظالم کافر ضال لائق امامت نیست بہیچ حال وتفصیل این استدلال و ابرام در کتاب مصائب النواصب کہ از مولفات این فقیر مستہام است سمت تقریر وتحریر یافتہ بانجا رجوع نمایند وماجرائے کہ درمیان خدمت مولوی و اہل سبزوار واقع شدہ در احوال اہل سبزوار از مجلس اول گذشتہ اگر خواہند بانجا رجوع نمایند **اقول** یہ ہمارے علمائے اعلام مین ایک ایسے مسلم الثبوت عالم کی تحریر تھی جسے خداوند عالم نے اوصاف علم وفضل کے ساتھ ساتھ درجہ شہادت بھی مرحمت کیا تھا اور آج شہید ثالث کے لقب سے یہی بزرگوار تعبیر کئے جاتے ہین انکا صاحب روضۃ الشہدا کے تذکرہ مین فرمانا المولی الفاضل حسین بن علی الواعظ الکاشفی السبزواری ؒ علوم دینی وسفینہ معارف یقینی بود انکی عظمت ہمارے دلون مین کچھ اور بڑھا دیتا ہے اور اسے دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شہید علیہ الرحمہ کے نزدیک کسقدر انکی جلالت تھی کہ انھین المولی الفاضل ایسے گرانقدر الفاظ سے یاد کیا اگر شہید نے انکی مدح مین ایک حرف بھی نہ لکھا ہوتا تو صرف یہی فقرہ انکی جلالت کے لیے بہت تھا لیکن اس گرانقدر القاب کے ساتھ ساتھ انکے علوم دینی سے ماہر ہونے کے بھی ثبوت دیئے اور وعظ ونصیحت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر مین جو اہتمام آنجناب کو رہا کرتا تھا اسکا بھی اظہار فرمایا اور اُنکی فصاحت و بلاغت کے ذکر مین سحبان زمان اور حسان بیان کا خطاب دیا اور بالخصوص انکے وہ ابیات جو خاتمہ کلام مین نقل فرمائے ہین دیکھ کے تو اگر یہ کہا جائے کہ یہ انکے سوانح عمری مین آب زر سے لکھنے کے قابل ہے تو بیجا نہین ہے اس لیئے کہ ارباب علم فیصلہ کر سکتے ہین کہ حضرات اہل سنت کی کوئی فرد امامت مین عصمت شرط ہونے کو تسلیم نہین کرتی یہ دونون بیتین ایک قوی دلیل ہین انکے تشیع کی اور شہید علیہ الرحمہ نے ملا حسین علیہ الرحمہ کو جن لفظون مین اپنی کتاب مین جابجا یاد کیا ہے وہ بھی واضح دلیل ہین انکے تشیع کی چنانچہ مجالس المومنین مین مختلف مقامات پر روضۃ الشہدا کے حوالہ ملتے ہین ایک مقام پر فرماتے ہین آوردہ اند کہ عمر لیث قاعدہ داشت کہ ہر میرے از امراء او ہرگاہ ہزار سوار مکمل بر وعرض کردے گرز زرین بوے دادے روزے مجموع لشکر وے عرض کردند صد وبیست امیر با گرز زرین در دفتر وے نوشتہ شد کہ ہر یک ہزار مرد مکمل داشتہ چون این صورت بعرض رسید عمر لیث گریان خود را از اسپ در انداخت و روے بخاک نہادہ بسیار وقت با نالہ وزاری بر داخت وبعد از زمانیکہ بحال خود آمد ندیمی کہ با وے بسیار گستاخ بود سوال کرد کہ اے ملک این نہ وقت گریہ وفریاد تست وقت شادی ومبارکباد تست ملکی داری وسیع وامرا و وزیر مطیع کارہا ساختہ مہمات پرداختہ صد وبیست ہزار سوار آراستہ ونہال اختیار در بوستان اقتدار سیراب

سبب گریہ حبیب عمر گفت چون لشکر خود را مکمل و مسلح دیدم وحشم وخدم را کار سے وکارزار سے مشاہدہ
کردم واقعہ کربلا پیش خاطر آمد وآرزو بردم کہ چرا آن روز با آن لشکر دران صحرائے خونخوار نبودم
وقتیکہ شاہزادہ حسین درمیان لشکر درماندہ بود من باشجاعت حاضر شدمی دمار از دشمنان اہل بیت
برآوردمی یا جان فدا کردمی یا راہ فتح وظفر بیابان بردمی القصہ بعد از وفات بخواب دیدند کہ تاج
مکلل بر سر داشت ودواجے مرصع در بر کمر آراستہ بجواہر در میان بستہ بر مرکبے از مراکب بہشت
نشستہ غلمان نازک بدن پیش پیش او روان و ولدان سیمین تن بمین چپ و راست وے دوان گفتند
اے امیر حال تو بعد از وفات چگونہ گذشت گفت حق سبحانہ وتعالی مرا بیامرزید وخصمان مرا از من خوش نود
گردانید بسبب نیتی کہ روز عرض لشکر کردم ومعونت شاہ کربلا بخاطر آوردم ورقتی کہ جہت
شہیدان من صادر شد وانچہ در بارہ آن مظلومان بردامن گذشت صاحب روضۃ الشہداء
علیہ الرحمہ فرمودہ کہ ازین سخن نکتہ مفہوم می شود کہ بمجرد نیتی کہ جہت نصرت امام حسین در دل
کسے گذرد موجب نجات است پس بے شبہ جزائے آن شہیدان رفعت غرفات وعلو درجات
خواہد بود **شعر** شہیدان را بچشم کم مبین * کہ ایشان برزخی کہ اینجا یافتند آنجا ز رحمت مرہمی یابند۔
مین عرض کرتا ہون کہ اس عبارت سے کئی امر واضح ہین جو ہمارے مطلوب پر کافی روشنی ڈالتے
ہین (۱) یہ کہ قاضی نور اللہ شہید ثالث رح نے روضۃ الشہداء کو اس قابل سمجھا کہ اُس سے جا بجا
اپنی کتاب مین مطالب اخذ کئے یہ بھی بہت قوی موید ہے اس امر کا کہ روضۃ الشہداء معتبر ہے
(۲) محض انکی کتاب سے روایت کر اخذ پر اکتفا نہ کی بلکہ اُنکے خیال کو ایسا گرانقدر تصور فرمایا
کہ اُسکو اپنی کتاب مین جگہ دی (۳) صاحب روضۃ الشہداء کے بعد علیہ الرحمہ کی لفظ یہ بتاتی ہے
کہ شہید کے اوپر اُنکا تشیع ثابت تھا اگر تشیع ثابت نہ ہوتا تو کبھی علیہ الرحمہ نہ کہتے بلکہ اگر مجہول
الحال بھی ہوتے تو علیہ ما علیہ کہدینا کافی تھا طلب رحمت ہرگز غیر مومن کے لیے موزون نہین
(۴) **فرمودہ** کی لفظ منتہائے عظمت کو بتاتی ہے **گفتہ** نہین کہا معلوم ہوا کہ بہت عظمت تھی
واعظ کاشفی کی شہید کی نظر مین خاتمۂ کلام مین ہم ایک اور عبارت شہید کی پیش کرتے ہین جسمین
روضۃ الشہداء کا ذکر موجود ہے امام حسین کے صحابی خاص حبیب کے ذکر مین فرماتے ہین **حبیب**
بن مظاہر الاسدی ابن داؤد او را از اکابرین تابعین شمردہ و در روضۃ الشہداء مسطور است کہ
حبیب مردے بود با جمال وکمال و در روز واقعہ کربلا پیرے کہن سال بود و قرآن مجید تمام حفظ داشتے
ہر شب ختم کلام اللہ کردے وبعد از نماز خفتن تا دمیدن صبح قرآن را تمام کردے بخدمت حضرت
رسالتمآب مشرف گشتہ واز ایشان احادیث شنودہ وبملازمت علی مرتضی مدتہا مکرم ومعزز بودہ
ان تمام اقتباسون سے یہ ظاہر ہے کہ شہید کے نزدیک روضۃ الشہداء اس قابل تھی کہ اُس سے

احادیث نقل کیئے اور بھی ہمارا مطلب ہے **پانچوین** بزرگوار جنھون نے روضۃ الشہدا کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے اور اسکے مضامین کو اپنی تحریر مین جگہ دی ہے وہ حضرت جد علام غفرانمآب طاب ثراہ ہین انجناب نے بھی رسالہ غیبت مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۶۶ھ ہجری صفحہ ۱۱۳ مین وجود امام عصر کو اعاظم علماے اہل سنت مثل ملا جامی و محمد پارسا و کمال الدین بن طلحہ شافعی کی تحریرون کے ثابت کرنے کے بعد فرمایا ہے و صاحب روضۃ الشہدا چنین نوشتہ است فصل نہم در ذکر محمد بن الحسن وے امام دوازدہم است و کنیت وے ابوالقاسم ولادت وے در سر من راے بودہ است در بست و سوم ماہ رمضان سنہ دو صد و پنجاہ و ہشت و در سنہ دو صد و شصت و پنج بسرداب در آمد و در سراے خود مختفی شد و در شواہد مولوی جامی مذکور است کہ چون متولد شد بر ذراع ایمن او نوشتہ بود کہ **جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** و روایتی است کہ چون از مادر بزاد بزانو در آمد و انگشت سبابہ بآسمان برداشت پس عطسہ زد و گفت **الحمد للہ رب العالمین** و بزرگے نقل کردہ کہ نزد حضرت امام حسن عسکری شدم و گفتم یا ابن رسول اللہ خلیفہ و امام بعد از تو کہ خواہد بود بخانہ در آمد پس بیرون آمد کودکے بر دوش گرفتہ کہ گویا ماہ شب چہاردہ است در سن سہ سالگی پس فرمود اے فلان اگر تو پیش خدا گرامے بنودی من این فرزند را بتو ننمودمی نام این نام رسول است و کنیت این کنیت وے و این جہان را پر از عدل و داد کند ہمچنانکہ پر جور و ظلم شدہ باشد و بقول بعضے کہ او زندہ میدانند میگویند در اقصے بلاد مغرب شہرہا در تصرف اوست و اورا فرزندان اثبات می کنند و حق سبحانہ تعالے بدین معنی داناتر است تمام شد کلام صاحب روضۃ الشہدا **اقول** اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب روضۃ الشہدا انجناب کے نزدیک بھی ایک مسلم الثبوت عالم تھے جب ہی تو انکے قلم سے امام عصر کے وجود کو ثابت کیا کوئی وجہ نہین کہ ہم انکی جلالت قدر سے انکار کرین اور انھین معتبر علماء مین شمار نہ کرین **چھٹے** بزرگوار جنھون نے صاحب روضۃ الشہدا کی مدح و ثنا مین حصہ لیا ہے وہ ملا محمد باقر بن زین العابدین موسوی خونساری ہین آپ اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ طہران صفحہ ۲۰۵ مین تحریر فرماتے ہین البحیر الحافظ المفیض المستبحر الداعی کمال الدین مولانا حسین بن علی الواعظ الکاشفی البیہقی السبزواری کان جامعا للعلوم الدینیۃ و عارفا بالمعارف الیقینیۃ کاشفا عن الاسرار العرفانیۃ واقفا علی السرائر الافغانیۃ معلما فی معناسیر الغرائب فی العلوم و مسلما فی التفسیر والحدیث والریاضی والنجوم عادم العدیل فی ارشاد الخلائق بحسن التقریر و فاقد البدیل فی ارفاد السلائق جودۃ التحبیر ہاجر فی مبادی امرہ الی مصر و سنۃ ہراۃ و لازم سلطانا نزھا کان علی شیوع

المشہور باحسن السمات فکان یذکر بها الناس فی کل صبیحة من الجمعات فی مسجد امیرها
الذکور ویذکر کل ثلثاء منه واربعاء الی مدرستها السلطانیة ومزار امیرها المشہور و
یقوم للناس فی الخمائس عند حظیرة السلطان احمد ویروم للایناس بنفسه الاحد
وماحول الاحد وتزوج فی تلك الایام بها علی اخت المولی عبد الرحمن الجامی فاتهم
بسببه عند اهل بلده الذین هم کانوا من کل متصلب امامی ومن غرائب ما ذکره
صاحب مجالس المومنین وهو من متعلقات هذا المقام والدلالات الواضحة علی
استعداد الرجل بسعادة الالهام هو انه لما راجع سبزوار المحمیه بعد زمن توقفه بالهراة
اراد اهلها التجربة بحقیقة حاله والاستکشاف عن طریقته ومنواله وهو علی منبر جامعهم
الکبیر یعظ الناس ویذکرلهم الاحادیث حتی اذا بلغ حدیث ان جبرئیل الامین
نزل علی رسول الله اثنی عشر الف مرة فقام الیه واحد من مشائخهم یرید تخجیله
وتفضیحه وقال له فاخبرنا یا شیخ کم مرة نزل علی امیر المؤمنین علیؑ فاطرق ملیا
من دهشة ما لقی ثم الهم ان قال نعم انها نزل علیه الروح اربعة وعشرین
الف مرة فقال له الرجل وهل تقول ذلك من غیر دلیل فقال لا بل الدلیل علیه انه
کان بابا لمدینة علم النبیّ وحکمته کما ورد فی النصوص ومن قدم الی المدینة عددا
فلا بد ان یکون ورودها علی باب تلك المدینة مثلی ذلك العدد فتعجب القوم من
حسن مجادلته ولم یعاملوا بعد منه الا بخیر قلت وفی حدیث الشیعة انه نزل
علی ابراهیم خمسین مرّة وعلی موسی اربعمائة مرة وعلی عیسی عشر مرات وعلی محمّد
اربعة وعشرین الف مرة یناسب ذلك ما روی عن مولانا الباقرؑ ان اسم الله
الاعظم ثلثة وسبعون حرفا وکان عند اصف بن برخیا وزیر سلیمان حرف
واحد فتکلم به فخسفت الارض ما بینه وبین سریر بلقیس حتی تناول السریر
بیده وعندنا من الاسم الاعظم اثنان وسبعون حرفا وحرف عند الله استاثر
به فی علم الغیب عنده وعن الصادقؑ انه قال اعطی عیسی بن مریم حرفین کان
یعمل بهما واعطی موسی اربعة احرف واعطی ابراهیم ثمانیة احرف واعطی
نوح ثلثة عشرة حرفا واعطی محمّد اثنین وسبعین حرفا هذا ومن جملة مصنفاته
الکثیرة التی لا نحصیها عددا اکثرها بالفارسیة کتاب تفسیره الکبیر
المسمّی بجواهر التفسیر مشتملا علی فوائد جمّة فی المقدمات لا یکاد توجد فی غیره
ومقاصد عالیة فی لضمن واحادیث نادرة ولطائف نکات تهوی الیه افئدة

الی الابصار ویظهر من مجلده الاول انها خمسین الف بیت علی الظاهر مع انه لم یتجاوز الجزء الخامس من القران الکریم انه لو تم لبلغ ثلثمائة الف من الابیات ولکنه لم یتعد ذلک المقدار الذی هو موجود بین اظهرنا کما افید ومنها تفسیر اخر له یدعی مختصر الجواهر فی نحو من عشرین الف بیت الی اخر القران وکتاب اخر له سماه بالمواهب العلیه وهو ایضا فی التفسیر وکتاب فی تفسیر سورة یوسف بالخصوص فهی التفصیل بلسان اهل الفرقان وکتاب روضة الشهداء فی مقاتل اهل البیت وظنی انه اول کتاب صنف فی هذا الشان ملمعا بالنظم والانشاء الفاخرین علی ذلک النهج الحمد متلقاه اهل الذکر لمصائب المظلومین بالقبول وانشدوه علی رؤس المنابر ثم سموا اولئک وکذا کل من تبعهم بعد ذلک علی التدریج بروضه خوان لقرائتهم اياه ثم توسع فی اللقب بالنسبة الی کل من یذکر مصائبهم علی المنابر الی الان کما یقال لکل من یذکر للناس الغزوات والوقائع بحمله خوان مع ان الحملة الحیدریة التی نظمها الفاضل الامیرزا رفیعا القزوینی واحد من کتب ذلک الشان وکتاب انوار السهیلی فی تدابیر الحکم والاداب بالسنة الحیوانات کبیر کتبه باسم الامیر شیخ احمد المشتهر بالسهیلی وهو تلخیص وتوضیح لما نثره الشیخ ابو المعالی نصر الله بن محمد بن عبد الحمید من نظم الرودکی الشاعر المشهور له باشارة نصر بن احمد السامانی وسماه بکلیلة ودمنه وکان قد ترجم قبل من العربیه الی الفارسیه غیرهما وترجم اولا من البهلوی الی العربی الشیخ عبد الله بن المقفع الادیب المشهور فی زمان خلافة المنصور ومن الهندی الی البهلوی بعض حکماء دولة انوشیروان العادل واصله لبعض حکماء الهند وکانوا یظنون بحروجه عن مملکتهم فنقل الی بعض الاذکیاء الفطنین کتبه بماء البصل لئلا یعرف ثم لما بلغ مملکة ایران اظهر کتابته بالنار فانتشرت نسخه بعد وکتاب الاخلاق المحسنی وکتاب مخزن الانشاء فیما یکتب بالفارسیه الی طبقات الناس وکتاب فضل الصلوة علی النبی وکتاب اختیارات النجوم سماه الواح القمر وکتاب الاربعین فی احادیث الموعظة وکتاب له فی شرح اسماء الله الحسنی سماه المقصد الاسنی کتاب فی الادعیة والاوراد الماثوره وکتاب له فی علم الحروف وکتاب الاسرار القاسمی فی السحر وعلوم الطلسمات وامثال ذلک وکتاب السبعة الکاشفیه یتضمن رسائل سبع فی علم النجوم وکتاب بدائع الافکار فی صنائع الاشعار وله ایضا کتاب فی شرح المثنوی المولوی الرومی وکتاب اخر فی لبه وثالث فی لب لبه وکتاب

سماہ التحفۃ العلیہ یشتمل علے کثیر من اسرار الحروف وغیر ذلک وفی مجالس المومنین انہ کان مائلا الی الشعر ومن جملۃ ما انشدہ بالفارسیہ قصیدۃ لہ فی مناقب امیر المومنین یذکر فیہا ھذین البیتین ؎ ذریتی سوال خلیل خدا بخوان + وز لا ینال عہدی جواب شنو کہ اذا گردد ترا عیان کہ امامت نہ لائق است + آنرا کہ بودہ بیشتر عمر در خطا وہما اصرح دلیل علی تشیعہ لان الاستدلال بھذہ الایۃ علے اشتراط العصمۃ فی الامام مشہور بین الشیعۃ الامامیہ ھذا وقد توفے بالھراۃ المحروسہ فی حدود سنۃ عشر وتسعمائۃ کما عن کتاب حبیب السیر فے تاریخ اخبار البشر وذلک بعد جلوس الشاہ اسماعیل الصفوی الاول علی سریر السلطنۃ باربع سنین **اقول** جو کچھ اس عبارت سے واضح ہوتا ہوا سے حقیقت بین نظر سے دیکھنا چاہیے سب کے پہلے یہ تحریر جس امر کی مظہر ہے وہ صاحب روضۃ الشہدا کا تبحر اور جامعیت ہے اور علم حدیث مین خصوصیت کے ساتھ مسلم الثبوت ہونا بھلا ایسا شخص جسکو ارباب رجال علم حدیث کا مسلم الثبوت عالم لکھین وہ اپنی کتاب مین بغیر کسی تحقیق کے ایک غلط واقعہ کیونکر لکھ سکتا تھا انکی شان اس سے کہین ارفع ہے کہ وہ ایسے غلط واقعات اپنی کتاب مین لکھتے اور اگر ایسا ہوتا تو آج انکے نام کے ساتھ ایسے گرانقدر الفاظ کان جامعا للعلوم الدینیۃ ومسلما فی التفسیر والحدیث کبھی استعمال نہ کیے جاتے بلکہ ارباب رجال کا فرض تھا کہ اسکی تضعیف کرتے حالانکہ کسی عالم نے روضۃ الشہدا کو غیر معتبر نہین کہا ہے بلکہ جو الفاظ جناب نے ابھی صاحب روضات الجنات کے اس عبارت مین ملاحظہ کیے اونکے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی یہ پہلی کتاب ہے جو اس شان سے تصنیف ہوئی اور اسقدر مقبول عام ہوئی کہ ذاکرین نے مجالس مین بالائے منبر اسکے مضامین پڑھنا شروع کئے یہانتک کہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو روضہ خوان کہنے لگے پھر یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ ہر حدیث خوان کو روضہ خوان کہنے لگے چنانچہ اجتک روضہ خوان سے ذاکرین سید الشہدا تعبیر کیے جاتے ہین دوسرا امر جسکی طرف یہ تحریر اشارہ کر رہی ہے وہ بھی کچھ کم نہین یہ منتہا کی جلالت ہے کہ شہید علیہ الرحمہ انکے صاحب الہام ہونے کے قائل ہون اور واقعی یہ الہام ہی تھا کہ انثاے وعظ مین جب یہ فرمایا کہ رسول پر ملک بارہ ہزار مرتبہ وحی لیکر نازل ہوا اور پوچھنے والے نے انکے ساکت کرنے اور خجالت کے لیے پوچھا کہ علی پر کتنی مرتبہ جبریل نازل ہوے اس سوال کی اہمیت ارباب علم ہی سمجھ سکتے ہین دفعۃ ایسا جواب دینا جو پھر کسی کلام کی مجال نہ دے انسانی قوت سے باہر تھا فالھم ان قال نعم الہام ہوا کہ گھبرائے کیون ہو کہدو ہان ہان میرے آقا پر بھی جبریل نازل ہوے اور چوبیس ہزار مرتبہ آئے اُسنے کہا دلیل کہا تمھین نہین معلوم کہ علی باب مدینہ علم ہین رسول مدینہ علم تھے اونپر ملک بارہ ہزار مرتبہ نازل ہوا تو یقینا علی باب مدینہ علم پر چوبیس ہزار مرتبہ جبریل آئے یہ جواب یقینا الہامی

تھا شہید اگر نہ بھی فرماتے تو ہم اسے الہام ہی سے تعبیر کرتے لیکن افسوس ہمین اس بات کا ہے کہ ہم شہید کی اس عبارت کو آپ کے سامنے اُنکے قلم سے پیش نہ کر سکے اور اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ مجالس المومنین کا ایک قلمی نسخہ جو بڑی دقت سے ملا تھا جس مین نہ تو کوئی فہرست تھی اور نہ اسکا دیباچہ استداد زمانہ سے اس قابل تھا کہ پڑھا جاسکتا اتنا وقت نہ تھا کہ تمام کتاب پر تفصیلی نظر ڈالی جاتی مجبوراً یہ عبارت شہید کی ہم نہ پیش کر سکے جسکی معافی کے امیدوار ہین **تیسرا امر** خاتمہ کلام مین جو قابل غور ہے وہ یہ کہ صاحب روضات الجنات بھی ہمارے خیال کے موید ہین اور مجالس المومنین کی اوس عبارت سے قابل مصنف نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ یہ شعر انکے تشیع پر دال ہے جب ہی تو فرمایا وھما اصرح دلیل علی تشیعہ **ساتوین** بزرگوار جنھون نے ملاحسین واعظ علیہ الرحمہ کی مدح وثنا کی ہے اور اونکی کتاب روضۃ الشہدا کو کتب معتبرہ مین شمار کرتے ہوے اوسکی تعریف وتوصیف کی ہے وہ جناب مولانا و مولے الکونین السید حامد حسین طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ ہین چنانچہ ان جناب نے اپنی کتاب عبقات الانوار حدیث انا مدینۃ العلم جزء اول صفحہ ۲۰۲ مین بتصریح فرمایا ہے وجہ صد وبست وھفتم آنکہ حسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی حدیث مدینۃ العلم را ثابت ومحقق دانستہ چنانچہ در روضۃ الشہداء در ذکر جناب امیر المومنین گفتہ اما صفات حمیدہ وسمات پسندیدہ آنحضرت از قیاس فہم افزونست واز حیز ادراک وہم بیرون وشمہ از حقیقت حال وحال حقیقت وے بر ضمائر صافیہ عقلا وخواطر ذاکیہ عرفا وفضلا لائح وپیدا وواضح وہویدا است **بیت** در شرح حسن او چہ تصرف کند کسے ٭ مرآت آفتاب چہ محتاج صیقل است ٭ فضائل ذات ساطعۃ اللوامع ومفاخر صفات لامعۃ السواطع آنحضرت در ہمہ اذہان وافکار کضوء النہار وںور الاسفار قرار یافتہ پس ایراد واثبات آن از مقولہ تحصیل حاصل می نماید والشمس تکبر عن حلی وعن حلل **ابیات** قدم نہاد قلم تا بقدر شرح کند ٭ ز وصف صورت مدحش ضیاء معنی را ٭ خرد گرفت عنانش کزین سخن بگذر ٭ بماہتاب چہ حاجت شب تجلی را ٭ اما بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ دو سہ کلمہ از ہر جا آوردہ می شود از جملہ شرف نسب عالیش از خبر معتبر علی منی وانا منہ معلوم است وحسب ذاتیش از کلام میمنت انجام انت منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ محقق ومفہوم واما علم او بر ہمہ علمائے عالم روشن شدہ وکیفیت دانش از نکتہ کامل انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مبین گشتہ حکیم سنائی فرمایدے خواندہ در دین وملک مختارش ٭ ہم در علم وہم علمدارش ٭ در شرح تعریف آوردہ کہ علی بن ابیطالب را سخنان است کہ کسی پیش از وے نگفتہ وبعد از وے نیز کسے مثل آن نیاوردہ تا بدانجا کہ روزے بمنبر بر آمدہ بود وگفت سلونی عما دون العرش یعنی بپرسید از من ما وراے عرش ہر چہ می پرسید پس بدرستیکہ درمیان دو پہلوے من علمہاے بسیار است واین از برکت لعاب

رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم در دہان من و این آن چیز یست کہ زقہ کردہ است رسول اللہ بخدائیکہ
جان من در قبضۂ قدرت اوست کہ اگر فرمان رسد مر توریت و انجیل را کہ سخن گویند ہر آئنہ من وسادہ
وضع کنم و برآن نشستہ خبر دہم بدانچہ در ہر دو کتاب است و آن ہر دو کتاب مرا تصدیق نمایند و شک
نیست در انکہ این علوم در مکتب ادب از ادیب لبیب وعلمك مالم تكن تعلم در آموختہ بود
چنانچہ نیز آمدہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزار باب از علم در من آموخت کہ از ہر بابے ہزار باب
دیگر بر من منکشف شد درین باب شیخ فرید عطار رحمہ اللہ فرماید فردیات نبی در گوش او یک علم
در داد + وزان اندر دلش صد علم بکشاد + چو شہر علم دین پیغمبر آمد + در آن شہر بیشک حیدر آمد +
ازان آب حیات دل کہ جان خورد + ز دست ساقی کوثر توان خورد فهذا الكاشفي صاحب
روضة الشہداء المعروف بالفضل بين الكبراء النجداء قد اثبت هذا الحديث الكاشف
المزيح للاصداء فالممترى فى شانه نازح عن الاذعان للاهتداء والمرتاب فى امره
عار عن الرشد والاهتداء والطاعن فيه سالك سبيل العسف والاعتداء والقادح
فيه هائم من الغى فى قاصية البيداء ومحتجب نماند کہ کتاب روضة الشہداء
نہایت مشہور و مقبول می باشد و علمائے اہل سنت آنرا بتراجم عدیدہ مترجم نمودہ اند
مصطفی بن عبد اللہ قسطنطینی در کشف الظنون گفتہ روضة الشہداء فارسی لحسين بن على الكاشفي
المعروف بالواعظ البيهقى المتوفى سنة ٩١٠ه عشر وتسعمائة وترجمه الفضولى محمد بن
سليمان البغدادى المتوفى سنة ٩٧٠ سبعين وتسعمائة وسماه حديقة السعداء قال فيه اقتديت
بروضة الشهداء فى اصل التاليف والحقت الفوائد من الكتب فكان كتابا
مستقلا كما مر فى الحاء وترجمه ايضا الجامى المصرى المتوفى سنة وسماه
سعادت نامه قال اقتفيت اثره غير انى اوردت الايات والاحاديث فى خلال
الحكايات وزينته بالسجع والمقطعات من شعرى وقواعد ترتيبه على عشرة
ابواب الاول فى ابتلاء بعض الانبياء والثانى فى ابتلاء النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
الثالث فى وفاته الرابع فى احوال الفاطمة الزهراء رضى الله تعالى عنها الخامس
فى احوال على رضى الله تعالى عنه السادس فى ابنه الحسن السابع فى مناقب الحسين
الثامن فى احوال مسلم بن عقيل التاسع فى شهادة الحسين رضى الله تعالى عنه
العاشر على فصلين الاول فى وقائع اهل البيت والثانى فى العواقب الامور القاتلين
انتهى و قطب الدين محمد بن علاء الدين احمد النهروانى المكى الحنفى در کتاب الاعلام باعلام بيت الله
الحرام گفتہ قلت وقد ادركنا الباب الشريف مصفحا بالفضة وكان يختلس من فضة

اوقات الغفلة من قل دينه وخفت يده الى ان انكشف شغل الباب الشريف عن خشب الباب ومسك مرارا من يفعل ذلك وحبسوا ويهلى لوافرض ذلك على الابواب الشريفة السلطانية فى ايام المرحوم المقدس السلطان سليمان خان اسكنه الله تعالى فراديس الجنان فى سنة ٩٦١ فبرز الامر الشريف السلطانى بتصفيح الباب الشريف بالفضة الى ناظر الحرم الشريف المقيم بمكة فى منصب نظارة الحرم الشريف يومئذ وهو من فضلاء كتبة مصر احمد چلپى المقاطعجى صهر المرحوم محمد بن سليمان دفتردار مصر اذ ذاك رحمه الله تعالى وكان له شعر لطيف بالتركى وترجم بلسان التركى كتاب روضة الشهداء لمولانا جامى[1] وضمنه من لطائف النظم والنثر ما يستحسنه الطبع ومن محاسن السجع ما يخف على السمع وهو كتاب مقبول متداول بين الاطفاء وكان وصوله الى مكة فى افتتاح سنة ٩٥١ الخ **اقول** اس عبارت کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ملا حسین واعظ کاشفی وہ بزرگ ہین جنھین مولانا السید حامد حسین صاحب طاب ثراہ نے جلیل القدر اور مسلم الثبوت علماے اہلسنت مین پایا جب ہی تو انکے کلام سے امیر المومنین کی فضیلت پر استدلال کیا اگر غیر معتبر اور غیر مشہور عالم ہوتے تو کبھی مولانا ممدوح انکی تحریر سے اور پھر عبقات ایسی قابل قدر کتاب مین استدلال نہ کرتے مولانا نے اسی پر اکتفا نہین کی کہ انھین اُن علماء مین شمار کیا جنکی مدح سے کتابین مملو ہین بلکہ انکی کتاب روضۃ الشہدا کی بھی خصوصیت کے ساتھ تعریف فرمائی یون وو کتاب روضۃ الشہدا نہایت مشہور و مقبول می باشد،، میری سمجھ مین نہین آتا کہ کون لوگ ہین جنھون نے اتنے بڑے بڑے علماء کے اقوال کو پس پشت ڈال کے روضۃ الشہدا کی روایت کو داستان اور اسکے مصنف کو مغفل اور عامی کا خطاب دیا ہے حالانکہ کسی عالم نے عام اس سے کہ اہل سنت ہون یا اہل تشیع انکی منقصت مین ایک کلمہ بھی اپنے قلم سے نہین لکھا کشف الظنون اور کتاب الاعلام کی عبارتین بھی ناظرین کے ملاحظہ سے گذرین اور یہ ثابت ہوچکا کہ کن گرانقدر الفاظ مین صاحب روضۃ الشہدا کو یاد کیا گیا ہے صاحب کشف الظنون کی تحریر سے تو اتنا معلوم ہوا تھا کہ روضۃ الشہدا کے دو ترجمہ ہوے ایک محمد بن سلیمان بغدادی نے اور دوسرا ملا جامی مصری نے کیا جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین مگر کتاب الاعلام کی عبارت نے ایک تیسرے ترجمہ کا پتہ دیا ہے جو عربی مین نہین بلکہ ترکی مین احمد چلپی نے کیا اب انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے کہ ایسی قدر کے قابل تھی یہ کتاب کہ مختلف زبانون مین اسکے ترجمہ ہوے اور ہر صاحب زبان نے اسی معزز سمجھا بہرحال صرف یہی مقام نہین جہان مولانا نے صاحب روضۃ الشہدا کی تحریرون سے جناب امیرؑ کی افضلیت کا ثبوت دیا اور انھین اہلسنت کا

[1] یعنی ملا جامی المصری فہو غیر مذکورہ فی عبارۃ کشف الظنون هو ابن ... والفاضل بترجمة الشهداء للكاشفي والذي صنفه الجامي المصري هو ترجمة ...

معتبر عالم تسلیم کرلیا اور مقام بھی ہین جہان انکی مدح مین مولانا نے حصہ لیا ہے چنانچہ حدیث غدیر مجلد دوم صفحہ ۳۴۲ مطبوعہ ۱۲۹۴ھ مین تحریر فرمایا ہے اما تفسیر حسین بن علی الواعظ الکاشفی مولی را بمعنی اولی پس در تفسیر مواہب علیہ کہ مشہور است بتفسیر حسینی گفتہ ماویٰکم النار جاے شما وایشان دوزخ بود ھی مولٰکم اٰتش دوزخ سزاوار تر است بشما وتفسیر حسینی از تفاسیر مشہورہ معتمدہ واسفار معروفہ معتبرہ است و شیخ احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبد الرزاق الحنفی الصالحی کہ معروف است بملاجیون و فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ او از سبحة المرجان غلام علی آزاد بلگرامی ظاہر است در تفسیر آیات احکام کہ مشہور است بہ تفسیر احمدی گفتہ وقد کنت قدیما اسمع من افواہ الرجال الکرام ان الامام الغزالی الذی ھو من اجلة علماء الاسلام قد جمع ایات الاحکام بحسب الطاقة والامکان حتی بلغت خمسمائة بیت بلا زیادة لا نقصان وکنت علی ذلک برھة من الزمان ومدة من الاوان حتی وقفت علی کتب الاصول للعلماء الفحول ذکروا فیھا تلک القصة البدیعة بدا ورد وامنالک ھاتا الحکایة العجیبة فلما زدت ایمانا وکملت ایقانا طفقت اتفحص تلک الایات اتجسسھا فی القعدة والقیامات فلم اجد علیھا ظفرا ولم اقف منھا علی اثر فامرت بلسان الالھام من الاوھام ان استنبطھا بعون اللہ تعالی وتوفیقہ واستخرجھا بھدایة طریقہ فاخذت اجمع الایات التی استنبطت عنھا الاحکام الفقھیة والقواعد الاصولیة والمسائل الکلامیة بالترتیب القرانی ثم فسرتھا باحسن وجہ من التفسیر وشرحتھا بالکمل جھة من التحریر اخذا من الکتب المتداولة لفحول العلماء والزبر المتداورة بین الائمة والصلحاء وما ذلک من فن وشعب بل من فنون مختلفة وشعب کثیرة فمن کتب التفاسیر انوار التنزیل ومدارک التاویل وکذلک الکتاب الجلیل الشان باھر البرھان الموسوم بالاتقان فی علوم القران وتفسیر الشیخ الرئیس الولی المعروف بظھیر الشیعة الغوری وتفسیر الشیخ الکبیر العلی الحسین الواعظ الکاشفی وتفسیر الشیخ الاجل الزاھد الفھامہ وکذا الثقة المعروف بجار اللہ العلامہ الخ ازین عبارت ظاہر است کہ ملاجیون اول ذکر کردہ کہ آیات مذکورہ این تفسیر را تفسیر کردہ باحسن وجہ از تفسیر و شرح نمودہ باکمل جہت از تحریر واخذ نمودہ آنرا از کتب متداولہ برائے فحول علماء و زبر متداورہ درمیان ائمہ وصلحا واز جملہ آن تفسیر حسین بن واعظ کاشفی را شمردہ وخود او را بشیخ کبیر علی وصف نمودہ ومولوی تراب علی در آخر کتاب التدقیقات الراسخات فی شرح التحقیقات الشامخات الملقب بسبیل النجاح الی تحصیل الفلاح گفتہ مخفی مباد کہ روایات این شرح از صحف موثوقہ و زبر ائمہ مانند تفسیر کبیر

تفسیر مدارک و حسینی و نیشاپوری و معالم التنزیل تصنیف امام بغوی و تفسیر احمدی و موضح القرآن و فتح الرحمن و تفسیر بیضاوی و مشکوۃ المصابیح الی ان قال بعد ذکر عدۃ کتب آخر استخراج نمودہ بقلم حوالہ نمودیم لسننتہ ازین عبارت ظاہر است کہ تفسیر حسینی از صحف موثوقہ و زبر انیقہ است کہ مولوی مذکور اکثر روایات شرح خود اخذ نمودہ و اعتبار و اعتماد بران فرمودہ و مصطفی بن عبد اللہ القسطنطینی در کشف الظنون گفتہ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود سنہ تسعمائۃ وہو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ کما ذکرہ ولدہ فی بعض کتبہ و ترجمتہ بالترکیہ لابی الفضل محمد بن ادریس انیدلیسی المتوفی سنہ ۹۸۲ اثنین و ثمانین و تسعمائۃ ولہ جواہر التفسیر الزہراوین یاتی فی الجیم و نیز در کشف الظنون گفتہ جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر فارسی لمولی حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی سنۃ ۹۰۶ ست و تسعمائۃ الیفہ لامیر علی شیر وہو تفسیر الزہراوین[۱] فی مجلد ضخم اورد فی اولہ العلوم المتعلقہ بالتفسیر وہی اثنان و عشرون ثنا فی اربعۃ فصول وذکر التفسیر والتاویل ونحو ذلک و محبوب عالم در تفسیر خود جا بجا از تفسیر حسینی نقل می کند چنانچہ در تفسیر آیہ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا و احلوا قومہم گفتہ در تفسیر حسینی می آرد از مرتضی علی کرم اللہ تعالی وجہہ و فاروق منقول است کہ مراد ازین قوم دو قبیلہ اند کہ فاجر ترین قبائل قریش بودند یعنی مغیرہ و بنی امیہ کہ نعمت حق تغییر کردند و نیز در تفسیر شاہی مسطور است و در تفسیر حسینی آوردہ ثعلبی از ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نقل می کنند کہ مرتضی علی کرم اللہ وجہہ فرمود کہ ہر آمی است تا تحت از رحمۃ اللہ مستحق و نیز در تفسیر شاہی مسطور است در تفسیر حسینی می گوید از حسین ابن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہما نقل می کنند کہ کافران را دو تمنا است عجیب یکی در دنیا کہ می گوید نعیم بہشت مرا خواہد بود و یکی در عقبی کہ خواہد گفت یا لیتنی کنت ترابا ہیچ کدام ازین دو تمنی و بود نخواہد گرفت و نیز در تفسیر شاہی مسطور است در تفسیر حسینی آوردہ کہ مرتضی علی کرم اللہ وجہہ فرمودہ کہ امیدوار ترین آیتے کہ خدا تعالی بر پیغمبر فرستاد آن آیت ہست زیرا کہ خبر داد کہ بسبب بعضی معاصی میرسانم و از بسیاری عفو می کنم بودے از ان کریم تر است کہ گناہے کہ یکبار عفو کردہ دیگر بار عقوبت کند بران و در عقبی میں عرض کرتا ہون کہ اس طویل عبارت مین مولانا نے صرف اس امر کو علما کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ انکی تفسیر ایک معتبر تفسیر ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین ملاجیون نے انکی تفسیر کو مثل تفسیر کبیر اور مدارک اور بیضاوی کے خیال کیا ہے اور انھین شیخ کبیر علی سے تعبیر کیا ہے ہمارا اسکے نقل کرنے سے صرف یہی مقصد تھا کہ واعظ وہ بزرگ تھے جنکی تصانیف کو علما نے ہمیشہ باوقار نظرون سے دیکھا ہے اور انکی شان مین علما نے کس قدر الفاظ استعمال کئے ہین اور اسکے بھی علاوہ مولانا ممدوح نے مجلد حدیث ثقلین مین

ذکر تفسیر حسینی از کشف الظنون

[۱] در کشف الظنون گفتہ تفسیر الزہراوین یعنی البقرۃ و آل عمران و مصنف حسین الواعظ بالفارسیۃ و سماہ جواہر التفسیر ۱۲

صفحہ ۴۲۴ سے صفحہ چار سو چھبیس تک چار صفحون مین صاحب روضہ کی مدح کی ہے جسے ہم طول
کے خوف سے ترک کرتے ہین جس کا جی چاہے عبقات اُٹھا کے دیکھ لے ابتدائی حصہ اوس
عبارت کا یہ ہے ملا حسین کاشفی از اکابر علماے نحاریر و اعاظم نبہاے مشاہیر سنیہ است۔ اب
رہا یہ امر کہ جب صاحب روضۃ الشہدا کا تشیع ثابت تھا تو پھر مولانا ممدوح نے از اکابر نحاریر
سنیہ کیون لکھا جواب اس کا یہ ہے کہ مولانا نے جو کچھ بھی عبقات مین لکھا ہے وہ اہلسنت کے
تسلیم کرنے کے لیے اگر مولانا بھی مثل شہید یا صاحب روضات الجنات کے قایل ہو جاتے انکے
تشیع کے تو پھر انکے قول کی قدر حضرات اہل سنت کی نظرون مین نہ ہوتی اُنکا مقصد عبقات
لکھنے سے صرف یہی ہے کہ علماے اہل سنت کے قلم سے احادیث کا اعتبار ثابت کر کے امامت
امیر المومنین کا ثبوت دیا جائے اور اسکے لیے ضرورت اسی کی تھی کہ علماے اہلسنت کی تحریرین
مقام اثبات امامت مین پیش کیجائین تاکہ دشمن کو اُس کے مقابلہ مین سر تسلیم خم کرنا پڑے
بہر حال بعد اسکے کہ ہم واعظ کاشفی علیہ الرحمہ کا اعتبار صاحب عبقات کے قلم سے ثابت کر چکے
اب تو انکے فضل و کمال سے کوئی سمجھدار انکار نہ کرے گا **اٹھوین** بزرگوار جنھون نے روضۃ
الشہدا کے مصنف کو مسلم الثبوت علماء مین شمار کیا ہے وہ علامہ لاہوری مولانا ابو القاسم
قمی اعلی اللہ مقامہ ہین آنجناب نے اپنی کتاب البشری بالحسنی فی تشریح رسالۃ المودۃ فی القربی
جلد اول مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۹ مین صاحب روضۃ الشہدا کو معتبر علماء مین شمار کیا ہے اور مقام
اثبات مولے بمعنی اولے مین تحریر فرمایا ہے واما از ائمہ لغت و تفسیر و حدیث اسماے قلیلے را اینجا
بالاجمال ضبط مے کنم تا جہل و عناد منکر ظاہر شود و حق لایح و واضح شود مقاتل ابن سلیمان و مقاتل
خراسانی و شعبی و ابن عیینہ و ابن سیرین و عبد الجبار و کلبی و ابوزید سعید بن اوس انصاری نحوی
و ابو عبیدہ لغوی بصری و اخفش و ثعلب و مبرد بصری و زجاج و ابن الانباری و محمد بن عزیز السجستانی
و ابو داؤد و عیسی رمانی و ابو نصر فارابی و ثعلبی و نیشاپوری و واحدی و ابو الحجاج یوسف بن سلیمان
و قاضی احمد بن عبد اللہ و زنی و یحیی بن علی تبریزی و ابن مسعود فرا البغوی و عمر زمخشری و ابو الفرج
ابن الجوزی و احمد زاہد و اربلی و نظام نیشاپوری و ابن طلحہ نصیبی و سبط جوزی و عمر بیضاوی و ابو علی
فارسی و احمد بن یوسف بن حلبی و محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی و جلال الدین احمد الخجندی
و عبد اللہ و احمد النسفی و عمرو بن عبد الرحمن القزوینی و ابن اثیر جزری و ابن الصباغ المالکی و جلال
الدین سیوطی و جلال الدین دوانی و جلال الدین محمد ابن احمد المحلی و حسین بن علی الکاشفی و ابو السعود
بن محمد العمادی و سعید بن حلبی و احمد بن محمد بن عمر خفاجی و سلیمان جمل و حافظ الدلہ الہ آبادی و محب الدین
محی الدین اعرابی و محمد غزالی و محمد بن اسماعیل ابن صلاح الامیر الیمانی و عبد الرحیم بن عبد الکریم

علامہ لاہوری کے فہرست واعظ رہ کی جلالت

ورشید النبی بن حبیب البنی ویحیی بن زکریا الخطیب تبریزی وابوبکر دویہ وموسٰی شیرازی وکواشی وخرکوشی وشوکانی وصاحب تفسیر المنیر وابن کثیر شامی وابن الجماعہ وغیرہم ائمہ لغت وتفسیر وحدیث

اند کہ ہمہ اینہا مولے را بمعنی اولے در قرآن نوشتہ اند **اقول** اس عبارت سے یقیناً یہ ثابت ہوا کہ علامہ لاہوری نے ملا حسین واعظ کو ائمہ لغت وحدیث میں شمار کیا ہے اور اسمیں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ انکے اظہار اعتبار میں علماے فریقین کی آوازیں برابر سے بلند ہیں بعد اسکے توکوئی صاحب عقل بھی انکی جلالت قدر سے انکار نہ کریگا۔ **نیز** بزرگوار جنھوں نے واعظ علیہ الرحمہ کو محققین علماء میں شمار کیا ہے وہ حضرت مولانا ومولے الکونین سید علی حسین غازی پوری رحمہ اللہ ہیں ان جناب نے اپنی کتاب لسان الصادقین فی شرح الاربعین مطبوعۂ لکھنؤ سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۶۹ میں مقام اثبات وجود امام عصر میں فرمایا ہے وقد اتفق جماعۃ من العامۃ واعترفوا بوجودہ علیہ السلام وغیبتہ وعدم الاستبعاد فی طول بقائہ وفضائلہ منہم الجامی فی شواھد النبوۃ ومحمد پارسا فی فصل الخطاب وکمال الدین بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول والحسین الواعظ الکاشفی فی روضۃ الشھداء وصاحب روضۃ الاحباب فی ھذا الکتاب وابن حجر فی الصواعق المحرقۃ وغیرھم فی غیرھا کما افادبہ المولے العلامۃ العلم المفرد الفھامۃ عماد الاسلام سناد الکملاء الکرام استاذ الکل فی الکل جناب السید دلدار علی برد اللہ مضجعہ وطیب مھجعہ فی رسالتہ المعمولۃ فی رد الباب السابع فی الامامۃ من الکتاب المشتھر باثنی عشریہ للفاضل الدھلوی **اقول** اس عبارت نے بھی اتنا ضرور بتلایا کہ صاحب روضۃ الشہدا مثل ملا جامی اور ابن حجر اور صاحب روضۃ الاحباب وغیرہ کے ایک مسلم الثبوت فرد ہیں جنکی تحریر صاحبان بصیرت باوقار نظروں سے دیکھتے ہیں دوسرے بزرگوار علامہ کنتوری مولانا السید غلام حسنین اعلی اللہ مقامہ ہیں ان جناب نے بھی بہا بجا اپنے تصانیف میں روضۃ الشہدا سے احادیث نقل کئے ہیں اور اسے کتب معتبرہ میں شمار کیا ہے چنانچہ ماتین فی مقتل الحسین من کتب الفریقین جلد اول صفحہ ۲۲ میں فرمایا ہے ومنھا روایۃ حمل وجھا الی قبر رسول اللہ یوم دخول اھل البیت الحسین ع فی المدینۃ وفی یدھا القارورۃ التی فیھا تربۃ الحسین وقد صارت دما یوم قتلہ کما فی روضۃ الشھداء اور دوسرے مقام پر صفحہ ۷۹ میں فرماتے ہیں وھذا اروی فی بعض المقاتل کروضۃ الشھدا ان مسلما ع حین خروجہ عن مکہ وتودیعہ امامہ ولخاہ کان یبکی کثیرا لایمالک عن اللمعۃ اس سبب سے روضۃ الشہدا میں روایت کی ہے کہ جسوقت حضرت مسلم مکہ سے روانہ ہوئے تھے جناب امام حسین ع کو رخصت کرکے تو اُسوقت بہت روتے تھے اور آنسو آپ کے نہ تھمتے تھے فسئل عن ذلک

اثبات جلالت قدر روضۃ الشہدا از جناب علامہ غازی پوری کی تحریر

اثبات جلالت قدر روضۃ الشہدا میں علامہ محقق کنتوری کی تحریر

بل دمی بانک تبکی مخافۃ عن القتل والھلاک لوگون نے پوچھا بلکہ طعنہ زنی کی کہ تم اپنے
قتل وہلاک سے ڈر گئے روتے ہو فانما یرسلک اخوک الی حد السیوف وترادف الاجال
ومبارزۃ الابطال اس لیے کہ تمھارے بھائی تم کو تلوارون کی باڑھ پر چلنے کو بھیجتے ہین
جہان موت کا بازار گرم ہوگا اور بہادرون سے لڑنا اور مقابلہ کرنا پڑے گا الخ **اقول** یہ دونو
عبارتین بھی اس بات کے ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہین کہ علامہ ممدوح کے نزدیک بھی
صاحب روضۃ الشہدا اس قابل تھے کہ اُنکے روایات کو اپنی کتاب مین جگہ دیتے اور اُس سے
استدلال کرتے اور یہی ہمارا مطلوب ہے **گیارھوین** مصنف جنھون نے اس کتاب کو کتب
معتبرہ مین شمار کیا ہے وہ عبد اللہ مظہر جمال امرتسری ہین انھون نے اپنی کتاب ارجح المطالب
فی عد مناقب اسد اللہ الغالب مین روضۃ الشہدا سے احادیث نقل کئے ہین اور اس کتاب کا
دیکھنے والا یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ ارجح المطالب مین کوئی مضمون کسی غیر معتبر کتاب سے نقل
نہین کیا گیا ہے اور یہ کتاب مجموعہ ہے اہلسنت کی مسلم الثبوت کتابون کا صفحہ ۱۱- اسی کتاب کا
ملاحظہ ہو روضۃ الشہدا مین ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ جب جناب امیر تولد ہوئی
ابو طالب مہد کے پاس دیکھنے کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کے اُنکے چہرہ کو خراشیدہ
کیا انھون نے اپنی بی بی صاحبہ سے پوچھا تمنے اسکا کیا نام رکھا ہے اُنھون نے جواب دیا مینے انکا
نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابو طالب نے کہا انکا نام ہمارے جد اعلی جامع قبائل عرب
قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے اس اثنا مین سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے
اپنے ارشاد کیا کہ علیؑ نام رکھنا چاہیے جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا مینے ایک روز
ہاتف سے یہی نام سنا تھا **اقول** یہ اُس کتاب کی عبارت تھی جس سے بہتر کتاب اردو مین
آجتک شایع نہین ہوئی اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ روضۃ الشہدا وہ کتاب ہے جسے اپنا
ماخذ بنانے کے لیے تمام مصنفین نے عام اس سے کہ اردو کتاب ہو یا عربی یا فارسی سب نے پسند کیا
بارھوین بزرگوار جنھون نے روضۃ الشہدا کے مصنف کو محققین علما مین شمار کیا ہے
وہ فاضل معاصر مولانا مولوی سید محمد سبطین سرسوی دام مجدہ ہین آپنے اپنی کتاب الصراط السوی
فی احوال المہدی مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۳۷ ہجری صفحہ ۳۶۸ مین ان علماء کی فہرست کے بعد
جنھون نے وجود امام عصر کو تسلیم کیا ہے حسب ذیل الفاظ لکھے ہین علاوہ علماء مذکور الصدر
اور بہت سے علما مثل عماد الدین حنفی و ملا حسین کاشفی و بعض مشائخ صوفیہ جنکا سلیمان
قندوزی موصوف نے ذکر کیا ہے بھی عقیدہ رکھتے ہین **اقول** اس مختصر عبارت سے بھی

فائدہ روضۃ الشہدا کے اعتبار پر ارجح المطالب کی عبارت

فائدہ اعتبار روضہ مین صراط السوی کی ایک مختصر عبارت

یہ ثابت ہوا کہ فاضل معاصر نے بھی ملا حسین واعظ کو علماء کے زمرہ میں شمار کیا ہے اور انکے اقوال سے استدلال کیا ہے تیرھوین بزرگ جنھوں نے روضة الشہدا کو کتب معتبرہ میں شمار کیا ہے وہ نواب شیخ احمد حسین خان بہادر ایم بی اے مذاق رئیس پریانوان ہین چنانچہ اپ اپنی کتاب تاریخ احمدی مطبوعہ مطبع نور المطابع صفحہ ۱۲ مین تحریر فرماتے ہین ملاحظہ ہو

توثیق	نام مولف	نام کتاب
کشف الظنون مین ہے روضة الشہدا فارسی لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ	ملا حسین واعظ کاشفی	روضة الشہدا

الف علمائے دیگر ہم واعظ کاشفی و مصنفات او را بنظر اعتبار ملاحظہ فرمودہ اند از انجملہ صاحب تفسیر منہج الصادقین نیز در کتاب خود از مصنفات ملا حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ جا بجا پارۂ احادیث و تفسیر نقل نمودہ چنانچہ در صفحہ ۷۰۴ کتاب مزکور گفتہ در تفسیر کاشفی آوردہ کہ علما را در باب محبت و محبوبیت سخن بسیار است اہل شریعت میگویند کہ محبت خدا با بندہ ارادہ توفیق و ہدایت اوست در دنیا و اعطاے حسن ثواب و کرامت بحساب در آخرت و محبت بندہ با خداے آنکہ براے او از غیر خالص گردد و ارباب حقیقت برآنند کہ محبت حق قدیم است و محبت بندہ حادث ہرگاہ صدمات سطوات محبت ذوالجلال از سرادق احتشام بحبہم در رسد وجود محبت فانی را در بوتہ اضمحلال اندازد و دیگر بارہ حبوب نفحات از چمن عنایت یحبہم نہ سیدہ آن فانی شدہ را بوصف بقا متصف سازد ۱۲ مہدی الرضوی از انجملہ ابو الرجا محمد زمان خان در کتاب خود سفینة البلاغہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۳ در ضمن فہرست کتابہاے کہ ماخذ سفینة البلاغہ می باشند می نویسد وھی نفحة الیمن فیما یزول بذکرہ الشجن وحدیقة الافراح لازالة الاتراح والعجب العجاب للشیخ احمد الشروانی وبدیع الانشا والصفات فی المکاتبات والمراسلات للشیخ الامام مرعی بن الشیخ یوسف بن ابی بکر بن احمد المقدسی الحنبلی والاقتراح فی اصول النحو والاتقان للامام جلال الدین السیوطی وسبحة المرجان فی آثار ھندستان للسید غلام علی آزاد البلگرامی والصحیفة الشاھیة للواعظ الکاشفی الی اخرہ ۱۲ زبدة المورخین عباس قلی در کتاب طراز المذہب مطبوعہ بمبئی ربیع الاول ۱۳۲۴ھ صفحہ ۲۲۹ می نگارد در بحر المصائب از کتاب روضة الشہدا مسطور است کہ چون جناب زینب برادرش را بآن حالت در خاک و خون غلطان و با بدن عریان نگران گشت و دید کہ آن مردم ملعون بر گرد او خویش فرحان و شادان ہستند سرخود و شعلہ بر آمد و چون نگاہے بگریست و عرض کرد کہ واجداہ وا محمداہ انگاہ روے خود را بران سینہ مجروح گذاشتہ انچہ بباید بگفت پس از ان روے بمدینہ و خطاب بحضرت ختمی مآب کردہ و قالت یا رسول اللہ ھذا الحسین الذی تقبلہ والصقت صدرہ علی صدرہ و تلثم نحرہ فشلہ صرع فی الصحراء مجروح الاعضاء و نحرہ مقطوع وھذا مکسود و راسہ مقطوع من القفا (بقیہ بر صفحہ ۳۹)

اقول اس جدول نے بھی یہ دکھایا کہ روضۃ الشہدا ایک معتبر کتاب تھی جسکی مدح مین صاحب
کشف الظنون کی عبارت قابل مورخ نے منتخب کی اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ فریقین کے مسلم
الثبوت علما اسکے اظہار جلالت مین متفق ہین اور بعد اسکے کہ ہم اتنے عبائر سے یہ ثابت کر چکے کہ
روضۃ الشہدا کی جلالت سے فریقین مین کسی کو انکار نہین اب کسی اور کے قلم سے عروسی کا اثبات لازم
نہین اور تنہا انکا اس واقعہ کو لکھدینا کافی تھا اور اس سے زائد کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی مگر اب ہم
فہرست بالا مین سے ایک اور نام پیش کرتے ہین اسکے بعد ناظرین سمجھ لین گے کہ واقعہ عروسی کو کس کس
نے لکھا ہے اور یہ واقعہ موضوع و بے اصل ہے یا معتبر و موثق پس واضح ہو کہ **چوتھی** بزرگوار جنھون
نے عقد قاسم کو اپنی کتاب مین نقل کیا ہے وہ جناب شیخ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد بن طریح رماحی
مسلمی نجفی ہین آنجناب نے بھی اپنے مقتل کتاب المنتخب فی جمع المراثی والخطب مطبوعہ بمبئی
سنہ ١٣٠٢ ہجری جزء ثانی صفحہ ١٤١ مین فرمایا ہے ونقل ایضا انہ لما آل امر الحسین ع الی القتال بکربلا
وقتل جمیع اصحابہ ووقعت النوبۃ علی اولاد اخیہ جاء القاسم بن الحسن ع وقال یا عم
الاجازۃ لامضی الی ھؤلاء الکفرۃ فقال لہ الحسین یا ابن الاخ انت من اخی علامۃ وارید ان تبقی
لی لاتسلی بک ولم یعطہ اجازۃ للبراز فجلس مھموما مغموما باکی العین حزین القلب واجاز
الحسین اخوتہ للبراز ولم یجزہ فجلس القاسم متالما ووضع راسہ علی رجلیہ وذکر ان
اباہ قد ربط لہ عوذۃ فی کتفہ الایمن وقال لہ اذا اصابک الم وھم فعلیک بحل العوذۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) ورفع علی القنا ونسبہ بحمت سنانیہ خیول اھل البغاء واولاد الطلقا یاجبل اللہ عون
اھلبیتک بالذل والھوان فی دار غربۃ وفی اسر کفرۃ وفجرۃ چون این کلمات بپاے برد دوست و
دشمن را نالان وگریان ساخت وبپاره روایات شمر چند فقرات فرموده از انجملہ است اخی عن ذا یفصل
منک جیما وطئتہ خیل اولاد الزنا ۱۲ منہ و در صفحہ ۶۳۷ می گوید ونیز می گوید کہ صاحب روضۃ الشہدا نوشتہ است کہ محمد بن
جعفر با برادرش عون بن جعفر در کربلا شہید شد ۱۲ منہ و در صفحہ ۷۲۶ نوشتہ بالجملہ یزید مہیاے فرستادن اہل بیت گشت و
سر ہنگے را مخصص کرد و اغلب علمای خبر نام او تصریح نکرده اند بلکہ بعبارت قائد و رجل صالح و رسول کنایہ جستہ اند و چنانکہ
در بحار الانوار و مقتل صغیر ابی مخنف و نور العین و کشف البکا و بعض کتب دیگر نیز نام سرہنگ را ننوشتہ اند لکن صاحب
کامل البہائی می نویسد کہ نام آن قائد کہ یزید پلید در ملازمت اہل بیت رسول مجید بفرستاد عمر بن خالد رشی بوده و کتاب حرقۃ الفواد
و روضۃ الشہدا و مخرق البکا و محرقۃ القلوب و غیرہا بشیر را نوشتہ اند و در کتاب طوفان البکا و مطالع الاحزان
و در اشعار بعضے شعرا نیز مسطور شده است و قول مشہور این ست کہ نام وے نعمان بن بشیر بوده از **انجملہ**
مولانا محسن کاشانی نیز تصانیف واعظ کاشفی را نشانہ اعتراض ملاحظہ نموده چنانچہ علامہ بحرانی در لؤلؤۃ البحرین در ضمن احوالش گفتہ
کتاب تنویر المذاھب ھو تعلیقات علی تفسیر القرآن المنسوب الی الکاشفی الموسوم بالمواھب یقرب من ثلثۃ آلاف بیت

وقرأها وفهم معناها واعمل بكل ما تراه مكتوبا فيها فقال القاسم لنفسه مضى سنتين على
ولم يصبني من مثل هذا الالم فحل العوذة وفضها ونظر الى كتابتها واذا فيها يا ولدي قاسم
اوصيك انك اذا رأيت عمك الحسين في كربلاء وقد احاطت به الاعداء فلا تترك
البراز والجهاد لاعداء الله واعداء رسول الله ولا تبخل عليه بروحك وكلما نهاك عن البراز
عاودة ليأذن لك في البراز لتحظى في السعادة الابدية فقام القاسم من ساعته واتى الى
الحسين وعرض ما كتب الحسن على عمه الحسين فلما قرء الحسين العوذة بكى بكاء شديدا
ونادى بالويل والثبور وتنفس الصعداء وقال يا ابن الاخ هذه الوصية لك من ابيك
وعندي وصية اخرى منه لك ولا بد من انفاذها فمسك الحسين على يد القاسم
وادخل الخيمة وطلب عونا وعباسا وقال لام القاسم ليس للقاسم ثياب جدد قالت
لا فقال لاخته زينب ايتيني بالصندوق فاتته به ووضع بين يديه ففتحه واخرج منه
قباء الحسن والبسه القاسم ولف على راسه عمامة الحسن ومسك بيد ابنته التي
كانت مسماة للقاسم فعقد له عليها وافرد له خيمة واخذ بيد البنت ووضعها بيد القاسم
وخرج عنهما فعاد القاسم ينظر الى ابنة عمه ويبكي الى ان سمع الاعداء يقولون هل من
مبارز فرمى بيد زوجته واراد الخروج من الخيمة فجذبت ذيله ومانعته عن الخروج وهي
تقول له ما يخطر ببالك وما الذي تريد تفعله قال لها اريد ملاقاة الاعداء فانهم يطلبون
البراز واني اريد ملاقاتهم فلزمته ابنة عمه فقال لها خلي ذيلي فان عرسنا اخرناه الى الاخرة
فصاحت وناحت وانت من قلب حزين ودموعها جارية على خديها وهي تقول يا قاسم
انت تقول عرسنا اخرناه الى الاخرة وفي القيامة باي شئ اعرفك وفي اي مكان اراك
فمسك القاسم يده وضربها على ردنه وقطعها وقال يا ابنة العم اعرفيني بهذه الردن
المقطوعة قال فانضج اهل البيت بالبكاء لفعل القاسم وبكوا بكاء شديدا ونادوا بالويل
والثبور قال من روى فلما راى الحسين ان القاسم يريد البراز قال له يا ولدي اتمشي
برجلك الى الموت قال وكيف يا عم وانت بين الاعداء وحيدا فريدا لم تجد محاميا ولا
صديقا روحي لروحك الفداء ونفسي لنفسك الوقاء ثم ان الحسين شق ازياق القاسم
وقطع عمامته نصفين ثم ادلاها على وجهه ثم البسه ثيابه بصورة الكفن وشد سيفه
بوسط القاسم وارسله الى المعركة ثم ان القاسم قدم الى عمر بن سعد وقال يا عمر اما تخاف
الله اما تراقب الله يا اعمى القلب اما تراعي رسول الله، فقال عمر بن سعد اما كفاكم
التجبر اما تطيعون يزيد فقال القاسم لا جزاك الله خيرا تدعي الاسلام وال رسول الله

عطاشا ظما نا فقد اسودت الدنیا باعینهم فوقف هنیئة فما رأی احداً یقدم الیه فرجع الی الخیمة فسمع صوت ابنة عمه تبکی فقال لها ها انا جئتك فنهضت قائمة علی قدمیها وقالت مرحبا بالعزیز الحمد لله الذی ارانی وجهك قبل الموت فنزل القاسم الی الخیمة وقال یا بنت العم مالی اصطبار ان اجلس معك والکفار یطلبون البراز فودعها وخرج ورکب جواده حماه فی حومة المیدان ثم طلب المبارزة فجاء الیه رجل یعد بالف فارس فقتله القاسم وکان له اربعة اولاد مقتولین فضرب القاسم فرسه بسوط وعاد یقتل بالفرسان الی ان ضعفت قوته فهم بالرجوع الی الخیمة واذا بالازرق الشامی قد قطع علیه الطریق وعارضه فضربه القاسم علی ام راسه فقتله وسار القاسم الی الحسین وقال یا عماه العطش العطش ادرکنی بشربة الماء فصبره الحسین واعطاه خاتمه وقال حطه فی فمك ومصه قال القاسم فلما وضعته فی فمی کانه عین ماء فارتویت وانقلبت الی المیدان ثم جعل همته علی حامل اللواء واراد قتله فاحاطوا به بالنبل فوقع القاسم علی الارض فضربه شیبة ابن سعد الشامی بالرمح علی ظهره فاخرجه من صدره فوقع القاسم یخور بدمه ونادی یا عم ادرکنی فجاءه الحسین وقتل قاتله وحمل القاسم الی الخیمة فوضعه فیها ففتح القاسم عینه فرای الحسین قد احتضنه وهو یبکی ویقول یا ولدی لعن الله قاتلك یعز والله علی عمك ان تدعوه وانت مقتول یا بنی قتلوك الکفار کانهم ما عرفوك ولا عرفوا من جدك وابوك ثم ان الحسین بکی بکاءً شدیداً وجعلت ابنة عمه تبکی وجمیع من کان منهم لطموا الخدود وشقوا الجیوب ونادوا بالویل والثبور وعظائم الامور فیا اخوانی اکثروا النوح وجددوا الاحزان علی ما جری علی سادات الزمان

فواعزاناه لما اصاب اهل بیت الرسول وبنی الزهراء البتول من الاشقیاء النغول فتبا

لهم فیما فعلوه وتعسا لهم فیما حملوه فبای شیء یعتذرون حین یسئلون وبم یجیبون حین

یستنطقون کلا والله لیس لهم حجاب مانع ولا خطاب دافع وسیردون الی العذاب الالیم

والعقاب الجسیم وعلی الاطائب من اهل البیت فلیبک الباکون وایاهم فلیندب

النادبون **اقول** اس عبارت کے من وعن نقل کر دینے کے بعد اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے مطلوب پر اس سے کتنی روشنی پڑتی ہے عام طور پر صاحب منتخب کی تحریر کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس واقعہ کو روضۃ الشہدا سے نقل کیا ہے اور وہ غیر معتبر ہے اس کے جواب میں بعد اسکے کہ ہم روضۃ الشہدا کا اعتبار علماء کی ایک معزز جماعت کے قلم سے ثابت کر چکے اسپر اعتنا نہ چاہیے تھی مگر مزید اطمینان کے لیے اسکے جواب میں اپنے منصف مزاج ناظرین کو یہ زحمت دینا چاہتا ہوں کہ ایکمرتبہ روضۃ الشہدا کی عبارت کو پھر ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ صاحب روضۃ الشہدا

اور علامہ طریحی کی عبارت مین کتنا بڑا فرق ہے اگر آپ ان دونون تحریرون کو بغور دیکھ جائین گے تو معلوم ہوگا کہ علاوہ اختلافات لفظی کے دونون تحریرون مین بڑا تفرقہ ہے ہم کسی طرح یہ نہین کہہ سکتے کہ علامہ طریحی نے عروسی قاسم اپنی کتاب مین لکھتے وقت روضۃ الشہدا کو سامنے رکھ لیا ہوگا اور اوسکی فارسی عبارت کو عربی مین نقل کرنا شروع کر دیا اس لحاظ سے کہ جن چیزون کا روضۃ الشہدا کی عبارت مین ذکر ہے وہ منتخب مین نہین ہین اور جنکا ذکر منتخب مین ہے اوس سے روضۃ الشہدا خالی ہے ناظرین کو یاد ہوگا کہ صاحب روضۃ الشہدا نے ہمارے شاہزادی کی رخصت جہاد لکھی ہے وہان یہ تحریر کیا ہے کہ قاسم کی رخصت کے وقت مادر قاسم بیتاب ہوکے خیمہ سے نکل آئین اور بیٹے کا دامن پکڑ لیا اسکا منتخب مین کہین ذکر نہین یہ **پہلا فرق تھا دوسرا فرق** جو اس سے بھی زیادہ اہمیت کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ طریحی علیہ الرحمہ نے شاہزادہ کے جہاد مین یہ لکھا ہے فجاء الیہ رجل یعد بالف فارس فقتلہ القاسم وکان لہ اربعۃ اولاد مقتولین یعنے دفعۃً ایک پہلوان جو ایکہزار لڑنے والون کے مقابلہ مین سمجھا جاتا تھا لشکر مخالف سے قاسم کی طرف بڑھا اور شاہزادہ نے اوسی قتل کر ڈالا اس پہلوان کے چار بیٹے بھی قتل کیے جا چکے تھے اس عبارت سے یہ توہم ضرور ہوتا ہے کہ اسکا نام ازرق ہی تھا جیسا کہ روضہ مین ہے ازرق اکیلا ایکہزار پہلوانون کے مقابلہ مین سمجھا جاتا تھا اور جناب قاسم اس پہلوان کے چارون بیٹون کو موت کی نیند سلا چکے تھے لیکن اسکے چند فقرات کے بعد جو فقرہ طریحی علیہ الرحمہ کے قلم سے نکلا ہے وہ اس توہم کو دفع کیے دیتا ہے واذا بالازرق الشامی قد قطع علیہ الطریق وعاجلہ فضربہ القاسم علی ام راسہ جب دشمنون کو پسپا کرکے قاسم نے خیمہ کی طرف آنے کا قصد کیا تو ازرق شامی نے فوج سے نکل کے راہ روک لی اور سامنے آکے کھڑا ہوگیا شاہزادہ نے سر پر ایک ایسی تلوار ماری جسنے اسی بھی جہنم مین پہونچا دیا اس تحریر سے صاحب منتخب کی ضرور یہ پتا چلتا ہے کہ پہلے جو پہلوان لڑنے کے لیے آیا تھا اور جسکے چار بیٹے قتل ہو چکے تھے وہ ازرق نہ تھا بلکہ ازرق کا مقابلہ اسکے بعد ہوا روضۃ الشہدا اس واقعہ سے خالی ہے یہ پتا دیتا ہے اس بات کا کہ روضۃ الشہدا ماخذ نہین ہے منتخب کا بلکہ منتخب کا ماخذ کوئی اور کتاب ہے **تیسرا اختلاف** یہ ہے کہ جب قاسم حاضر خدمت ہوے اور پیاس کی شکایت کی اس مقام پر ملا حسین واعظ تو یہ کہتے ہین کہ آقا نے صرف صبر کے کلمات قاسم سے کہے اور طریحی علیہ الرحمہ کا ارشاد یہ ہے کہ امام نے اپنی انگوٹھی دست مبارک سے اُتار کے بھتیجے کے منھ مین دی اور فرمایا قاسم اسے منھ مین رکھلو شاہزادے نے تعمیل حکم کی یہ اثر ہوا کہ خود قاسم ناقل ہین کہ منھ مین انگشتری کا پہونچنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک چشمہ جاری ہوگیا یہ اختلاف بھی اس امر کے اثبات مین کہ روضۃ الشہدا صاحب منتخب کا ماخذ نہین ہے

کچھ

جناب قدوة العلماء کی تحریر

کم نہین ہے اب چوتھا اختلاف ملاحظہ ہو وہ خاتمۂ کلام ہے ملا حسین کی تحریر کا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارا پھر قاسم رخصت آخری کو خیمہ مین آئے اور عروس اور نیز مادر گرامی سے رخصت ہوئے اسکا بھی منتخب مین مطلق ذکر نہین اسکے علاوہ بھی دونون عبارتون مین اختلافات ہین جنھین ارباب نظر سمجھ سکتے ہین ہمارے مطلوب کے اثبات مین اتنا ہی کافی ہے اور اسے دیکھ کے ہر صاحب فہم یہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ منتخب کا ماخذ روضة الشہدا کسی طرح نہین ہوسکتا اس مقام پر ہمین ایک تحریر ملی ہے جناب قدوة العلماء مدظلہ کی جسکا نقل کرنا خالی از دلچسپی نہوگا ملاحظہ ہو اور بعض کا یہ خیال کہ علامہ فخر الدین رہ نے روضة الشہداء سے نقل کیا ہے مستبعد ہے اس لیے کہ آج کل بسبب آسانی راہ وعدم موانع کے اکثر اہل فارس زیارت کربلائے معلےٰ ونجف اشرف کو آتے رہتے ہین اور خدمات علماء مین بکثرت ایاب وذہاب رکھتے ہین باوجود اسکے جو علماء عرب ہین وہ بالکلیہ زبان فارسی سے نابلد ہین مثلاً یہ حضرات جناب شیخ طٰہٰ النجفی وجناب شیخ آل یسین نجفی وکاظمینی رحمہم اللہ سے مشرف ہوئے ہین وہ واقف ہین پس جبکہ اس زمانہ از دیاد معاشرت اہل فارس مین یہ حالت ہے تو تین چار سو برس قبل یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ علامہ طریحی نجفی نے اپنی عربی زبان کی کتاب مین روضة الشہدا کتاب فارسی سے نقل کیا ہے اور اشعار عربیہ کے ساتھ فارسی کو معرب کرلیا ہے پس ظن غالب ہے کہ ماخذ منتخب کا اس واقعہ ہائلہ مین اور ہے اور صاحب روضة الشہدا کا غیر معتمد ومکذوب ہونا بھی ثابت نہین خصوصاً اس واقعہ مین اسی وجہ سے علماء کاملین ومجتہدین ماہرین نے اس روایت عقد کے پڑھنے کی ممانعت نہین فرمائی اور اس واقعہ کو مقطوع العدم وکذب محض نہین قرار دیتے اور اپنے کتب مین ذکر فرماتے ہین مثل محرق القلوب وغیرہ کے بہرحال یہ ثابت ومحقق ہے کہ روضة الشہدا منتخب کا ماخذ کسیطرح نہین ہوسکتا۔ تتمۂ کلام مین ہم خاص طریحی علیہ الرحمہ کے قلم سے نکلے ہوئے فقرات پر توجہ مبذول کرنا چاہتے ہین ارشاد ہوتا ہے فیا اخوانی اکثروا النوح وجددوا الاحزان علی ما جری علی سادات الزمان بجا ہوگا اگر مین یہ کہون کہ یہ فقرات ایک نص ہین عروسی قاسم پر اس لحاظ سے کہ مقصد ان الفاظ سے لکھے ہوئے واقعہ پر توجہ دلاتا ہے اور اسپر مومنین کو بکا کے لیے آمادہ کرتا ہے اور اب معترض کا یہ کہنا کہ صاحب منتخب نے اس واقعہ کو بلفظ روی یا نقل کرکے نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ خود انکے نزدیک ضعیف تھا یقیناً بالکل بے معنی ہے اور اسے ارباب عقل خوب سمجھ سکتے ہین اب یہ بات ناظرین کے ملاحظہ کرنے قابل ہے کہ صاحب منتخب کی شان مین علماء وفضلاء کے کیا خیالات ہین اسکے جواب مین چند عبارتین ارباب رجال کی پیش کی جاتی ہین پہلے بزرگوار جنھون نے علامہ طریحی کو محققین علماء مین شمار کیا ہے اور انکے علم وفضل کو

کو بیان کیا ہے وہ حضرت شیخ محمد بن حسن بن حر عاملی علیہ الرحمہ ہین آنجناب نے اپنی کتاب امل الآمل
کے دوسرے حصہ مسمّی بہ تذکرۃ المتبحرین مطبوعہ ۱۳۰۷ ہجری صفحہ ۴۹۲ مین تحریر فرمایا ہے الشیخ
فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد بن طریح النجفی فاضل زاھد ورع عابد فقیہ شاعر جلیل
القدر لہ کتب منہا مجمع البحرین والمقتل والفخریہ فی الفقہ والمنتخب فی الزیادۃ
والخطب ولہ شعر ورسائل وھو من المعاصرین **اقول** اس عبارت سے جناب شیخ طاب ثراہ
کا زہد و تقوی بہت کچھ ثابت ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ فہرست تصانیف کے ضمن
مین منتخب کا نام بھی موجود ہے اگر یہ کتاب غیر معتبر یا اسکے مضامین قابل وثوق نہ ہوتے تو
ممکن تھا کہ حر عاملی علیہ الرحمہ اس مقام پر اسکے تصریح فرما دیتے حالانکہ ایسا نہین ہے اور یہ
قوی دلیل ہے منتخب کے اعتبار کی بلکہ اس مقام پر اپنے معترض سے خطابی حیثیت سے ہم
یہ بھی کہنا چاہتے ہین کہ جب آپ یہ کہتے ہین کہ صاحب منتخب نے اپنے ماخذ کا نام نہین لیا
ممکن اور بہت ممکن ہے کہ روضۃ الشہدا ہی اسکا ماخذ ہو جس طرح آپ یہ کہہ گئے اُسی طرح
اگر ہم بھی یہ کہین کہ حر عاملی کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منتخب کے علاوہ انکے تصانیف
مین ایک مقتل بھی ہے ممکن اور بہت ممکن ہے کہ طریحی علیہ الرحمہ نے اس کتاب مین بھی
عروسی کا تذکرہ کیا ہو اور ماخذ کا نام بھی واضح کر دیا ہو اور منتخب مین پھر ماخذ بتانے کی ضرورت
محسوس نہ کی ہو اور یہ ہوتا ہے کہ جب علماء ایک مقام پر اپنی کتاب مین کسی واقعہ کو لکھ
چکے ہوتے ہین تو پھر دوسرے مقام پر حوالہ کی ضرورت محسوس نہین کرتے اور اسے کتابون
کی سیر کرنے والے سمجھ سکتے ہین **دوسرے** بزرگوار جنھون نے طریحی علیہ الرحمہ کو مسلم الثبوت
علماء مین شمار کیا ہے وہ جناب شیخ یوسف بن احمد بن ابراہیم بحرانی ہین آنجناب نے اپنی کتاب
لؤلوۃ البحرین مطبوعہ طہران سنہ ۱۲۶۹ ہجری صفحہ ۶۶ مین حسب ذیل عبارت لکھی ہے الشیخ
فخر الدین طریح النجفی وکان ھذا الشیخ فاضلا محدثا لغویا عابدا زاھدا ورعا ومن
مصنفاتہ کتاب مجمع البحرین ومطلع النیرین فی تفسیر غریب القرآن والاحادیث التی
من طرقنا الا انہ لم یحط بہا تمام الاحاطۃ کما لا یخفی علی من تتبعہ کتاب شرح المختصر
النافع کتاب تمییز المشترکہ من اسماء الرجال الا انہ لا یخلو من الاجمال کتاب الاربعین
وکتاب المنتخب فی المراثی والخطب **اقول** اس عبارت کو دیکھ کے علاوہ صاحب منتخب
کی غزارت علم و زہد و ورع کے مین جو کچھ بھی کہنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ مجمع البحرین کے متعلق
جناب شیخ کا یہ ارشاد کہ اسمین مولف نے تمام لغات کا احاطہ نہین فرمایا اور کتاب اسماء الرجال
کے متعلق یہ شکایت کہ یہ اجمال سے خالی نہین اگرچہ یہ خیال جناب کے مختصات سے ہے

منتخب کی جلالت منتہی المقال سے

لیکن اسے دیکھ کے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ صاحب لؤلؤۃ البحرین کی تحقیق وتدقیق سے یہ بعید نہ تھا اگر کہیئے مثل مجمع البحرین کے منتخب کی شان مین کہ اسمین علامہ طریحی نے ضعیف اور مقطوع الاسناد روایات کو جمع فرمایا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ منتخب تک پہونچ کے قلم رکتا ہے جناب کا جو کافی دلیل ہے اس کتاب کی جلالت کی **تیسرے** بزرگوار جنھون نے منتخب کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے اور اسکے مولف کی مدح وثنا کی ہے وہ شیخ ابو علی محمد بن اسماعیل علیہ الرحمہ ہین آنجناب نے اپنی کتاب منتہی المقال مطبوعہ طہران ۱۳۰۶ ہجری صفحہ ۲۲۲ مین فرمایا ہے رأیت بخط بعض الافاضل ہکذا علی بن حماد الشاعر المعروف بابن حماد الشاعر البصری کان من اکابر علماء الشیعۃ وشعرائہم ومن المعاصرین للصدوق ونظرائہ واشعارہ فی شان اہل البیت وقصائدہ فی مدائح الائمۃ ومراثیہم لاسیما فی مراثی الحسین ؑ مشہورۃ وفی کتب الاصحاب وخاصۃ فی کتاب مناقب ابن شہر آشوب وفی کتاب المراثی والخطب للشیخ فخر الدین الرماحی المعاصر

روضات الجنات کی عبارت اور منتخب کی مدح

مذکورہ | **اقول** اس عبارت مین صاحب منتہی المقال نے ابن حماد علیہ الرحمہ (جنکے مسلم الثبوت عالم وشاعر ہونے مین علماء متفق ہین) کی مدح کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ انکے اشعار کو ہمارے علماء نے اپنی اپنی کتابون مین جگہ دی ہے چنانچہ اونکے اعتبار مین مناقب ابن شہر آشوب اور منتخب طریحی کو اس سے اشعار نقل کرنے مین پیش کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ منتخب کا مرتبہ صاحب منتہی المقال کے نزدیک مثل مناقب کے تھا اور اسکے مصنف ایک معتبر عالم تھے اور اُن کی جلالت علمی کو دیکھتے ہوئے ان کے نام کو ذکر کیا ہے **چوتھے** بزرگوار جنھون نے علامہ طریحی کی مدح وثنا کی ہے اور اُنکے منتخب کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے وہ فاضل موسوی ملا محمد باقر بن زین العابدین علیہ الرحمہ ہین چنانچہ انھون نے اپنی کتاب روضات الجنات جلد اول صفحہ ۱۶۱ مین تحریر فرمایا ہے الشیخ الکامل الادیب والفاضل العجیب فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد طریح الرماحی المسلمی النجفی المعروف بالشیخ الطریحی بالطاء المہملہ المضمومۃ صاحب کتاب مجمع البحرین ذکرہ صاحب امل الامل بعنوان الشیخ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد بن طریح النجفی وقال فاضل زاہد ورع عابد فقیہ شاعر جلیل القدر لہ کتب منہا مجمع البحرین والمقتل والفخریۃ فی الفقہ والمنتخب فی الزیارۃ والخطب ولہ شعر ورسائل وہو من المعاصرین وذکرہ صاحب اللؤلؤۃ فی عداد مشائخ سیمنا العلامۃ المجلسی فقال ومنہم الشیخ فخر الدین بن طریح النجفی وکان ہذا الشیخ فاضلاً محدثاً لغویاً عابداً زاہداً ورعاً ومن مصنفاتہ کتاب مجمع البحرین ومطلع النیرین فی تفسیر غریب القرآن والاحادیث التی من طرقنا الا انہ لم یحط بہا تمام الاحاطۃ کما لا یخفی علی من تتبعہ کتاب المنتخب فی جمع المراثی والخطب کتاب شرح المختصر النافع کتاب تمیز المتشابہ من اسماء الرجال الا انہ

لا یخلو من الاجمال کتاب الاربعین وهذا الشیخ یروی عن العالم الفاضل الشیخ محمد بن جابر النجفی عن الشیخ محمد بن حسام الدین الجزائری عن الشیخ البهائی قلت والامر کما ذکره فی وصف کتاب المجمع فانه لیس علی طرز کتب اللغة المبینة لمدالیل الالفاظ والمواد بل غایة سبکه وطریقته تفسیر الکتاب والسنة علی وجه بیان المراد ومع هذا لیس محیطا بجل جل ما یوجد فیهما فضلا عن کله بل ولیس محیطا ببیان لغات القرآن التی هی محصورة جدا کما تری انه فی مادة سحب لم یتعرض لذکر السحب الذی هو بمعنی الجر ومنه قوله تعالی اذ الاغلال فی اعناقهم والسلاسل یسحبون وقس علی ذلک غیره وقد ذکره ایضا صاحب ریاض العلماء فقال هو الفاضل العالم العامل الجلیل النبیل الکامل المبارک وکان رحمه الله من المعاصرین لنا وقد اتفقت اجتماعی معه فی حداثة عمری وفی سفر زیارتی الاول فی جامع الکوفة فی سنة ثمانین والف تخمینا وکان قدس سره یعتکف بذلک المسجد فی شهر رمضان ولکن لم یتیسر لی ملاقاته ومعاشرته وکان رضی الله عنه اعبد اهل زمانه واورعهم ومن تقواه انه ما کان یلبس الثیاب التی قد خیطت بالابریشم وکان یخیط ثیابه بالقطن کان هو وولده الشیخ صفی الدین واولاد اخیه واقربائه کلهم علماء وصلحاء اتقیاء وقد توفی رحمه الله سنة خمس وثمانین والف تقریبا فلاحظ وقد طعن فی السن جدا ویروی عنه جماعة من اهل عصرنا منهم الاستاد الاستناد قدس سره یعنی مولانا المجلسی السمی والسید هاشم بن سلیمان المعروف بالعلامة وقال الشیخ المعاصر فی امل الامل انه فاضل زاهد الی اخره اقول وله من المولفات ایضا کتاب غریب الحدیث للخاصة الفه قبل المجمع وکتاب جامع المقال فیما یتعلق باحوال الحدیث والرجال حسن الفوائد جید نافع فی معرفة مشترکات الرجال وامثال ذلک وعلیه للشیخ محمد امین الکاظمی حاشیه وله ایضا کتاب شرح الرسالة الاثنی عشریة فی الصلوة للشیخ حسن بن الشهید الثانی ثم ان کتاب مجمع البحرین من احسن الکتب فی الفه فی اوان توجهه الی مشهد الرضا ایام مجیئه الی بلاد العجم وقد کتب علیه نفسه وولده حواشی کثیرة وقد سبقه بهذا الاسم الصنعانی من العامه حیث الف کتاب مجمع البحرین فی اللغة وجمع فیه بین ما فی صحاح الجوهری وکتاب نفسه المسمی بالتکملة والذیل والصلوة للصحاح واما کتاب المنتخب فی الزیارة والخطب فلم اعثر علیه فی جملة مولفاته بل هو بعینه کتاب المقتل لانه سماه کتاب المنتخب فی جمع المراثی والخطب وله ایضا رسالة مختصرة فی مسئلة تقلید المجتهد المیت وقد نقل فیه ادلة سبعة لبعض مشائخه المعاصرین علی جواز تقلیده وتعرض هو لردها ثم قال اورده ولده الشیخ صفی الدین الطریحی فی بعض اجازاته مولفات والده هذا

صاحب ریاض العلماء کا بیان

بهذا التفصيل كتاب جامع المقال في تميز المشتركة من الرجال وهو كتاب لم يعمل مثله في علمه
المحدث اليه ومنها كتاب فخرية الكبرى الجامعة لفتاوى الطهارة والصلوة بمتن متين
وفخرية الصغرى المختصرة منها وكتاب الضياء اللامع في شرح مختصر الشرائع وشرح رسالة الشيخ
حسن بن الشهيد الثاني رح وحاشيه على المعتبر للمحقق الحلي وكتاب اللمع في شرح الجمع واثنى
عشرية الاصول وفوائد الاصول وشرح المبادى للعلامة وكتاب الاحتجاج في مسائل الاحتياج
وكتاب كشف غوامض القرآن وكتاب غريب القرآن وكتاب جواهر المطالب في فضل على
بن ابي طالب وكتاب الكبير المذكور في عمل الساعات والايام والليالي والشهور وكتاب مراثي
الحسين وهي ثلثة كبيرة وصغيرة وواسطة وكتاب تحفة الوارد وعقال الشارد وكتاب مجمع
الشتات وكتاب مجمع البحرين وهو كتاب جيد يغني عن الصحاح والقاموس وكتاب
النكت اللطيفة في شرح الصحيفة وكتاب مستطرفات نهج البلاغة وكتاب عواطف الاستبصار
للشيخ الطوسى وكتاب جامعة الفوائد في الرد على المولى محمد امين القائل ببطلان الاجتهاد
والتقليد وكتاب ترتيب خلاصة العلامة الى غير ذلك من مولفاته انتهى ويروى عنه
ايضا ولده الشيخ صفي الدين المذكور صاحب حواشي المجمع ومحققاته وشرح الرسالة الفخرية
المسمى بالرياض الزهرية وهو الذى يروى عنه الشيخ عبد الواحد بن محمد التنوانى شيخ رواية
المولى ابى الحسن العاملي الشريف ثم ان للشيخ فخر الدين الرواية عن الشيخ عبد النبي الجزائرى
صاحب كتاب حاوى المقال في معرفة الرجال بواسطة شيخه السيد شرف الدين على الحسيني
الحسيني وشيخ محمد بن جابر بن العباس المتقدم ذكره عن والده الشيخ جابر النجفي صاحب
المصنفات وفي كتاب مفتاح المقال للحسن بن عباس البلاغى النجفى انه كان اديبا فقيها

محدثا عظيم الشان جليل القدر رفيع المنزلة اورع اهل زمانه واعبدهم واتقاهم له مصنفات

عديدة جيدة . منها كتاب مجمع البحرين وكتاب جامع المقال في معرفة احوال الرجال
توفي رحمه الله في رماحيه ونقل الى النجف الاشرف ودفن في ظهر الغرى وكان يوم وفاته
يوما لم ير اعظم منه من كثرة الناس للصلوة عليه وكثرة البكاء من المخالف والموالف وكان
ذلك في سنة خمس وثمانين بعد الالف تم كلامه واقول وله ايضا كتاب آخر في بيان لغات
القرآن بخصوصه فيما ينيف على سبعة الاف بيت سماه نزهة الخاطر وسرور الناظر يقول في
مقدمته بعد الخطبة اما بعد فيقول الفقير الى الله الغنى فخر الدين بن محمد بن على النجفى انى لما
عثرت بكتاب غريب القرآن المسمى بنزهة القلوب وفرحة المكروب تاليف الشيخ الفاضل
ابى بكر عزيز السجستانى وتاملته فاذا هو كتاب رائق عجيب الا ان المطلوب منه العسير تناوله

صاحب مفتاح المقال کی عبارت طریحی کے علم و عمل کی ثنا

المقصود فے ترتیبه والخلل فے تبویبه فاستخرت الله تعالٰے علے تغییر ذلك الترتیب علے وجه لرقیه
رضا فشرعت ورتبته علے ابواب الحروف الهجائیه الی ان قال واضفت الی ذلك مالم یشتمل
علیه من اللغة والتفسیر وافردت بابا فے اخره لذکر ما یناسبه مشتملا علے فوائد لطیفة
وفرائد شریفة لیتم بذلك المقصود بعون الله الملك المعبود الی اخر ما ذکره **اقول** اس طویل
عبارت سے جناب کو معلوم ہوا ہوگا کہ ہمارے فرقہ کے مختلف علماء نے کن کن گرانقدر الفاظ مین صاحب
منتخب کی مدح کی ہے کوئی الشیخ الکامل کہتا ہے کوئی انکی شان مین یہ کہتا ہے کان ادیبا فقیها
محدثا عظیم الشان کسی نے اورع اہل زمانہ کا خطاب دیا ہے یہ تمام چیزین انکی جلالت قدر کے
اثبات مین بہت کافی ہین انجناب یہ منتہا سے جلالت قدر ہے طریحی علیہ الرحمہ کی کہ ان سے علامہ
مجلسی روایت کرتے ہین جیسا کہ ابھی اپنے اسی روضات الجنات کی عبارت مین یہ بھی دیکھا بعد
اسکے تو کوئی بھی انکی اور انکی کتاب کی جلالت سے انکار نہین کرسکتا اور یہی ہمارا مقصد ہے **پانچوین**
بزرگوار فاضل تنکابنی محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ ہین انھون نے بھی منتخب کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے
اور اسکے مصنف علامہ طریحی کی مدح وثنا مین اپنی کتاب قصص العلماء مطبوعہ بمبی صفحہ ۲۹۹ مین
تحریر فرمایا ہے شیخ فخر الدین بن طریح نجفی و این شیخ فاضل و محدث و لغوی و عابد و زاہد بودہ و از مصنفات
او کتاب مجمع البحرین و مطلع النیرین در تفسیر غریب قرآن و احادیث کہ از طرق شیعہ است و کتاب
شرح مختصر نافع و کتاب تمیز متشابہ از اسماء رجال و کتاب اربعین و کتاب منتخب در مراثی و خطب
و اخبار مصیبت حضرت سید الشہدا و این شیخ اجازہ وارد از شیخ محمد ابن جابر نجفی از شیخ محمود بن حسام الدین
جزائری از شیخ بہائی **اقول** اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب قصص العلماء نے منتخب کو
ایک معتبر کتاب اور اسکی مصنف کو زمرہ علماء مین شمار کیا ہے اور اعتبار منتخب مین اس سے زیادہ
صریح عبارت انکی وہ ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۸۹ مین موجود ہے ملاحظہ ہو معدن البکاء در اخبار
مصیبت بہتر از سائر کتب است چنانکہ مہیج الاحزان اخوند ملا حسین یزدی نیز سر آمد کتب مصیبت و
نہایت معتبر و ہمچنین بحار کہ اعلے از ہمہ است و ہمچنین منتخب شیخ طریحی و لہوف سید بن طاوس
و مثیر الاحزان ابن نما کہ این کتب در نہایت اعتبار اند و ہمچنین ارشاد شیخ مفید و امالی صدوق اس
عبارت مین تو صاحب قصص العلماء نے منتخب کی مدح مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور اسی ارشاد
شیخ مفید اور بحار و لہوف ایسے مسلم الثبوت کتب کا ہم پلہ تسلیم کیا ہے جو بحمد اللہ ہمارے مطلوب کے
اثبات مین نہایت کافی ہے **چھٹے** بزرگوار میرزا محمد حسین نوری اعلی اللہ مقامہ ہین آنجناب نے
بھی اپنی کتاب مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۲۱ ہجری صفحہ ۳۸۹ مین
صاحب منتخب کی مدح مین فرمایا ہے العالم الزاهد المتبحر الجلیل الشیخ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد

القصور فی ترتیبه والخلل فی تبویبه فاستخرت الله تعالیٰ علی تغییر ذلك الترتیب علی وجه لدقیه رضا فشرعت ورتبته علی ابواب الحروف الهجائیه الی ان قال واضفت الی ذلك مالم یشتمل علیه من اللغة والتفسیر وافردت با بافی اخره لذکر ما یناسبه مشتملا علی فوائد لطیفة وفرائد شریفة لیتم بذلك المقصود بعون الله الملك المعبود الی اخر ما ذکره | **اقول** اس طویل عبارت سے جناب کو معلوم ہوا ہوگا کہ ہمارے فرقہ کے مختلف علماء نے کن کن گرانقدر الفاظ میں صاحب منتخب کی مدح کی ہے کوئی الشیخ الکامل کہتا ہے کوئی انکی شان میں یہ کہتا ہے کان ادیبا نقیها محدثا عظیم الشان کسی نے اورع اہل زمانہ کا خطاب دیا ہے یہ تمام چیزیں انکی جلالت قدر کے اثبات میں بہت کافی ہیں ایجناب یہ منتہا سے جلالت قدر ہے طریحی علیہ الرحمہ کی کہ ان سے علامہ مجلسی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ابھی اپنے اسی روضات الجنات کی عبارت میں یہ بھی دیکھا بعد اسکے تو کوئی بھی انکی اور انکی کتاب کی جلالت سے انکار نہیں کرسکتا اور یہی ہمارا مقصد ہے **پانچوین** بزرگوار فاضل تنکابنی محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ ہیں انھون نے بھی منتخب کو کتب معتبرہ میں شمار کیا ہے اور اسکے مصنف علامہ طریحی کی مدح وثنا مین اپنی کتاب قصص العلماء مطبوعہ بمبی صفحہ ۲۹۹ مین تحریر فرمایا ہے شیخ فخر الدین بن طریح نجفی واین شیخ فاضل و محدث ولغوی وعابد وزاہد بودہ واز مصنفات او کتاب مجمع البحرین ومطلع النیرین در تفسیر غریب قرآن واحادیث کہ از طرق شیعہ است وکتاب شرح مختصر نافع وکتاب تمیز متشابہ از اسماء رجال وکتاب اربعین وکتاب منتخب در مراثی وخطب واخبار مصیبت حضرت سید الشہدا وابن شیخ اجازہ دارد از شیخ محمد ابن جابر نجفی از شیخ محمود بن حسام الدین جزائری از شیخ بہائی **اقول** اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب قصص العلماء نے منتخب کو ایک معتبر کتاب اور اسکی مصنف کو زمرہ علماء مین شمار کیا ہے اور اعتبار منتخب مین اس سے زیادہ صریح عبارت انکی وہ ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۸۹ مین موجود ہے ملاحظہ ہو معدن البکاء در اخبار مصیبت معتبر از سائر کتب است چنانکہ مہیج الاحزان اخوند ملا حسین یزدی نیز سر آمد کتب مصیبت و نہایت معتبر وہمچنین بحار کہ اعلیٰ از ہمہ است **وہمچنین منتخب** شیخ طریحی ولہوف سید بن طاؤس ومثیر الاحزان ابن نما کہ این کتب در نہایت اعتبار اند وہمچنین ارشاد شیخ مفید وامالی صدوق اس عبارت مین تو صاحب قصص العلماء نے منتخب کی مدح مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور اسی ارشاد شیخ مفید اور بحار ولہوف ایسے مسلم الثبوت کتب کا ہم پلہ تسلیم کیا ہے جو بحمد اللہ ہمارے مطلوب کے اثبات مین نہایت کافی ہے **چھٹے** بزرگوار میرزا محمد حسین نوری اعلی اللہ مقامہ ہین آنجناب نے بھی اپنی کتاب مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل مطبوعہ طہران ۱۳۲۱ ہجری صفحہ ۳۸۹ مین صاحب منتخب کی مدح مین فرمایا ہے العالم الزاہد المتبحر الجلیل الشیخ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد

قصص العلماء کی عبارت اور منتخب طریحی کا اعتبار

طریحی علیہ الرحمہ کی مدح میں مستدرک الوسائل کی عبارت

بن طریح الرماحی المسلمی النجفی المعروف بالشیخ الطریحی صاحب کتاب مجمع البحرین والمنتخب وجامع المقال فی تمییز المشترکة من الرجال والظاهر انه اول من افرده بالتالیف وهو کما فی الریاض اعبد اهل زمانه واورعهم ومن تقواه انه ما کان یلبس الثیاب التی خیطت بالابریسم وکان یخیط ثیابه بالقطن وکان هو وولده الشیخ صفی الدین واولاد اخیه واقربائه کلهم علماء فضلاء صلحاء اتقیاء توفی رحمه الله ۱۰۸۵ه‍ وعن مفتیح المقال للشیخ محسن البلاغی النجفی انه توفی فی رماحیه ونقل الی النجف الاشرف ودفن فی ظهر الغری وکان یوم وفاته یوماً لم یر اعظم منه من کثرة الناس للصلوة علیه وکثرة البکاء من المخالف والموالف

اقول یہ ایک مسلم الثبوت عالم کی تحریر تھی جس نے جناب طریحی کے زہد وتقوی وتبحر علمی پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین کہ وہ بزرگ جسکی شان مین علماء یہ کہین کہ وہ اپنے عہد کے لوگون مین سب سے زیادہ عبادت کرنے والا اور سب سے زیادہ متقی تھا اور جسکی پرہیزگاری کا یہ ایک نمونہ تھا کہ کبھی ریشمی ڈورے کا سیا ہوا لباس نہین پہنا یہ حد جسکی احتیاط کی ہو وہ اپنی کتاب مین بغیر کسی تحقیق کے عروسی قاسم کو لکھدے ایسے محتاط کے قلم سے بہت بعید ہے کہ بغیر تحقیق کوئی جملہ بھی کبھی قلم سے نکلا ہو چہ جائیکہ ایک امام زادی کے متعلق ایسا واقعہ تحریر کرنا اس سے ثابت ہوا کہ واقعہ عروسی معمولی واقعہ نہین بلکہ ایسے شخص کے قلم کا نکلا ہوا ہے جو اعبد اہل زمانہ تھا اسکے علاوہ صفحہ ۹۰ ۳ مین انکی شان مین یہ فقرات بھی فرمائے ہین فی اجازة العالم الفاضل حسام الدین بن جمال الدین الطریحی الشیخ یونس بن الشیخ یسین النجفی وهی عندی بخطه ما صورته عن شیخی واستاذی ومن علیه فی جمیع العلوم الشرعیه اعتمادی عمی العالم العلامة ابو یانی فخر المحققین الثانی الشهیر بالطریحی النجفی المسلمی جو کافی ہین اظہار جلالت علم مین ساتھ ہین بزرگوار جنھون نے علامہ طریحی کی مدح کی ہے اور انکی کتاب کو کتب معتبرہ مین شمار کیا ہے وہ فاضل جلیل مولوی مرزا محمد علی صاحب مغفور ہین چنانچہ اپنی کتاب نجوم السما فی تراجم العلماء مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۰۱ مین تحریر کرتے ہین الشیخ فخر الدین ابن محمد علی بن طریح النجفی از مشاہیر علماء محدثین ولغویین وفضلاء متبحرین بود کتاب مجمع البحرین کہ مشتمل بر علم لغت از لغات قرآن وحدیث امامیہ اثنا عشریہ است بے نظیر وبے عدیل در این باب است شیخ یوسف بحرانی گفتہ کہ شیخ فخر الدین بن طریح نجفی فاضل محدث ولغوی وعابد وزاہد وورع بود از جملہ تصانیف او کتاب مجمع البحرین ومطلع النیرین در تفسیر لغات قرآن مجید واحادیث امامیہ است لکن احادیث ام بذکر جمیع لغات احادیث در ان نکردہ است ودیگر کتاب منتخب در جمع مراثی وخطب وکتاب شرح مختصر نافع وکتاب تمییز المتشابہ من اسماء الرجال لکن خالی از

شیخ محمد بن جابر نجفی روایت دارد واو از فاضل عالم شیخ مذکور بالجملہ الاربعین اجمال نیست و کتاب
واسطہ شیخ محمود ابن حسام الدین جزائری از شیخ بہاؤالدین عاملی علیہ الرحمہ روایت داشت و بو
علامہ سید ہاشم بحرانی مولف غایۃ المرام از شیخ فخر الدین مذکور روایت دارد وایضاً در رسالہ
مزبورہ آوردہ کہ شیخ فخر الدین مذکور از سید جلیل القدر میر شرف الدین کہ شاگرد مرزا محمد استرآبادی
بود روایت دارد شیخ فخر الدین را پسرے بود صفی الدین کہ فاضل وعالم وصاحب توالیف وتصانیف
وازمشائخ اجازہ است و ے از پدر خود شیخ فخر الدین روایت دارد مولف گوید کہ کتاب
المراثی والخطب کہ در ذیل تصانیف شیخ مزبور مذکور شد بغایت اشتہار دارد وکتاب مذکور مشتمل
بر مجالس تذکرہ مصائب حضرات اہل البیت علیہم الصلوۃ والسلام وقصائد ومراثی
حضرت امام حسین از منظومات شعرائے عرب است ومعروف ومشہور بہ بیاض فخری است
لکن نسخہائے آن در ترتیب زیادت ونقصان وامثال آن بایکدیگر مطابقت ندارد وصاحب
تذکرۃ العلماء آوردہ کہ بر پشت بعض نسخ مجمع البحرین مکتوب یافتہ شد کہ وفاتش در سنہ یکہزار و
ہشتاد وہفت ہجری واقع شد وتاریخ آن درین آیہ کریمہ یافتہ اند ویطوف علیہم ولدان مخلدون
وتاریخ دیگر ویخلفہ بعدہ صفی الدین است وایضاً آوردہ کہ تاریخ تصنیف کتاب مجمع البحرین
کہ در آخرش مکتوب ست سنہ یکہزار وہفتاد ونہ ہجری است **اقول** علامہ طریحی کی اثبات
جلالت قدر مین جو جو عبارتین ہمنے علماء کی پیش کی ہین اُن مین یہ وہ عبارت ہے جو پہلی عبارتون
کے مطالب کو لیے ہوے مثل اور ارباب رجال کے ان کی شان مین وہی فقرات پیش کر رہی
ہے جو ان کی جلالت قدر وعلو مرتبت کے اثبات مین کافی ووافی ہین اور انکے نزدیک بھی یہ
جناب مشاہیر علماے محدثین ومتبحرین وکملاء دہر مین تھے اور انکی کتاب اس قابل تھی کہ خصوصیت
کے ساتھ اُسکے ذکر پر مجبور ہوے اور فرمایا کہ کتاب المراثی والخطب کہ در ذیل تصانیف
شیخ مزبور مذکور شد بغایت اشتہار دارد" اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ منتخب اپنے رنگ
کی پہلی کتاب ہے اور کتب مقاتل مین سب سے زیادہ مشہور ومعتبر سمجھی جاتی ہے **آٹھوین**
بزرگوار جنھون نے علامہ طریحی کی مدح کی ہے وہ جناب مولانا السید حسن صدر دام بقاؤہ ہین
اپنی کتاب عیون الرجال مطبوعہ تصویر عالم لکھنؤ صفحہ ۱۳۴ مین تحریر فرماتے ہین الشیخ الزاہد
العابد الفاضل المتبحر الجلیل الشیخ فخر الدین الطریحی صاحب مجمع البحرین **اقول**
اس عبارت مین بھی صاحب عیون الرجال نے طریحی رحمہ اللہ کو ایک متبحر اور جلیل عالم
فرمایا ہے اور ان تمام عبارتون سے جو یہان تک ناظرین کے سامنے پیش کی گئین
یہ کہنا چاہیے کہ ہر ہر فقرہ سے صاحب منتخب کی جلالت ٹپکتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ

واقعی زہد وتقوی مین انکا نظیر نہ تھا بھلا ایسے جلیل اور متبحر عالم کے قلم سے نکلے ہوے واقعات کو کون سی عقل ہے جو قبول نہ کرے گی پانچوین بزرگوار جنھون نے عروسی جناب قاسم کو نقل فرمایا ہے اور اسکی صحت وقوع کو تسلیم کیا ہے وہ علامہ سید ہاشم بحرانی طاب ثراہ ہین چنانچہ مدینۃ المعاجز مطبوعہ طہران ۱۲۹۱ھ ہجری صفحہ ۲۰۵ مین تحریر فرماتے ہین الرابع والثمانون العوذة التی ربطها فی کتف ابنہ القاسم وامرہ ان یعمل بما فیها الفخری قال روی انه لما آل امر الحسینؑ الی القتال بکربلا وقتل جمیع اصحابه ووقعت النوبة لاولاد اخیه الحسنؑ جاء القاسم بن الحسنؑ وقال یا عم الاجازة لامضی الی هؤلاء الکفار فقال له الحسین علیه السلام یا ابن اخی انت من اخی علامة وارید تبقی لی لاتسلی بك ولم یعطه اجازة للبراز فجلس مهموما مغموما باکی العین حزین القلب واجاز الحسینؑ اخوته للبراز ولم یجزه فجلس القاسم متالما ووضع راسه علی رجلیه وذکر ان اباه قد ربط له عوذة فی کتفه الایمن وقال له اذا اصابك الم وهم فعلیك بحل العوذة وقرأتها فافهم معناها واعمل بکل ما تراه مکتوبا فیها فقال القاسم لنفسه مضی سنون علی ولم یصبنی مثل هذا الالم فحل العوذة وفضها ونظر الی کتابتها واذا فیها یا ولدی یا قاسم اوصیك انك اذا رایت عمك الحسین فی کربلا وقد احاطت به الاعداء فلا تترك البراز والجهاد لاعداء الله واعداء رسوله ولا تبخل علیه بروحك وکلما نهاك عن البراز عاوده لیاذن لك فی البراز لتحظی فی السعادة الابدیة فقام من ساعته واتی الی الحسین وعرض ما کتب ابوه الحسن علی عمه الحسین فلما قرء الحسین العوذة بکی بکاء شدیدا ونادی بالویل والثبور وتنفس الصعداء وقال یا ابن الاخ هذه الوصیة لك من ابیك وعندی وصیة منه لك ولا بد من انفاذها فمسك الحسین علی ید القاسم وادخله الخیمة وطلب عونا وعباسا وقال لام القاسم لیس للقاسم ثیاب جدد قالت لا فقال لاخته زینب ائتینی بالصندوق فاتت به الیه ووضع بین یدیه ففتحه واخرج منه قباء الحسنؑ والبسه القاسم ولف علی راسه عمامة الحسن ومسك بید ابنته التی کانت مسماة للقاسم فعقد له علیها وافرد له خیمة واخذ بید البنت ووضعها بید القاسم وخرج عنها فعاد القاسم ینظر الی ابنة عمه ویبکی الی ان سمع الاعداء یقولون هل من مبارز فرمی بید زوجته واراد الخروج من الخیمة فجذبت ذیل القاسم ومنعته من الخروج وهی تقول ما یخطر ببالك وما الذی ترید تفعله قال لها ارید ملاقاة الاعداء فانهم یطلبون البراز وانی الی المیدان عازم

الی الآخرة
والی دفع الاعداء جازم فلزمته الزوجة فقال لها خلّی ذیلی فان عرسنا اخرناه الی الآخرة
فصاحت وناحت وانت من قلب حزین ودموعها جاریة علی خدیها وهی تقول یا قاسم
انت تقول ان عرسنا اخرناه الی الآخرة وفی القیامة بای شیٔ اعرفك وفی ای مکان فمسك
القاسم یده وضربها علی ردنه وقطعها وقال یا بنت العم اعرفینی بهذا الردن
المقطوعة فانفجع اهل البیت بالبکاء لفعل القاسم وبکوا بکاءً شدیداً ونادوا بالویل
والثبور قال من روی فلما رای الحسینؑ ان القاسم یرید البراز قال له یا ولدی أتمشی
برجلك الی الموت قال وکیف یا عم وانت بین الاعداء وحید فرید لم تجد محامیاً ولا
صدیقاً روحی لروحك الفداء نفسی لنفسك الوقاء ثم ان الحسینؑ شق ازیاق القاسم
وقطع عمامته نصفین ثم دلاها علی وجهه والبسه ثیابه بصورة الکفن وشد سیفه
بوسط القاسم وارسله الی المعرکة ثم ان القاسم قدم علی عمر بن سعد وقال یا عمر
اما تخاف من الله اما تراقب الله یا اعمی القلب اما تراعی رسول الله لا جزاك الله خیرا تدعی الاسلام
وآل الرسول عطاشاً ظمأناً قد اسودت الدنیا باعینهم فوقف هنیئة فما رای احدا یقدم
الیه فرد الی خیمة العروس فسمع صوت ابنة عمه تبکی فقال لها انا جئتك فنهضت قائمة
علی قدمیها وقالت مرحبا بالعزیز الحمد لله الذی ارانی وجهك قبل الموت فنزل القاسم
الی الخیمة وقال یا بنة العم مالی اصطبار ان اجلس معك وعسکر الکفار یطلبون
البراز فودعها وخرج ورکب جواده وحماه فی حومة المیدان ثم طلب المبارزة فجاء الیه
رجل یعد بالف فارس فقتله القاسم وکان اربعة اولاد مقتولین فضرب القاسم
فرسه بسوطه وعاد یقتل الفرسان الی ان ضعفت قوته فهم القاسم ان یرجع الی
الخیمة واذا بالازرق الشامی قد قطع علیه الطریق وعارضه فضربه القاسم علی ام رأسه
فقتله وصلا القاسم الی الحسینؑ وقال یا عماه ادرکنی بشربة من الماء فصبره الحسینؑ
واعطاه خاتمه وقال له حطه فی فمك فمصته قال القاسم فلما وضعته فی فمی کانه عین
ماء فارتویت وانقلبت الی المیدان ثم جعل همته الی حامل اللواء واراد قتله فاحاطوا به
بالنبل فوقع القاسم علی الارض یخور بدمه ونادی یا عم ادرکنی فجاء الحسینؑ وقتل قاتله
وحمل القاسم الی الخیمة فوضعه فیها ففتح القاسم عینه فرای الحسین قد احتضنه وهو یبکی
ویقول یا ولدی لعن الله قاتلیك یعز والله علی عمك ان تدعوه وانت مقتول یا بنی
قتلوك الکفار کانهم ما عرفوك ولا عرفوا من جدك وابوك ثم ان الحسین بکی بکاءً
شدیداً وجعلت ابنة عمه تبکی وجمیع من کان منهم لطموا الخدود وشقوا الجیوب ونادوا

بالویل والثبور و عظائم الامور **اقول** یہ تھی صاحب مدینہ کی عبارت قبل اسکے کہ ہم انکی جلالت مخالف علماء کے قلم سے ثابت کریں اس مقام پر یہ کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جن لفظوں میں اور جس شان سے علامہ ممدوح نے اس واقعہ کو مدینۃ المعاجز میں جگہ دی ہے وہ بھی کچھ کم ہمارے مطلوب کے اثبات میں نہیں ہے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ مدینۃ المعاجز میں صرف وہی خبریں مصنف نے جمع کی ہیں جو فضائل کی حد سے تجاوز کر کے معجزہ کہی جا سکتی ہیں اور ان معجزات کے نقل کرنے سے مقصد مصنف کا صرف یہی ہے کہ حضرات آئمہ معصومین کی امامت پر استدلال کیا جائے منجملہ خوارق عادات اخبار غیب ہے علامہ بحرینی نے خبر تعویذ اس مقام پر پیش کی ہے کہ امام حسنؑ نے واقعہ عاشور کی خبر قاسم کو قبل از وقوع واقعہ دی اور اسوقت کے متعلق ہدایات کئے کسی خبر غیب کی وقعت نظر میں اسیوقت ہوتی ہے جب وہ واقعہ وقوع میں آجائے علامہ بحرینی نے تطبیق خبر واقع سے واقعہ شہادت جناب قاسم بیان کر کے ثابت کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق اس روایت کا انکی نظر میں مفروغ عنہ تھا اور اعتبار اس واقعہ کا انکی نظر میں ثابت تھا جس کی طرف خود اشارہ بالاجمال فرمایا ہے کہ اس کتاب میں جو معجزہ ہیں وہ معتبر رجالوں اور مشہور علماء سے منقول ہیں چنانچہ صفحہ ۵ سطر ۸ میں یہ مطلب موجود ہے ارشاد ہوتا ہے وهذا الكتاب معمول فی ذکر کثیر من معاجزهم ولانها منقولة عن رجال معتبرين وعلماء مشهودين وفی ذلك كفاية للسعيد الرشيد ان فی ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد انتهى موضع الحاجة اس سے معلوم ہوا کہ منتخب علامہ ممدوح کی نظر میں بھی کتب معتبرہ میں تھی اور طریحی علیہ الرحمہ کی جلالت آفتاب سے زیادہ روشن تھی اب یہ ملاحظہ ہو کہ خود صاحب مدینۃ المعاجز کی شان میں ارباب رجال کے کیا خیالات ہیں اس کے ثبوت میں چند عبارتیں علماء رجال کی پیش کرنے کے قابل ہیں پہلے بزرگوار جنھوں نے علامہ بحرانی کی جلالت کا ثبوت دیا ہے وہ جناب حر عاملی علیہ الرحمہ ہیں اپنی کتاب امل الآمل مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۰۷ ہجری صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں السيد هاشم بن سليمان الحسينى البحرانی التوبلی فاضل عالم ماهر مدقق فقيه عارف بالتفسير والعربية والرجال له كتاب تفسير القرآن كبير ورأيته ورويته عنه

اقول اس مختصر عبارت سے یہ ثابت ہے کہ علامہ بحرانی کی تحقیق و تدقیق مقام مدح میں قابل ذکر تھی اور تفسیر و رجال میں انھیں ید طولے حاصل تھا دوسرے بزرگوار جناب شیخ یوسف بحرانی ہیں اپنی کتاب لؤلؤۃ البحرین صفحہ ۴۴ میں ان کی شان میں فرماتے ہیں السيد الاجل السيد هاشم المعروف بالعلامة بن المرحوم السيد سليمان بن السيد اسماعيل

قرية من بن السيد عبد الجواد الكتكانی نسبة الى كتكان بفتح الكافين والتاء المثناة الفوقانية
من قرى توبلي بالتاء المثناة الفوقانية ثم الواو الساكنة ثم الباء الموحدة ثم اللام والياء
احد اعمال البحرين وكان السيد المذكور فاضلاً محدثاً جامعاً متتبعاً للاخبار بما لم
يسبق له سابق سوى شيخنا المجلسی وقد صنف كتباً عديدة تشهد بشدة تتبعه
واطلاعه الا انى لم اقف له على كتاب فتاوى الاحكام الشرعيه بالكلية ولو فی مسئلة جزئيه
وانما كتبه مجرد جمع وتاليف ولم يتكلم فی شئ منها مما وقفت عليه على ترجيح فی الاقوال او بحث
او اختيار مذهب وقول فی ذلك المجال لا ادرى انه لقصور درجته عن مرتبة النظر والاستدلال
ام تورعاً من ذلك كما نقل عن السيد الزاهد العابد رضى الدين بن طاؤس كما سنذكره
ان شاء الله تعالى فی ترجمته وانتهت رياسة البلد بعد الشيخ محمد بن ماجد المتقدم الى السيد
المذكور فقام بالقضاء فی البلاد وتولی الامور الحسبية احسن قيام وقمع ايدى الظلمة والحكام
ونشر الامر بالمعروف والنهی عن المنكر وبالغ فی ذلك واكثر ولم تاخذه لومة لائم فی
الدين وكان من الاتقياء المتورعين شديداً على الملوك والسلاطين وتوفی قدس سره
فی قرية نعيم فی بيت الشيخ عبد الله بن الشيخ حسين بن على بن كنبار لانه كان
متزوجاً بخلفه الشيخ على بن الشيخ عبد الله المذكور ونقل الى قرية توبلی ودفن فی مقبرة
ماتنى من مساجد القرية المشهورة وقبره مزار معروف وانتهت رياسة البلد
بعده الى الشيخ سليمان بن عبد الله المذكور وكانت وفاته للسنة السابعة بعد المائة
والالف وذكر بعض مشائخنا المعاصرين ان وفاته كان بعد موت الشيخ محمد بن ماجد
المتقدم باربع سنين وعلى هذا يكون وفاته سنة التاسعة بعد المائة والالف ومن
مصنفاته كتاب البرهان فی تفسير القرآن ستة مجلدات قد جمع فيه جملة الاخبار
الواردة فی التفسير من الكتب القديمة العربية وغيرها وكتاب الهادی وضياء النادی
فی تفسير القرآن ايضاً مجلدات وكتاب معالم الزلفى فی النشأة الاخرى مجلد كبير وكتاب
مدينة المعجزات فی نص على الائمة الهداة مجلدات كتاب الدر النضيد فی فضائل الحسين
الشهيد مجلد كتاب فی تفضيل الائمة على الانبياء عدا نبينا كتاب فی وفاة الزهراء
وكتاب سلاسل الحديد منتخب من شرح نهج البلاغة لابن ابی الحديد فی فضل امير المومنين
والائمة كتاب الايضاح كتاب نهاية الامال فيما يتم به الاعمال كتاب ترتيب التهذيب
مجلدات كتاب الرجال العلماء الذين رجعوا الى الحق كتاب حلية الابرار وكتاب حلية
النظر فی فضل الائمة الاثنی عشر كتاب البهجة المرضية فی اثبات الخلافة والوصية

کتاب مناقب الشیعۃ کتاب المیثمیہ کتاب نسب عمر کتاب تعریف الرجال من لا یحضرہ الفقیہ کتاب مولد القائم کتاب نزہۃ الابرار ومنار الانظار فی خلق الجنۃ والنار کتاب المحجۃ فیما نزل فی الحجۃ کتاب تبصرۃ الولی فیمن رای المہدی کتاب عمدۃ النظر فی الائمۃ الاثنی عشر کتاب معجزات النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم **اقول** یہ دوسری عبارت ہے جسے ہم مدینۃ المعاجز کے اعتبار میں پیش کرنا چاہتے ہیں اگرچہ مدینۃ المعاجز اور اُسکے مصنف مستغنی عن المدح والتعریف ہیں دنیا واقف ہے کہ اُنکی کتاب کس حد کی ہے اور انکا نام نامی زمرہ علماء میں کس طرح لیا جاتا ہے جناب نے ملاحظہ فرمایا کہ صاحب لؤلؤۃ البحرین نے فاضل محدث متتبع اخبار کوئی لفظ مدح میں اُٹھا نہیں رکھا ہے کہ علامہ تک کہدیا اب ناظرین کے ہاتھ انصاف ہے کہ عروسی قاسم کو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ضعیف ہے یا وہ علما جنکو ارباب رجال محقق ومدقق سے یاد کریں بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنا بڑا عالم جو علم حدیث میں اس حد تک پہنچ چکا ہو کہ آج علماء اُسکے ذکر میں لکھیں محدثا جامعا متتبعا للاخبار مالم یسبق لہ سابق سوی شیخنا المجلسی انپر سوائے مجلسی کے علم حدیث میں کوئی سبقت لے ہی نہیں گیا اور اخبار کا تتبع انھیں کا حصہ تھا بعد اسکے تو ہم کہیں گے کہ صاحب مدینۃ المعاجز نے بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں جگہ نہیں دی خصوصا جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کان من الاتقیاء المتورعین گویا ارباب ورع وتقوی میں وہ جناب بے مثل ونظیر تھے اب تو کوئی سمجھدار بھی یہ نہ کہیگا کہ اتنے بڑے محتاط شخص نے واقعہ عقد قاسم کو بغیر سمجھے بوجھے نقل فرما دیا فافہم وتدبر علاوہ اسکے اگر مدینۃ المعاجز کی وقعت ارباب رجال کی نظروں میں نہ ہوتی تو کبھی انکی کتاب کو باوقار نظروں سے نہ دیکھتے جناب نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ صاحب لولوہ نے تصانیف کے ضمن میں مدینۃ المعاجز کا نام کس طرح اور کس شان سے لیا ہے اگر اس کتاب کا اعتبار عند العلماء ثابت نہ ہوتا تو ضرور علماے اعلام اسکی تصریح کر دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے تیسرے بزرگوار جنھوں نے صاحب مدینۃ المعاجز کی مدح کی وہ فاضل خونساری مولانا سید محمد باقر موسوی رحمہ اللہ ہیں چنانچہ اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ طہران صفحہ ۲۲۹ میں تحریر فرماتے ہیں السید ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل الحسینی البحرانی التوبلی فاضل عالم ماہر مدقق فقیہ عارف بالتفسیر والعربیہ والرجال لہ کتاب تفسیر القرآن کبیر رأیتہ ورویت عنہ کذا قالہ صاحب امل الآمل وقال صاحب اللؤلؤۃ فی مقام ذکر مشائخ الشیخ سلیمان بن عبد اللہ البحرانی صاحب بلغۃ الرجال وشیخ مشائخ نفسہ الاجلۃ الباہرۃ الفضل والافضال

روضات الجنات کی عبارت

وعن الشيخ سليمان المتقدم عن السيد الاجل السيد هاشم المعروف بالعلامة ابن المرحوم السيد سليمان بن السيد اسماعيل بن السيد عبد الجواد الكتكانى نسبة الى كتكان بفتح الكافين والتاء المثناة من فوقها قرية من قرى توبلى بالمثناة الفوقانية ثم الواو المسكنة ثم الباء الموحدة ثم اللام والياء اخيرا احد اعمال البحرين وكان السيد المذكور محدثا فاضلا جامعا متتبعا للاخبار بما لم يسبق اليه سابق سوى شيخنا المجلسى وقد صنف كتبا عديدة تشهد بشدة تتبعه واطلاعه الا انى لم اقف له على كتاب فتاوى الاحكام الشرعية بالكلية ولو فى مسئلة جزئية وانما كتبه مجرد جمع وتاليف لم يتكلم فى شئ منها مما وقفت عليه على ترجيح فى الاقوال او بحث او اختيار مذهب او قول فى ذلك المجال ولا ادرى ان ذلك لقصور درجته عن مرتبة النظر والاستدلال ام تورعا من ذلك كما نقل عن السيد العابد الزاهد رضى الدين بن طاوس كما سنذكره انشاء الله فى ترجمته وانتهت رياسة البلد بعد الشيخ محمد بن ماجد المتقدم الى السيد المذكور فقام بالقضاء فى البلاد وتولى الامور الحسبية احسن قيام وقمع ايدى الظلمة والحكام ونشر الامر بالمعروف والنهى عن المنكر وبالغ فى ذلك واكثر ولم تاخذه لومة لائم فى الدين وكان من الاتقياء المتورعين شديدا على الملوك والسلاطين توفى فى قرية نعيم فى بيت الشيخ عبد الله بن الشيخ حسين ابن على بن كنار ونقل نعشه الى قرية توبلى ودفن فى مقبرة ماتنى من مساجد القرية المشهورة وقبره مزار معروف وانتهت رياسة البلدة بعده الى الشيخ سليمان بن عبد الله المذكور وكانت وفاته فى السنة السابعة بعد المأة والالف ومن مصنفاته كتاب البرهان فى تفسير القرآن ست مجلدات قد جمع فيه جملة الاخبار الواردة فى التفسير من الكتب القديمة العربية وغيرها وكتاب الهادى وضياء النادى فى تفسير القرآن مجلدان وكتاب معالم الزلفى فى النشأة الاخرى مجلد كبير كتاب مدينة المعجزات فى النص على الائمة الهداة مجلدات كتاب اللباب التفضيل فى فضائل الحسين الشهيد كتاب تفضيل الائمة على الانبياء كتاب وفاة النبى كتاب وفاة الزهراء كتاب سلاسل الحديد منتخب من كتاب شرح نهج البلاغة لابن ابى الحديد فى فضل امير المومنين والائمة كتاب الاحتجاج كتاب نهاية الامال فيما يتم به الاعمال كتاب الترتيب التهذيب مجلدات قد رتب الاخبار فيه كل فى الباب المناسب له الى ان قال وقد نبه فيه على اغلاط عليلة لا تكاد تحصى كثرة مما وقع للشيخ فى اسانيد اخبار الكتاب المذكور

وقد نبهنا فی کتابنا الحدائق الناظرۃ علی جملۃ مما وقع له ایضا من السهو والتحریف فی الاخبار وقلما یسلم خبر من اخبار الکتاب المذکور من سهو وتحریف فی سنده او متنه کتاب الرجال والعلماء الذین رجعوا الی الحق کتاب حلیۃ الابرار کتاب حلیۃ النظر فی فضل الائمۃ الاثنی عشر کتاب البهجۃ المرضیۃ فی اثبات الخلافۃ والوصیۃ کتاب مناقب الشیعۃ کتاب التیمیۃ کتاب نسب عمر کتاب تعریف الرجال من لا یحضره الفقیه کتاب مولد القائم کتاب نزهۃ الابرار ومنار الانظار فی خلق الجنۃ والنار کتاب المحجۃ فیما نزل فی الحجۃ کتاب تبصرۃ الولی فیمن رای المهدی کتاب عمدۃ النظر فی الائمۃ الاثنی عشر کتاب معجزات النبی قلت وقد سمی کتاب معجزاته المذکور بمصابیح الانوار فی معاجز النبی المختار ثم قال رح و هذا السید کان یروی عن جملۃ من مشائخ منهم السید عبد العظیم بن السید عباس الاسترابادی وهذا السید کان من العلماء الاخباریین وله رسالۃ فی وجوب الجمعۃ عینا و منهم الشیخ فخر الدین بن طریح النجفی الی آخر ما ذکره وذکر ایضا عند عدۃ المشائخ الشیخ عبد الله بن علی بن احمد البحرانی صاحب الرسائل المتشتۃ فی المسائل المتفرقۃ فقال ومنهم الشیخ محمود بن عبد السلام المعنی بفتح المیم وسکون العین وکسر النون نسبۃ الی قریۃ معن احدی قری اوال وکان هذا الشیخ صالحا قد عمر الی ما یقرب من مائۃ سنۃ وکان اماما فی قریۃ وقد استجاز منه جملۃ من المشائخ منهم الشیخ عبد الله المذکور والولد والشیخ عبد الله بن صالح وغیرهم وهو یروی عن السید هاشم العلامۃ التوبلی المتقدم ذکره انتهی ومن جملۃ مولفات السید هاشم المذکور ایضا هو کتابه المشهور بین الانام الموسوم بغایۃ المرام فی فضائل امیر المومنین والائمۃ وهو کبیر جدا یدخل فی ثمانین الف بیت تخمینا یذکر فیه احادیث الفریقین الواردۃ هذه المرحلۃ تفصیلا **اقول**

اس عبارت مین فاضل خونساری نے صاحب مدینۃ المعاجز کی مدح مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا کسی مقام پر علامہ اور کسی جگہ پر محدث اور کہین یہ کہ انپر سواے مجلسی کے کوئی سبقت نہین لے گیا خلاصہ یہ کہ جتنی بھی لفظین انکی توصیف مین صرف کی ہین وہ حقیقت کا جامہ پہنے ہوے ہین اور انھین دیکھتے ہوے ہر شخص یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کسقدر مسلم الثبوت عالم تھے مدینۃ المعاجز کے مصنف **چوتھے** بزرگوار جنھون نے علامہ بحرانی کی مدح و ثنا مین حصہ لیا ہے وہ علامہ تنکابنی محمد بن سلیمان علیہ الرحمۃ والرضوان ہین چنانچہ اپنی کتاب قصص العلماء مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹۹ مین فرماتے ہین سید ہاشم معروف بعلامہ ابن سید سلیمان ابن سید اسماعیل ابن سید عبد الجواد کتکانی نسبتش بسوے کتکان است بفتح الکاف و تاء مثناہ فوقانی میان دو کاف و آن قریہ است از قراء توبلی بتاء مثناۃ

اعمال کہ برنیات آخر کے دو تحتانیہ مثناۃ و یاء لام ازان پس موحدہ بار ازان پس ساکنہ واو ازان پس فوقانیہ
سبقت براو گویا کسے اخبار در مجلسی سوائے بنحویکہ بودہ اخبار در متتبع جامع محدث فاضل ہاشم سید واین
ازو احکام در استدلالے و نکردہ بیرون ازو کتابے نساوی در و کردہ تالیف عدیدہ وکتب نگرفتہ
چنانچہ بودہ وتقوے ورع نہایت برائے با و اجتہاد بدرجہ بود او قصور بجہۃ یا این و دید نگر شنیدہ
ماجد بن محمد شیخ از بعد بلد ریاست در بودہ چنین نیز طاوس بن الدین رضی زاہد و عابد سید
تصلب نہایت منکر از ونہی بمعروف امر در و نمود می حکام و ظلمہ ایدی قمع و یافتہ انتقال بدو
سید ازین ماحوزی عبداللہ بن سلیمان شیخ و شدہ واقع ونہ ہزار سال در او وفات داشتہ
تفسیر در برہان کتاب اوست مصنفات از و ہاشم سید تالیفات در داشتہ اجازہ
الہادی وکتاب قدیمہ کتب از شدہ تفسیر در دارد کہ اخبارے آن در و مجلد شش بر مشتمل قران
بزرگیست مجلد اخرے نشاۃ در الزلفے معالم وکتاب مجلد چند در قرآن تفسیر در النادی وضیاء
شہید حسین فضائل در التنقید در وکتاب مجلد چند در ہداۃ ائمہ بر نص در المعجزات مدینۃ وکتاب
الحدید سلاسل وکتاب زہرا وفات وکتاب پیغمبر ما سوائے انبیا بر ائمہ تفضیل وکتاب جلد یک در
السلام علیہم وائمہ المومنین امیر فضائل در است الحدید ابی ابن البلاغہ نہج شرح از منتخب کہ
التہذیب ترتیب وکتاب اعمال آن بشود تمام آنچہ در الاعمال نہایت وکتاب ایضاح وکتاب
او معاصرین از بعضے و را باب آن متعلق حدیثے باب ہر در است ساختہ مرتب مجلد چند در
است بودہ چنین معاصرین شان چنانچہ نامیدند می التہذیب تخریب را کتاب آن بحرین علماء از
واقع شیخ برائے کہ بسیار اغلاط بر کرد تنبیہ درانجا و تہذیب رجال در الاریب تنبیہات وکتاب
کردند رجوع بحق کہ علمائے رجال وکتاب کردہ ذکر تہذیب کتاب در کہ اخبارے اسانید رجال در شد
اثبات در المرضیہ بہجۃ وکتاب عشر اثنی ائمہ فضل در النظر حلیۃ وکتاب الابرار حلیۃ وکتاب
رجال تعریف وکتاب عمر نسب وکتاب سیمیہ وکتاب الشیعہ مناقب وکتاب وصیت و خلافت
نار و جنت خلق در الافکار منار و الابرار نزہۃ وکتاب القائم مولد وکتاب الفقیہ یحضرہ لا من
وکتاب اند دیدہ را مہدی حضرت کسانیکہ در الولی تبصرۃ کتاب حجہ در شد نازل آنچہ در الحجۃ کتاب
مجلد دو بر مشتمل امام تعیین در المرام غایۃ وکتاب النبی معجزات وکتاب عشر اثنا ائمہ در النظر عمدۃ
سلام المعصومین اولاد و المومنین امیر تعیین در آنہا باسانید را خاصہ و عامہ اخبار آن در کرد و نقل
عبدالعظیم سید و استرابادی اسمعیل سید بن عبدالعظیم سید از داشت اجازہ سید این و اجمعین علیہم اللہ
اقول اس عبارت میں بھی علامہ
نکابنی نے تمام ان مدائح کو صاحب مدینۃ المعاجز کے درج کر دیا ہے جو امل آمل و روضات الجنات
اخباری است در رسالہ در وجوب جمعہ عینا تالیف کردہ

مستدرک کی عبارت مدینۃ المعاجز کی مدح مین

ولولوۃ البحرین کے عبائر مین ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے ہین اور کوئی دقیقہ انکی مدح مین اُٹھا نہین رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اظہار جلالت مین ارباب رجال متفق ہین پانچوین بزرگوار جنھون نے صاحب مدینۃ المعاجز کی مدح وثنا کی وہ علامہ نوری مرزا محمد حسین طبری علیہ الرحمہ ہین اپنی کتاب مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۲۱ ہجری صفحہ ۳۸۹ مین تحریر فرماتے ہین السید الاجل المعروف بالعلامۃ السید هاشم بن السید سلیمان بن السید اسماعیل بن السید جواد التوبلی البحرانی صاحب المؤلفات الشایعۃ الرائقۃ المنتهی الیہ ریاست بلادہ بعد الشیخ محمد بن ماجد فتولی القضاء والامور الحسبیۃ کما مر فی اللؤلؤۃ احسن قیام وقمع ایدی الظلمۃ والحکام ونشر الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وبالغ فی ذلک واکثر ولم تاخذہ لومۃ لائم فی الدین کان من الاتقیاء الورعین شدیدا علی الملوک والسلاطین توفی سنہ ۱۱۰۹ھ او ۱۱۰۷ھ **اقول** یہ وہ عبارت تھی جسے دیکھ کے علامہ بحرانی کی وقعت بہت کچھ ہمارے دلون مین بڑھ جاتی ہے وہ عالم جس نے احکام الٰہیہ کی ترویج اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین اپنی عمر صرف کی ہو اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اُسے خوف نہ ہو ظلم وجور کا قلع وقمع جس کا شیوہ ہو ایسے شاندار زندگی بسر کرنے والے بزرگ کے قلم سے جناب قاسم کی عروسی اور امام زادی کے ساتھ عقد کا واقعہ آج ہم مدینۃ المعاجز کے صفحات پر دیکھ رہے ہین اگر ذرا بھی کسی دماغ مین عقل ہے تو وہ کبھی تسلیم نہین کر سکتا کہ روایت عقد قاسم کو علامہ ممدوح نے بغیر تحقیق کیے ہوے اپنی کتاب مین درج کر دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ اگر واقعہ غلط ہے تو امام زادی کی توہین اور ارباب عصمت پر اتہام ہوا جاتا ہے **چھٹے** بزرگوار جنھون نے علامہ بحرانی کی مدح کی ہے وہ فاضل کشمیری مولوی مرزا محمد علی مرحوم ومغفور ہین اور اپنی کتاب نجوم السماء فی تراجم العلماء صفحہ ۱۴۸ مین لکھتے ہین السید هاشم المعروف بالعلامۃ بن السید سلیمان بن السید اسماعیل بن السید عبد الجواد الکتکانی التوبلی البحرانی منسوب است بسوے کتکان بفتح کاف دو نقطہ بالا قبل از کاف دیگر کہ نام قریہ از قریہای توبلی است وآن قریہ ایست دو نقطہ بالا وسکون واو وقبل از باء موحدہ ولام قبل از یاء که از اعمال بحرین است کما فی بعض الکتب در لؤلؤۃ آوردہ کہ سید هاشم مذکور معروف بعلامہ است فاضل محدث جامع ومتتبع احادیث بود بحدیکہ سواے مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ہیچکس بگوے سبقت ہمسرے نہ ربودہ وکتابہاے چند تصنیف کردہ کہ گواہی بشدت تتبع وکثرت اطلاع او دادہ ... از کتاب مذکور مستفاد است کہ ریاست قریہ بلاد بعد از شیخ محمد بن ماجد بحرانی بسوے سید هاشم مذکور منتقل شدہ او در انجا متولی امور قضا وریاست بود وآنرا باحسن وجوہ بجا آورد

مدینۃ المعاجز کی مدح مین نجوم السماء کی عبارت

مدینۃ المعاجز کے اعتبار میں نجوم السماء کی تحریر۔

امر بمعروف ونہی عن المنکر فرمودہ و در امور

وتسلط ظالمان وحاکمان را دفع کرد ومبالغہ بسیار در ترویج امر بمعروف ونہی عن المنکر فرمودہ و سلاطین
دین از ملامت بدگویان اندیشہ نمی کرد واز جملہ اتقیاے متورعین بود وشدت بر ملوک وسلاطین
داشت وفاتش در سنہ ہزار ویکصد وہفت ہجری در قریہ نعیم بخانہ شیخ عبداللہ بن شیخ حسین بن حسن
بن کبار نعیمی بحرانی واقع شد زیرا کہ او دختر شیخ علی بن شیخ عبداللہ مذکور در عقد نکاح خود داشت
پس نعش او را بسوے قریہ توبلی نقل کردند ودر مقبرہ مشہورہ آنجا دفن کردند وقبرش مزارے
معروف است وریاست بلاد بعد از وبسوے شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرانی منتہی شد وبعضے از
علماء ذکر فرمودہ اند کہ وفات سید مذکور بعد از وفات محمد بن ماجد کہ ذکرش گذشت بچہار سال واقع
شد بنا برین تاریخ وفات سید مذکور سنہ یکہزار ویکصد ونہ ہجری بودہ باشد از تصانیف او ست
کتاب البرہان فی تفسیر القرآن شش مجلد ودران احادیثے کہ در تفسیر آیات قرآنی وارد شدہ است
از کتب قدیمہ غریبہ جمع کردہ ودیگر کتاب الہادی وضیاء النادی ہم در تفسیر قرآن دو مجلد وکتاب
غایۃ المرام فی تعیین الامام وکتاب معالم الزلفی فی النشأۃ الاخرے یک مجلد کبیر وکتاب مدینۃ
المعجزات فی النص علی الائمۃ الہداۃ دو مجلد وکتاب در النضید فی فضائل الحسین الشہید
یک مجلد وکتاب تفضیل الائمۃ الاثنی عشر علی الانبیاء علیہم السلام سوی نبینا وکتاب وفات النبی
وکتاب وفات الزہرا وکتاب سلاسل الحدید کہ منتخب از شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید است
دربیان فضائل امیر المومنین وباقی ائمہ معصومین است وکتاب الاحتجاج وکتاب نہایۃ
الآمال فی ما یتم بہ الاعمال وکتاب ترتیب التہذیب در دو مجلد ودران جمیع احادیثے را کہ در
تہذیب الاحکام شیخ مندرج بودہ است درباب مناسب بترتیب لائق مندرج ساختہ
بعض معاصرینش از راہ حسد او را تخریب التہذیب می گفتند وکتاب تنبیہات الادیب فی
رجال التہذیب کہ دران بر اغلاط بسیار کہ از شیخ طوسی در اسانید تہذیب الاحکام واقع
شدہ بود تنبیہ نمودہ است ودیگر کتاب الرجال والعلماء در ذکر کسانیکہ بسوے حق رجوع
کردہ اند وکتاب حلیۃ الابرار وکتاب حلیۃ النظر در فضائل ائمہ اثنی عشر وکتاب البہجۃ المرضیۃ
فی اثبات الولایۃ والوصیۃ وکتاب مناقب الشیعہ وکتاب التتمیمۃ وکتاب نسب عمر وکتاب
تعریف روایاتے کہ در من لایحضرہ الفقیہ مذکور اند وکتاب مولد حضرت القائم صاحب الزمان
علیہ السلام وکتاب نزہۃ الابرار ومنار الافکار در ذکر خلق جنت ونار وکتاب المحجۃ در ذکر چیزیکہ
در حق حجت وامام نازل شدہ وکتاب تبصرۃ الولی در ذکر کسانیکہ حضرت امام مہدی صلوات اللہ
علیہ را دیدہ اند وکتاب عمدۃ النظر در احوال ائمہ اثنی عشر علیہم السلام وکتاب معجزات النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسید ہاشم مذکور از جمعی از علماء روایت احادیث داشت از جملہ ایشان

شیخ فخرالدین بن طریح نجفی مصنف مجمع البحرین وغیرہ وسید عبدالعظیم بن سید عباس استرآبادی مصنف
رسالہ در وجوب عینی نماز جمعہ است کہ از علمائے اخباریین بود انتہی محصلہ وصاحب
تذکرۃ العلماء آوردہ کہ دیگر از تصانیف سید ہاشم مذکور کتاب روضۃ العارفین است کہ
آنرا شیخ یوسف بحرانی در حال شیخ محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ تعالے ذکر نمودہ است و شاید کہ
درین مقام بسبب کاتب کتاب مذکور را نام بردہ واللہ یعلم **اقول** اس عبارت پر نظر کرنے سے
یہ صاف ظاہر ہے کہ صاحب نجوم السماء بھی علامہ بحرانی کے متعلق تمام ان خیالات کے
جو ارباب رجال اپنی کتابون مین جگہ دے چکے ہین تائید کے لیے آمادہ ہین اور انھون نے
بھی تمام بڑے بڑے علما و فضلا کی تاسی کرتے ہوے انکی جلالت قدر و غزارت علم کا ثبوت
دیا ہے جو ایک قابل قدر اضافہ ہے ہمارے مطلوب کے اثبات مین بہرحال چھٹے بزرگوار
جنھون نے حتماً وجزماً روایت عقد قاسم کو نقل فرمایا ہے وہ علامہ کاشانی مولانا مہدی بن ابی ذر
نراقی علیہ الرحمہ ہین چنانچہ اپنی کتاب محرق القلوب فارسی صفحہ ۲۴۲ مجلس یازدہم کے ضمن
مین تحریر فرماتے ہین ذکر شہادت قاسم بن حسن علیہ السلام مخفی نماند کہ از جملہ قضایائے
کربلا کہ باعث اندوہ دلہا و سوزش جانہاست قضیہ شہادت قاسم بن حسن ست و علمائے ما
رضوان اللہ علیہم کیفیت قضیہ او را بطرق مختلفہ نقل کردہ اند و بعضے حکایت دامادی او را
ذکر کردہ اند و بعضی دامادی دیگران نقل نہ نمودہ اند و در صحت آن تامل دارند چونکہ فقیر
این حکایت را در بعضی کتب ملاحظہ نمودہ کہ اعتبار آن کتب بوجہے چند در نزد فقیر بصحت
پیوستہ لہذا قصہ قاسم را با حکایت او بنحوی کہ اظہر و اصح است درینجا ایراد می شود و کیفیت
آن باین نہج است کہ قاسم طفلے بود صغیر و ہنوز بحد تکلیف نرسیدہ بود و چہرہ مبارکش چون آفتاب
تابان و شجاعت از جد و پدر میراث داشت و در معارک و حروب رایت فتح و نصرت افراختے
اما آن نو دیدہ چون دید کہ موالیان و یاران و اقارب و برادران را شربت شہادت چشانیدند
و شمشاد قدان بوستان ولایت از ارہ جور کوفیان لعین از پا در آمدند و نوجوانان اہل بیت
رسالت از تیغ بیدریغ شامیان بدآئین بخاک ہلاک افتادند دل او بدرد آمد و آہ سرد از
سینہ پر درد برکشید و سیلاب اشک از جوئبار دیدگان باریدن پس با چشم گریان و دلے با آتش
حسرت بریان بخدمت عم بزرگوار خود آمد و بعد از ادائے سلام و تحیت بموقف عرض رسانید
کہ اے عم بزرگوار و اے شہریار والا تبار مرا دیگر تاب مفارقت دوستان و خویشان نماندہ و
دیگر طاقت الم مفارقت ایشان را ندارم مرا دستوری دہ کہ بمیدان کارزار روم و داد دل
خود را ازین قوم بیدین باز خواہم آہ چون امام شہید آن قاسم را باآنحال مشاہدہ نمود او را در بر

کشید و شروع بگریہ کرد قاسم نیز می گریست و آن دو مظلوم دست در گردن یکدیگر داشتند
و چون ابر بہار زار زار می گریستند و این قدر گریہ کردند کہ ہر دو بیہوش شدند چون بہوش آمدند امام
حسین فرمود اے جان عم من چگونہ ترا رخصت حرب دہم و داغ فراق ترا بر سینہ پُر غم نہم و
حالانکہ تو مرا از برادر یادگارے و درین دشت غربت انیس دل فگارے پس قاسم بدست و
پائے آن حضرت افتاد و گاہے دست او را می بوسید و گاہے پائے او را می بوسید عجز و الحاح
می نمود کہ او را مرخص حرب نماید حضرت او را اجازت نمی داد ناگاہ مادر قاسم از خیمہ بیرون
آمدہ دامن قاسم را بر دست پیچید و گفت اے جان مادر و اے سرور سینہ بریان مادر [illegible] درین
زمان تو درین دشت پر بلا و محن * خدا برد بکجا میبردی بگو با من * بمن ستم زدہ را تاب اشتیاق تو
نیست * درین دیار الم طاقت فراق تو نیست القصہ قاسم اجازہ جنگ نیافت بخیمہ در آمد باندوہ
والم سر بزانوے غم نہاد و دید کہ برادران و یاران امام حسین تہیہ اسباب جنگ می نمودند
و عازم میدان قتال بودند الم او زیادہ شد آغاز نالہ و گریہ نمود ناگاہ بخاطرش آمد کہ پدر بزرگوارش
تعویذے ببازوے او بستہ و باو وصیت نمودہ کہ ترا در وقتے کہ الم و مصیبت بے نہایت
شود و درد و محنت غلبہ کند این تعویذ را باز کن و بخوان و بآن نوشتہ عمل کن قاسم گفت
تا من خود را شناختہ ام بچنین مصیبت و المے گرفتار نشدہ ام و بعد ازین ہم اگر حیات
باقی باشد بچنین محنت و غمے مبتلا نخواہم شد پس گویا این زمان وقت باز کردن تعویذ است
پس آن تعویذ از بازو گشود آنرا ملاحظہ نمود و دید حضرت امام حسنؑ بخط مبارک خود نوشتہ است
کہ اے قاسم اے نور دیدہ و اے فرزند پسندیدہ وصیت می کنم ترا کہ چون برادرم حسینؑ را
در دشت کربلا بیکس و تنہا بینی و او را اسیر کوفیان بے وفا و شامیان بے حیا بیابی باید کہ سر
خود را در قدم او اندازی و جان خود را در راہ او در بازی و ہر چند عمت ترا از حرب ممانعت نماید
باید تو در الحاح افزائی و مبالغہ نمائی تا اجازت یابی و خون خود را در راہ او بریزی اے قاسم
اے عزیز پدر مباد صبر کنی ز انکہ صبر جائز نیست * کو کہ کشتہ نشد روز حشر فائز نیست * خوشا
سرے کہ دران روز بر سنان باشد * خوشا تنے کہ در انجا بخون طپان باشد * پس قاسم
چون بر مضمون آن تعویذ اطلاع یافت از غایت فرح و انبساط از جاے جست و تعویذ [illegible]
[illegible] بنزد عم بزرگوار آمد و آن نامہ کہ رقم شہادت آن معصوم بود بدست عم خود داد و [illegible]
شہیدان و امام غریبان چو آن وصیت نامہ را خواند آہ سوزناک از نہاد خود برکشید و [illegible]
و اشک حسرت از دیدگان بارید و باواز حزین فرمود اے جان عم این وصیتی است کہ برادرم
بتو نمودہ است در بارہ من میخواہی بعمل آوری مرا نیز در بارہ تو وصیت کردہ است می خواہم

آنرا بجا آورم وصیت او بمن آنست کہ فاطمہ دختر من کہ پدرت او را نام زد تو نمودہ بعقد تو در آورم
بیا تا بساعتے بخیمہ رویم و در طی این مقدمہ بکوشیم پس دست قاسم را گرفتہ و او را بدرون خیمہ برد و
برادران خود عباس و عون را طلبید و عقد فاطمہ را از برائے قاسم بہ مہر شہادت بستند زینب
را فرمود کہ جامہائے حضرت امام حسن را حاضر کرد و فرمود کہ جامہ فاخرے بقاسم پوشانیدند و
حضرت بدست مبارک خود دراعہ امام حسن را در وپوشانید و عمامہ ورا بر سروے بست پس
دست دختر خود را گرفت و بدست قاسم داد و گفت اینست امانتے از تو کہ پدرت بمن سپردہ
بود مادر قاسم چون ازین قضیہ اطلاع یافت سیلاب اشک از دیدہ بارید و زار زار نالید از
جا در آمد و بنیاد آہ و فریاد نہادہ بخدمت امام حسینؑ شتافت و بزبان حال باآن مظلوم کربلا
خطاب نمود کہ چہ عقد بود کجا این چنین روا باشد ✤ کہ دیدہ است عروسی کہ بے حنا باشد ✤
پس بزبان حال سرور شہیدان در جواب مادر قاسم گویا باین مقال مترنم بود کہ ــہ اے
مخدرہ بر قاسمت شتاب مکن ✤ بپئے حنائے عروسیش اضطراب مکن ✤ کہ قاسمت رخش
از خون خضاب خواہد شد ✤ عروس را دل ازین غم کباب خواہد شد ✤ ببر لباس شہادت
حریر خواہد کرد ✤ ہزار بوتہ اتش از زخم تیر خواہد کرد ✤ تنش ز زخم سنان چاک چاک خواہد شد
حریر بستر او فرش خاک خواہد شد ✤ بخون طپید و بجان حناش خواہد بست ✤ ز خون حنا بکف
دست و پاش خواہد بست ✤ دہان زخم دہان عروس بوسی اوست ✤ لباس غرقہ بخون جامہ
عروسی اوست ✤ شود عروسی او با عروس عیسی ✤ بقصرہائے بساتین جنت الماویٰ ✤ ز حلہائے
جنان حلہ پوش خواہد شد ✤ ز سلسبیل جنان جرعہ نوش خواہد شد ✤ طعام خلد بجام بلور خواہد خورد ✤
بجائے آب شراب طہور خواہد خورد ✤ اما قاسم مظلوم دست عروس را گرفتہ از خیمہ
بیرون امد گاہے در روئے عروس مینگریست و گاہے سر در پیش انگندہ میگریست ناگاہ
از لشکر مخالف آواز بر آمد کہ ھل من مبارز من جند الحسینؑ آیا دیگر مبارزے از لشکر حسین
باقی ماندہ است قاسم چون این صدا را شنید دست عروس را رہا کرد و مصمم حرب شد و عازم
معرکہ جدال گردید عروس دامنش بگرفت و گفت اے قاسم چہ خیال در دست داری و مرا درین
دشت غربت میگذاری ــہ مرا میگذاری چرا میروی ✤ بگو از بر من چرا میروی ✤ نہ این رسم و
آئین دانا دلیست ✤ چنین دل شکستہ کجا میروی ✤ قاسم کہ این سخنان از عروس شنیدہ آہ از
نہاد او بر آمد و زار زار گریست گفت اے نور دیدہ بدانکہ پدرت درین صحرائے کہ وادی محنت
و بلا و ساحت غربت و بیکسی ماندہ و از دوستان و یاران او ہمہ کشتہ شدند و او بے معین و مددگار ماندہ شرط
ہوا داری نیست کہ من بود او در راہ او ✤ و در بزم و از جدال دشمنان او گریزم پس دامن مراد ہا کہ تو [illegible]

پیش از انکه بالم هجران عمم گرفتار شوم جان خود را در راه او نثار کنم قبل از انکه از غم وغصه
بمیرم خون خود را میان معرکه کارزار بریزم بدانکه عروسی ودامادی ما وتو به قیامت افتاده بیارایم
بحشر بزم عشرت + ز سر گرم عروسی به قیامت + عروس که این را شنید آهی از دل برآورد
که بجای اشک از چشم مستمعان خون درآورد و زمین بر خود طپید و آسمان بر خود لرزید و جگر
عالمیان بسوخت وخواطر جن وانس بغم اندوخته عباری بر دمید از راه بیداد + شبیخون
کرد بر نسرین شمشاد + برآمد ابری از دریای اندوه + فرو بارید سیلی کوه تا کوه + بردی
دهشت بادی تند برخواست + هوا گردید با خاک زمین راست + رسید از عالم غیبی ندای
ندای نه صدای آشنای + که احسنت ای زمان وای زمین زه + عروسان را به
دامادان چنین ده + پس عروس گفت ای قاسم هرگاه عروسی ما بقیامت افتاد بگو فردای
قیامت ترا کجا جویم و بچه نشان شناسم گفت ای نور دیده وای سرور سینه غم رسیده مرا در
محشر در نزد جدم و پدرم طلب نمائی و مرا باین آستین دریده بشناس پس دست فراکرد و سر
آستین خود را بدرید فغان وناله از سرادقات عترت طاهرات برآمد حضرت شاه شهیدان او را
در بر گرفت و فرمود ای قاسم ای جان عمم بیا تا خود بگورستان باین هیئت نتوان رفت
پس لباس او را بشکل کفن در وی پوشانید و گریبانش چاک زد و هر دو سر دستارش بر رویش
افکند و شمشیر خود را بدست او داد و گفت ای جان عم برو که عمت هم از عقب رسید پس جناب
قاسم بارویی چون آفتاب انور درخشان چون ماه منور و دیده چون ابر بهاران گریان
و سینه از غم عروس بریان بمیدان آمد و عرصه معرکه را بنور جمال خود منور گردانید بعد از
طرید و جولان گفت ان تنکرونی فانا ابن الحسنؑ + سبط النبی المصطفی المؤتمن + اگر
مرا نمی شناسید بدانید که منم فرزند حسن مجتبی ونواده محمد مصطفے ہذا حسین کالاسیر المرتھن
بین اناس لاسقوا صوب المزن + ای قوم این است عم حسینؑ مانند اسیر محبوس در میان
مردمانی که از رحمت خدا دور اند پس بر آن قوم بی حیا حمله کرد و با آن خورد سالی در یک
حمله سی و پنج نفر را بجهنم فرستاد پس در برابر لشکر مخالف ایستاده و ابن سعد را آواز کرد و بزبان
حال با او گفت که ای بی حیای بی شرم وای بی وفای بی آزرم آیا در روز قیامت
جواب پیغمبر را چگونه خواهی داد و در هنگام حساب از عهده انچه بجا نواده رسالت و اهل بیت
عصمت و طهارت کرده بچه طریق بیرون خواهی آمد پس مسلمانان پاک دین و خداشناسان
بالیقین را که شهید کردی و بسا باریافتگان بارگاه ربوبیت و علم افراشتگان لوای عبودیت
را که از تیغ بیدریغ از پا در آوردی وچه داغهای که بر دل ذریت رسول مختار گذاشتی

دچه غمها که بر سینها ... غیرت حیدر کرار نگذاشتند انده و الم که تو بر خاطر ها نهادی و بسا حسرتها که تو بجا بر دل
نهادی دیگر از یاران و هواداران فرزند رسول کسی نمانده و بغیر از امام حسین با بعضی برادران و فرزندان
و بردگیان حرم دیگر احدی باقی نمانده ایا حال وقت آن نرسیده که آن مظلوم را مطلق العنان نمائی که
با ابن سعد در آ بر داشته راه خود گیرد از عراق بمدینه رسول یا بموضعی دیگر برود پسر سعد تو او را و فرزندان
اسپ خود را آب داده گفت آری قاسم گفت ویلک وای بر تو که اسپ خود را آب میدهی و کسی که
محمد مصطفی جلت فداک با و خطاب می فرمود از منع میکنی راوی می گوید از گفتار قاسم ابن سعد
خجل شده سر زیر افگنده و زار زار میگریست اما مطلقا متعرض جواب او نشد پس قاسم مبارز
طلبید کسی جرات نمی کرد که بحرب او رود ابن سعد ازرق شامی را که سپه سالار لشکر شام بود طلبید
و گفت تو هر سال مبلغ خطیر از یزید میگیری و صیت شجاعت تو در میان لشکر شام و عراق منتشر
است چرا نمی روی کار این طفل هاشمی را بسازی ازرق گفت ای عمر مرا در مصر و شام با هزار
سوار برابر گرفته انداز تو غریب است که مرا بحرب کودکی فرستی گویا میخواهی مرا در میان شجاعان
رسوا کنی و نام و ناموس مرا بر هم زنی مرا عار آید که بحرب این طفل روم ابن سعد گفت گویا تو او را
نمی شناسی و نظر بکودکی او می کنی این قاسم بن حسن نبیره شیر خداست و شجاعت را از جد خود میراث
دارد و در هنگام رزم شراره برق آتشبار از شمشیر او می بارد تو نظر بخورد سالی هاشمیان مکن ایشان
با شجاعت بهم از مادر متولد می شوند بخدا قسم که اگر تشنگی بر و غالب نبودی بیک حمله لشکر ما را تار و مار
کردی و دمار از روزگار ایشان بر آوردی اگر مردی قدم در میدان حرب او بگذار تا آنچه می گویم
بر تو معلوم شود ازرق گفت هیهات هیهات این از محالات است که من بحرب وی روم
لیکن چون در خصوص او مبالغه داری مرا چهار پسر است که هر یک در شجاعت و دلاوری بی
نظیر و بی عدیل اند یکی از ایشان را بفرستم تا سر او را بیاورد پس پسر بزرگ خود را طلبید و او را
در بر گرفت و نوازش کرد و بر اسپ خود سوار کرد و شمشیر خود را در میان او بست و سائر
اسباب حرب از زره و خود و نیزه و سپر و ساقین و ساعدین بهم او آراست و گفت برو و سر این جوان
هاشمی را از برای ابن سعد بیاور پسر ازرق بمیدان قاسم آمد و بر او حمله کرد بعد از گیر و دار بسیار که بیان
کیفیت آن ثمری ندارد پسر ازرق از اسپ در افتاده و کلاه از سر وی افتاد چون موی سر
وی دراز بود قاسم از مرکب خم شده و موی وی را بدست پیچیده مرکب برانگیخت و او را از زین
در ربوده گرد میدان بگردانید و بر زمین زد و مرکب بر او راند که همه استخوانهاش خرد شد و جان
بمالکان دوزخ سپرد بعد از ان هر یک از ان سه برادر او آمدند بحرب هر یک بکیفیتی که در دست قاسم
بدار البوار واصل شدند و کیفیت گیر و دار میان قاسم با هر یک و کیفیت کشته شدن ایشان

عمادالانوار :

درین موضع خالی از فائده است اما چون ازرق دید که چهار پسر او جان لبگان جهنم واد ند جهان بر چشم او
تیره و تار شد و غضب بر او مستولی شد بر مرکب کوه پیکرے سوار شده و گستوان مغربی بر او افگنده
و کنارہاے آن بسیم و زر آراسته و تیغی چون برق سوزان بر کمر بسته و نیزه سجده ذرعی بدست گرفته
وجود عادی بر سر نهاده و جوشن تنگ حلقه در پوشیده چون پیل مست بمیدان قاسم آمده گفت اے
نوجوان بے انصاف چهار پسر مرا کشتی که هیچیک مثل خود نداشته قاسم گفت غم ایشان چه میخوری که اینم
ترا بایشان رسانم اما چون امام حسینؑ دید که ازرق شامی بمصاف قاسم آمد بروے ترسید زیرا که
آن لعین مبارزے بود بے نظیر در میان ابطال و شجاعان عرب شهرتے تمام داشت لهذا آن
امام مظلوم دست نیاز بدرگاه کارساز بے نیاز برداشت و نصرت قاسم را از او درخواست و
سپاه از دور و نزدیک بنظارهٔ حرب آن دو مبارز در آمدند پس ازرق نیزهٔ حوالهٔ قاسم کرد قاسم
نیزه او را رد نموده بر او حمله کرد او نیز رد نمود و همچنین هر یک حمله نمودند و دیگرے رد مے کرد تا دو بار
طعن نیزه در میان ایشان رد و بدل شد ازرق در غضب شد نیزه بر شکم اسپ قاسم زد اسپ
او از پا در آمد قاسم پیاده شد امام حسینؑ چون این حال مشاهده نمود آه از جگر بر کشید و یکے از یاران
خود گفت که دریاب جگر گوشه برادرم حسن را و این اسپ را بوے رسان آن شخص مرکب امام
حسینؑ را ابقاسم رسانید قاسم سوار شد و بر ازرق حمله کرد و سه طعن دیگر در میان ایشان رد و بدل
شد پس ازرق تیغ بر کشید و بر قاسم حمله کرد قاسم نیز تیغ بر کشید و خدا را یاد کرد و بقوت حیدری بر کمر او
زد که چون خیار تر بدو نیم کرد غریو از لشکر شامیان بر آمد قاسم فرو جسته بر اسپ او سوار شد و لجام
اسپ امام حسینؑ را گرفته رو براپرده هاے اهل بیت نموده چون نزدیک امام حسینؑ رسید از مرکب
پیاده شد و رکاب عم بزرگوار را بوسید و عرض کرد که یا عم العطش العطش اے عم بزرگوار تشنگی کار
مرا ساخته و آتش غم و غصه اهل بیت تحمل مرا گداخته حضرت زار زار گریست و گفت اے جان عم
نزدیک رسیده که از دست جدت شربت کوثر نوشی و لباس سندس و استبرق بهشت پوشی و از این غمها
و المها خلاصی یابی القصه زمانے نزدیک مادر رو که آن بیچاره از غم مفارقت تو می نالد و از الم مهاجرت
تو باران حسرت از دیده می بارد قاسم با چشمے گریان و دلے از آتش حرمان بریان بخیمه مادر و عروس
آمد و چون نزدیک خیمه رسید آواز دختر عم خود شنید که می گرید و می زارد و بسوز دل از غم و محنت می نالد
صدائے مادر را شنید که بزبان حال میگوید اے نور دیده ملالے سودر سینه محنت کشیده اے فرزند
ماتم زده اے آرام دل ستمندا اے محرم دل و جان مادر و اے نو داماد و اے نوجوان مادر اے یادگار
آباد و اے نوباوه اے غنچه نشگفته گلستان حسن بمیدانم کجائی
خوریا بیاد ربنی نکلی به نیر دما در پدر ستمی آئی ✤ ندانم از غم [illegible] جان دل شکیبائی ✤ رسیده رنت

که رخسار خویشم بنمائی + نمانده طاقت مادر ز درد تنهائی + ای جان مادر نمی دانم تو طفل بیکس و تنها در میان
این همه دشمنان دغا و کج نهادان بی وفا و شامیان بی حیا چه خواهی کرد که آیا هنوز حیات تو برجا باشد
و نخل قامت تو برپا باشد یا از جور اشقیا شهید شده باشی اما قاسم چون این حکایتها از مادر شنید فغان
از دل برکشید و صدا بگریه بلند کرد مادر و عروس از آمدن او خبر یافته از خیمه بیرون دویدند و در دست و
پای او افتادند و آغاز نوحه و زاری نمودند پس قاسم ساعتی نزد ایشان استاد گاهی مادر و عروس
نظر بقاسم میکردند و او را مصمم جان باختن می دیدند و لخون از دیده می باریدند و گاهی قاسم نظر بر عروس
می کرد و آه سرد می کشید و بنظر حسرت او را می دید و چون ابر بهار میگریست و گاهی نظر بمادر غمدیده می نمود
و اضطراب و حیرت آن بیچاره را نظاره می کرد و از سوز دل می نالید ای عزیزان غم قاسم نوداماد را نو
داماد می داند که از عروس خود بهره نبرده باشد و با اضطرار با او وداع مفارقت ابدی نماید و بناچار
بستر را خفتن خود رود و غم عروس را مادران زنان نوعروسی دانند که از داماد تمتعی نیافته و بناکام در محل
غربت بادرد و محنت مانده باشند با وجود کمال علاقه از طرفین آن نوداماد وداع بازپسین نماید و غم
مادر قاسم را در آن هنگام بیچاره مادرانی دانند که فرزند نوداماد خود را ببینند که با نوعروس از یکدیگر کام
نیافته و بناچار و اضطرار آن داماد و عروس در تنزداد وداع بازپسین نمایند و فرزند دلبند او با آه
و حسرت و اندوه و محنت عازم کشته شدن گردد آه پس قاسم با مادر خود و دختر عم خود گفت ای عزیزان
شما را وصیت میکنم بصبر و تحمل نباید که بیکسی مرا با خستن خود را بمعرض هلاکت نمی افکنند و احدی
برضا و رغبت اختیار مفارقت یاران و دوستان نمی کند لیکن آنچه ضروری و اضطراری ست دیگر
علاج پذیر نیست و همچنانکه شما را بر هجران من طاقت نیست مرا هم بهجران شما قوت نه و همچنانکه شما
از غم من بیزارید و خون از دیده می بارید من هم از الم شما نالم اما چه کنم که کار از دست من و شما رفت
لابد و ناچار شربت ناگوار مرگ را بنوشم و از خون خود لباس دامادی بپوشم پس وداع میکنم شما را
و وداع بازپسین و وعده ملاقات با شما در قیامت خدمت محمد مصطفی و علی مرتضی و پدرم حسن مجتبی است
پس آن بیچارگان آه حسرت از دل کشیدند و عروس مضمون این مقال بر زبان جاری نمود ای یار وداع
میکنند تاب وداع یار کو + وعده وصل شهید طاقت انتظار کو + و قاسم نگاهی باو کرد و بزبان حال باو
خطاب نمود ای دم رفتن است قاسم بمن خوش نظاره کن + که امید بازگشتن کس ازین سفر ندارد + پس
قاسم وداع نموده با دل بریان عنان مرکب را بمیدان گردانید چون بسپاه ابن سعد رسید بیکبار بر ایشان
حمله کرد گاهی بر میمنه و گاهی بر میسره می تاخت و می بطلب سپاه حمله می نمود و گاهی بر جناح روی
می نهاد که ناگاه لشکر ابن سعد از پیادگان و سواران بیکبار حمله ور گردید و نیزه و تیر و گرز و
شمشیر حواله اش کردند و قاسم چون نهنگ حرب غوطه ور گردید و سپاه کفر بر وی هجوم آوردند و دادی

عبائی بہ زاد

میگوید که من دران وقت آن طفل را دیدم که نور از رخساره وے می تابید و پیراهن و ازاری پوشیده بود
و نعلین در پا کشیده بود و کمربندے بر میان بسته و بند نعلین پاے چپ وے گسیخته بود و با آن گروه
انبوه مجادله میکرد و این حال عمر سعد ازدے گفت که بخدا امیدوارم تا کار این جوان هاشمی را بسازم و
کشنده او من باشم گفتم سبحان الله گروہے که درمیان گرفته اند او را کافیست چگونه دل تو تاب دارد
که با وجود گرفتاری این طفل در دست این همه اشرار ضربت بر او زنی بخدا قسم که اگر تیغ حواله من کند
دست بدفع او نکشایم پس آن لعین بر کمر اسپ تاخت و ضربتی بر فرق مبارک آن امام زاده مظلوم
زد و زخمهاے بسیار بر آورده بودند و نقل کرده اند که بیست و هفت زخم خورده بود و خون بسیارے
از وے رفته و از بسکه تیر بر اسپ او زده بودند دیگر طاقت حرکت نداشت پس قاسم از اسپ
برگشت و فریاد کرد که یا عماه ادرکنی اے عم مرا دریاب ناگاه امام حسین علیہ السلام مانند عقاب
بران آمد و صفها را شگافت و چون شیر خشمناک بران روبه صفتان بیباک حمله کرد و تیغی حواله عمر قاتل قاسم
نمود آن ملعون دست خود را سپر ساخته تیغ بدست او آمد و دست پلیدش جدا شد آن لعین فریاد کرد
سپاه مخالف جمع شدند که او را از دست امام حسینؑ رها کنند حرب در پیوست و نائره جدال اشتعال یافت
بنحویکه قاسم مظلوم پامال سم ستوران شد و قاتل او نیز کشته شد حضرت چون آن کافران را دور کرد
بسر فرزند برادر خود آمد و دید که پاے بر زمین مے ساید و آهنگ پرواز علیین دارد و نیم رمقی در وی باقی
مانده بود چشم باز کرد در عم خود نگریست و تبسمی نموده جان بجان آفرین تسلیم کرد ۔ ستیزه گر فلکا از جفا
وجور تو داد + نفاق پیشه سپهرا از کینه ات فریاد + ستیزه گر فلکا این جفا چرا کردی + چرا معاونت دشمن
خدا کردی + بسان مردمک دیده کعبه را تا حشر + سیاه پوش نموده این عزا کردی + جواب فاطمه روز جزا
چه خواهی داد + سر نبیره اش از تیغ کین جدا کردی + ز جوش خنجر بیداد خون دم آبے + حلیق تشنه سلطان
کربلا کردی + علم نگون شده و اهل بیت گشته اسیر + امید هست شوی سرنگون چها کردی + ذ ت
بسوخت با فغان العطش گویان + فغان ز سینه سوزان العطش گویان + امام حسین چون قاسم را
بآن حالت دید سیلاب اشک از دیده جاری کرد و گفت والله یعز علی عمک ان تدعوه فلا
یجیبک او یجیبک فلا یعینک او یعینک فلا یغنی عنک اے نور دیده بخدا قسم که گران است
بر عم تو که تو او را بیاری بخوانی و او اجابت نتواند کرد یا اجابت کند و یاری نتواند کرد یا یاری کند
و سودے بتو نبخشد خدا دور گرداند از رحمت خود جماعتے را که ترا کشتند واے بر گروہے که پدر و جد تو
خصم ایشان باشند پس حضرت آن شهید را برداشت و سینه او را بر سینه خود نهاد و پاهاے او بر زمین
می کشید و او را برد و در میان سائر کشتگان نهاد ناله و فغان از اهل بیت بر آمد مادر قاسم
و عروس او در کنار ایستاده بودند و می نگریستند و زار زار میگریستند حضرت امام حسین خطاب بعبد

بازماندگان صحرائے کربلا کرد و فرمود اصبروا یا بنی عمومتی صبرا یا اہل البیت لا رایتم ھوانا بعد ھذا الیوم ابدا یعنے اے پسر عمان من واے اہلبیت و برادران من صبر کنید کہ بعد ازین روز دیگر مذلت و خواری نخواہد دید۔ **اقول** یہ علامہ مہدی نراقی کی عبارت تھی جو اُنھون نے اپنی کتاب محرق القلوب مین لکھی ہے قبل اسکے کہ ہم علامہ نراقی کی جلالت قدر مستند علمار کے قلم سے ناظرین کے سامنے پیش کرین پہلے چاہتے ہین کہ اس فقرہ کی طرف اہل نظر کو توجہ دلائین کہ وہ لکھتے ہین کہ فقیر این حکایت را در بعضی کتب ملاحظہ نمودہ کہ اعتبار آن کتب بوجہے چند در نظر حقیر بصحت پیوستہ انصاف فرمائین ناظرین اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نراقی نے اس واقعہ کو بلا تحقیق نہین لکھا ہے بلکہ وہ اس اختلاف کے جانب بھی متوجہ تھے کہ بعض لوگ اس واقعہ کو غیر معتبر لکھ رہے ہین اور وہ لکھتے ہین کہ چند شخصون نے اسمین تامل کیا ہے مگر مین نے بعض ایسی کتابون مین دیکھا ہے جنکا اعتبار مجھپر ثابت ہے لہذا مین اس واقعہ کو لکھتا ہون معلوم ہوا کہ اگر صاحب محرق القلوب پر اسکا اعتبار ثابت نہ ہوتا تو نہ لکھتے اُنھون نے بعد تحقیق و تنقیح کے جب اعتبار ثابت ہوگیا ان کتب کا جن مین یہ واقعہ تھا اُس وقت لکھا ہے اور انھین فقرات سے علامہ نراقی کے یہ بھی ثابت ہے کہ انھون نے منتخب یا روضۃ الشہدا کسی ایک کتاب سے اسکو نہین لکھا ہے بلکہ کئی کتابین انکی پیش نظر تھین جن مین عروسی موجود تھی اس کے علاوہ انداز تحریر بھی یہ بتا رہا ہے کہ یہ اپنی عبارت مین کچھ ایسا کہ رہے ہین جو اس مقام تک کسی عبارت مین نظر سے نہین گذرا ناظرین کو یاد ہوگا کہ ابن عربی اور ابو المفاخر اور طریحی اور کاشفی و علامہ ان مین سے کسی نے اون صاحبزادی کا نام نہین بتایا جنکا عقد قاسم کے ساتھ ہوا تھا مگر یہ عبارت فاطمہ کی تعیین کر رہی ہے اب انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے جب گذشتہ عبائر مین نام کا نہین پتہ تو یہ ثابت ہے کہ اسکا ماخذ صرف وہی کتابین نہین ہین بلکہ کوئی اور بھی ہے اور بعد اسکے ثابت ہونے کے یہ اعتراض بھی اُٹھا جاتا ہے کہ روضہ کے سوا اور کسی نے نہین لکھا اور یہی ہمارا مقصود ہے

اب یہ ملاحظہ ہو کہ علامہ نراقی کی شان مین ارباب رجال کے کیا خیالات ہین

اسکے جواب مین چند عبارتین پیش کرنے کے قابل ہین پہلے بزرگوار جنھون نے صاحب محرق القلوب کی مدح کی ہے وہ فاضل خوانساری مولانا سید محمد باقر موسوی ہین اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ طہران صفحہ ۱۳۶ مین تحریر فرماتے ہین العالم البارع والفاضل الجامع قدوۃ خیل اہل العلم بفہمہ الاشراقی مولانا مہدی بن ابی ذر الکاشانی النراقی نسبۃ الی مسقط راسہ نراق التی ھی علے وزن عراق من اتباع بلدۃ کاشان واضلاع حدود الطہران لبنان کان من ارکان علمائنا المتاخرین واعیان فضلائنا المتبحرین مصنف

الاکثر فنون العلم والکمال مسلما فی الفقہ والحکمۃ والاصول والاعداد والاشکال لہ
کتاب معتمد الشیعۃ فی احکام الشریعۃ وکتاب لوامع الاحکام فی فقہ شریعۃ الاسلام
ینقل عنہ ولدہ المحقق فی المستند والعوائد کثیرا وکتاب التحفۃ الرضویۃ فی المسائل الدینیۃ
وکتاب التجرید فی اصول الفقہ وکتاب فارسی فی اصول الدین وکتاب اخر فی
مسائل التجارۃ سماہ انیس التاجرین وکتاب اخر فی تفصیل المشکلات من المعلوم لیشبہ
فی بعض الرسوم کتاب لمشکول الشیخ بہاء الدین المرحوم وکتاب اخر فی مراتب الاخلاق
وموجبات النجات سماہ جامع السعادات ورسالہ فی العبادات واخری فی علم الحساب
وکتاب لہ فی مصائب اہل بیت العصمۃ طریف الاسلوب سماہ محرق القلوب ولقد
کشف عن حقیقتہ وعلو منزلتہ واشار الی نبذۃ من مراتب کمالاتہ ودرجاتہ ولدہ الاجل
الافضل الامجد مولانا احمد النراقی المتقدم ذکرہ الاسعد فی موضعہ للمعلہ مقامہ
الممہد فی اجازۃ کتبہا لبعض اعاظم معاصرینا وہی عندنا بخطہ المبارک الذی کنا
نعرفہ یقینا فقال عند عدۃ طرق نفسہ الی کتب احادیثنا القدیمۃ وغیرہا فمنہا ما
اخبرنی بہ قرائۃ وسماعا واجازۃ والدی ومن الیہ فی جمیع العلوم العقلیۃ والنقلیۃ استنادی
کشاف قواعد الاسلام وحلال معاقد الاحکام ترجمان الحکماء والمتالہین وانسان
الفقہاء والمتکلمین الامام الہمام والبحر القمقام البدر الزاخر والسحاب الماطر الراقی
فی نفائس الفنون الی اعلی المراقی مولنا محمد مہدی بن ابی ذر النراقی مولدا والکاشانی مسکنا
والنجفی النجاء اومدفنا قدس اللہ سبحانہ فسیح تربتہ واسکنہ بحبوحۃ جنتہ عن مشائخہ
الفضلاء النبلاء العظماء اولہم العالم انتہی ما اردنا نقلہ **اقول** اس عبارت کے
دیکھنے سے اس بات کا فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ علامہ نراقی علماء مین کیسے جلیل القدر
سمجھے گئے ہین اور وہ لفظین جو صاحب روضات الجنات نے انکی مدح مین لکھی ہین انکی جلالت
قدر دکھانے مین بہت کافی ہین اور ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ وہ عالم جسکو ارباب رجال امام ہمام
البحر القمقام سے تعبیر کرین اور اُسے کشاف قواعد اسلام کہین وہ اپنی کتاب مین کسی واقعہ
بغیر تحقیق کے جگہ دے سکتا ہے نیز جن لفظون مین مصنف روضات الجنات نے محرق القلوب
کا ذکر کیا ہے وہ ایک بین ثبوت ہے اسکے اعتبار کا جیسا کہ کسی مقام پر کہہ چکا ہون اور پھر کہتا ہون
اگر یہ کتاب جوارباب رجال کی نظرون مین بے وقعت ہوا سکے متعلق انکا فرض ہے کہ بتصریح
اسکے ساتھ اسکی تضعیف کر دین اور نہ یہ کہ اُسکی مدح کرنا اور یون اُسکا ذکر وکتاب لہ فی مصائب
اہل البیت العصمۃ طریف الاسلوب سماہ محرق القلوب اس سے پتہ چلتا ہے کہ محرق القلوب

محرق القلوب علماء کے نزدیک ایک معتبر کتاب ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے دوسرے بزرگوار حاجی مرزا محمد حسین نوری طبرسی اعلی اللہ مقامہ ہیں اور اپنی کتاب مستدرک الوسائل جلد سوم مطبوعہ طہران صفحہ ۳۹۶ میں کہتے ہیں المولی الجلیل صاحب المستند والعوائد عن والده النحریر العالم الخبیر المولی مهدی بن ابی ذر الکاشانی النراقی صاحب کتاب اللوامع الذی ینقل عنه فی الفقه و مشکلات العلوم المنبئ عن فضله و تبحره فی انواع العلوم و غیرها من المولفات قال فی الروضة البهیة سمعت من بعض المعتمدین انه کان فی ایام التحصیل فی نهایة الفقر والفاقة حتی انه فی بعض الاوقات لیس له القدرة علی تحصیل السراج و یستضئ بسراج بیت الخلاء و یطالع هناک کلما جاء احد یتنحنح لئلا یطلع علیه احد وقال و بعد المراجعة والفراغ من التحصیل توطن فی بلدة کاشان وکان خالیا من العلماء و ببرکة انفاسه الشریفة صار مملوا من العلماء والفضلاء الکاملین وصار مرجعا و محلا للمشتغلین و برز من مجلسه جمع من العلماء الاعلام انتهی توفی ۱۲۰۹ھ اقول اس عبارت سے بھی علامہ نراقی علیہ الرحمہ کی غزارت علم اور زہد واتقا پر کافی روشنی پڑتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی انھوں نے تحصیل علم میں کتنی زحمتیں اور دقتیں اٹھائیں انھیں تکالیف کا اثر تھا کہ آج تمام اہل علم انھیں مسلم الثبوت اور متبحر علماء میں شمار کر رہے ہیں ایسے محتاط اور ملک صفات شخص کی نسبت یہ کسی طرح خیال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ روایت عقد قاسم کو اپنی کتاب میں بغیر کسی غور و خوض کے نقل کر دیں یہ محققین کا کام نہیں ہے تیسرے بزرگوار جنھوں نے علامہ نراقی کو مسلم الثبوت علماء میں شمار کیا ہے وہ فاضل کشمیری مولوی مرزا محمد علی رحمہ اللہ ہیں اپنی کتاب نجوم السماء فی تراجم العلماء جلد اول مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۱۹ میں تحریر کرتے ہیں الراقی من الفقه الی اعلی المراقی محمد مهدی بن ابی ذر النراقی الکاشانی از اکابر علماء و فقہا بود پیش علامہ زمان ملا اسماعیل الخاجوئی تا مدت سی سال بتحصیل علوم و فنون اشتغال داشت و نزد بسیارے از علماء ماہرین تردد می فرمود حاوی جمیع علوم سیما در فنون ریاضی از ہندسہ و حساب و ہیئت و علوم ادبیہ از معانی و بیان و غیر آن گردید و در علم تفسیر مہارت وافر و ملکہ باہر پیدا نمود بالجملہ جناب موصوف در فقہ و حدیث از تلامذۂ آقا باقر بہبہانی طاب ثراہ می باشند کما یظهر من مرآة الاحوال از تصانیف اوست کتاب عمدة الشیعه و کتاب مناسک مکیہ در احکام حج و کتاب مشکلات العلوم کہ کتابے است عجیب مشتمل بر فوائد بسیار و کتاب محرق القلوب در مصائب امام حسین علیہ السلام و کتاب لوامع [illegible] و رسالہ در خطبہ فارسی و مثنوی طاقدیسی اقول اس عبارت سے بھی یہ واضح ہو رہا ہے کہ فاضل کشمیری نے علامہ نراقی کو اکابرین علماء و فقہا میں شمار کیا ہے اور تمام علوم و فنون

علامہ نراقی کی مدح میں مراۃ الاحوال کا حوالہ ۱۱ صاحب محرق القلوب کی مدح میں نجوم السماء کی عبارت ۱۲ صاحب محرق القلوب کی مدح میں روضہ بہیہ کی عبارت ۱۱ صاحب محرق القلوب کی شان میں مستدرک کی عبارت ۱۱

بزرگوار جنھون نے علامہ نراقی کی مدح کی ہے اور انکے علم و فضل کو مان لیا ہے وہ جناب سید حسن صدر دام بقائہ ہین چنانچہ عیون الرجال مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲ مین انکی غزارت کو تسلیم کیا ہے **چوتھے** مین فرماتے ہین العلامۃ الملا مہدی بن ابی ذر النراقی صاحب اللوامع فی الفقہ وغیرہ المتوفی سنہ تسع ومائتین بعد الالف **اقول** علامہ کی لفظ صاحب محرق القلوب کی شان مین جو تحریر کی گئی ہے اس عبارت مین وہ انکی غزارت علم کا بہت کچھ پتہ دے رہی ہے اور اس کے قبل کی عبارتون نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ محرق القلوب ایک معتبر اور قابل قدر کتاب ہے اور اسکے مصنف ایک محقق عالم ہین بہرحال **ساتوین** بزرگوار جنھون نے واقعۂ عروسی قاسم کو اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے وہ علامہ قزوینی حاج مولانا محمد حسن علیہ الرحمہ ہین آپنے اپنی کتاب ریاض الشہادت مین صرف اسے نقل ہی نہین کیا ہے بلکہ اسکے وقوع کا حتمی ثبوت بھی دیا ہے ملاحظہ ہو کتاب مذکور مطبوعہ بمبئی ۱۲۷۴ ہجری جلد دوم کی مجلس نہم صفحہ ۱۷۶ مین تحریر فرماتے ہین واما کیفیت آن واقعۂ جانسوز پس باید دانست کہ علمای شیعہ در کتب مقتل و مورخین در تواریخ مختلف نقل کردہ اند و حکایت دامادی او را نیز فاضل مجلسی رح مذکور نساختہ فرمود کہ حدیث آن بہ نظر نرسیدہ اما شیخ فخر الدین طریحی کہ از جملہ علمای امامیہ است و مرد بزرگیست در فخری نقل و مستند بروایت نمودہ و ملا حسین کاشفی نیز در روضۃ الشہداء از کتب مقاتلہا و تواریخ ایراد نمودہ و مکرر مذکور شد کہ سخن مورخین در امثال این امور خالی از اعتبار نیست بلکہ از بعضے احادیث بہتر است و وثوق و اعتماد بآن بیشتر است لہذا بہمان طریق کہ دران دو کتاب بنظر رسیدہ نقل می شود کیفیت آن باین نسبت است کہ چون نوبت شہادت ببرادر زادگان آن جناب رسید سید قاسم بن حسن کہ دران وقت بحد تکلیف نرسیدہ بود دوازدہ یا سیزدہ سال بیشتر از عمر شریفش نگذشتہ بود و چہرہ مبارکش چون آفتاب تابان در خسارۂ منورش چون ماہ درخشان بود و شجاعت را از حیدر کرار بارث داشتی چون دید کہ موالیان و یاران و اقربائے آنجناب شربت شہادت را چشیدند پے در پے و خود را ازین محنت آباد دنیا بعالم عقبے رسانیدند و شمشاد قدان بوستان ولایت از ارہ جور و جفائے کوفیان لعین از پائے درآمدند و نوجوانان اہل بیت رسالت از تیغ بیدریغ شامیان بر آئین بخاک ہلاک افتادند دل او بدرد آمدہ واہ آہ سرد از سینہ پر درد برکشید و سیلاب اشک از جویبار دیدگان باربریس باچشمی گریان و دلے از آتش حسرت بریان بخدمت عم بزرگوار خود آمدہ بعد ادائے تحیت و سلام بموقف عرض آن امام عالی مقام رسانید کہ اے عم بزرگوار دارے شہ سوار دل الاختیار مرا دیگر تاب مفارقت دوستان و خویشان نیست و دیگر طاقت الم دیدن مصیبت ایشان را ندارم مرا دستوری دہ تا کینہ برادر باز خواہم و داد دل خود را ازین جماعت

علامہ مرزا (؟) کی شان میں عیون الرجال کی تحریر

ریاض الشہادت کی عبارت اور عروسی کا قوی ثبوت ۱۲

بهیدین بگیرم وگویا بزبان حال بدین مقال مترنم بود وقت شد کز نوعروس این جهان دل بر کنم ٭ عشرت ازین اندوه منزل بر کنم ٭ پنجهٔ مژگان بخون خود حنا بندیم زار ٭ دل ازین بستان اشک آه حاصل بر کنم ٭ چون امام مظلوم نظاره بر رخسارهٔ قاسم فرمود او را در بر کشید و شروع بگریه نمود قاسم نیز بگریست و آن دو مظلوم دست در گردن یک دیگر داشتند و چون ابر بهار زار زار می گریستند و آنقدر گریستند که هر دو بیهوش شدند و چون بهوش آمدند آن امام مظلوم فرمود که اے جان عم واے سرور سینه بر غم چگونه ترا رخصت حرب دهم و داغ فراق ترا بر سینهٔ مجروح نهم و حالانکه تو مرا از برادر یادگارے درین دشت غربت انیس دلفگارے پس قاسم بدست و پاے آن سرور افتاد و گاهے دست او را می بوسید و گاهے پاے مبارکش را و هر وقت می نالید و هر قدر عجز و الحاح بسیاری نمود آنجناب او را اجازت حرب نفرمود پس مادر قاسم از خیمه بیرون آمد و دامن قاسم را در دست خود کشید و گفت اے جان مادر واے سرور سینهٔ غمدیده مادر ٭ درین زمان تو درین دشت پر بلا دفن ٭ چه بر دلم بگذرد بگو با من ٭ من ستم زده را تاب اشتیاق تو نیست ٭ درین دیار الم طاقت فراق تو نیست ٭ القصه قاسم اجازهٔ حرب نیافت و برادران جناب سید الشهدا تدارک حرب نمودند قاسم گریه کنان آمد و سر بزانوے غم نهاد و نشست و چون دید عموهاے خود را که عازم قتال می باشند الم او زیاده شد و آغاز ناله و گریه و بیقراری نمود و با خود می گفت اے فلک گر ز اشتیاق من خبر داشتی ٭ بیش ازین در آتش هجران مرا نگذاشتی ٭ گر دلت می بود چون من اے فلک می سوختی ٭ تخم امیدے اگر میداشتی میکاشتی ٭ ناگاه بخاطرش رسید که پدرش حضرت امام حسن تعویذے ببازوے او بسته و با او فرموده بود که اے فرزند دلبند هر وقتے از اوقات که الم بیحد و غایت و مصیبت بے نهایت بتو روے دهد این تعویذ را باز کن و بخوان و بدانچه در آن نوشته اند عمل نمائی قاسم گفت بخدا قسم تا بحال ام هرگز غم و اندوهے چنین بمن رخ ننموده و بدین قسم گره در کار من نیفتاده و بعد ازین نیز اگر زنده باشم چنین اندوهے از براے من اتفاق نیفتد امروز وقت آن است که تعویذ را باز کنم و از دیدن آن رفع اندوه از خود نمایم پس آن تعویذ را از بازوے خود کشود و ملاحظه نمود دید که پدرش امام حسن بخط مبارک خود نوشته است که اے قاسم اے نور دیده وصیت میکنم ترا که چون برادرم یعنی عمت امام حسین را ببینی در کربلا بدست شامیان و غداران کوفیان بیوفا گرفتار شده زنهار که سر خود در قدم وے بیندازی و جان خود را از براے وے در بازی و هر چند ترا از مصاف رفتن باز دارد باز دار و نپذیری و چندان مبالغه و اصرار کنی و در الحاح و ابرام بیفزائی که جان فداے عمت نمائی که مفتاح سعادت و وسیلهٔ اقبال و کرامت خواهد بود ٭ رباعی ٭ صبر کنی زانکه صبر جائز نیست ٭ کسیکه کشتهٔ تیغ ستمگر کشند زر حشر فائز ند ٭ پس قاسم بمضمون نامه مطلع شد و از شادی ندانست که چه کند به تعجیل از جاے جست و آن نامه

اثبات عروسی قاسم علامہ قزوینی کے قلم سے

ام از فیض آورده مژده نظم میگفت گویا ؛ داده خود عم بدست بود معصوم آن شهادت رقم که
تو بیابے دشت درین چون + سرت بقربان شاه اے روم شد آن وقت + ببرت شهادت
را مکتوب آن شهیدان شاه چون + دارم قاطع محبت چنین دست در که من + نسپارم روان
وگفت بارید دیدگان از حسرت واشک گریست زارزار و کشید بر درد پر دل از حسرت آه بدید
او وصیت با که میخواهی تو و من بارهٔ در است کرده بتو برادرم که ست وصیتی این عم جان اے
فاطمه که ست آن من او وصیت و آدرم بجاے آنرا میخواهم نموده وصیتی تو بارهٔ در نیز مرا نمائی عمل
در و رویم بخیمه ساعتے تا بیا هم تو و دم آور در تو بعقد بود کرده تو نامزد اورا پدرت که من دختر
را عون و عباس خود برادر دو برد خیمه اندرون با اورا و گرفت را قاسم دست پس کوشیم بهم تمشیت
پس کرد عقد بقاسم شهادت بمهر را فاطمه و فرمود ادا فصاحت نهایت در وخطبه بلاغت طلبید
آنهارا زینب وچون کن حاضر را حسن امام برادرم جامهاے خواهر اے که فرمود خاتون بزینب
را عمامه خود مبارک بدست آنحضرت و پوشانید بقاسم فاخرے جامه انکه تا فرمود مقرر نمود حاضر
نمودند زینت را فاطمه حرم زنان پس گذارد سر او بر را آنحضرت عمامه و پوشانید او در را حسن امام
بیت یکے نهاد زخون جگر بر دلش خال + یکے زاشک بصر کرد عارضش را آل + یکے عبیر
نستاند مش بر دوز شعلهٔ آه + بجاے سرمه بچشمش جهان نمود سیاه + زبان شانه بزلفش
چه گفت میدانی + نصیب کس نشود این چنین پریشانی + پس آنحضرت دست فاطمه را بدست
قاسم داد و گفت اینت امانتے که پدرت بدست من سپرده بود مادر قاسم چون ازین قضیه
اطلاع بهمرسانید سیلاب اشک از دیده خونبار ببارید و زار زار گریست وچون سینه از جاے
جست دبا دیدهٔ گریان خدمت شاه شهیدان آمد و گفت بیت شنیده ام که تو امروز با
دل ناشاد + بآن سریکه کنی قاسم مرادا باد + کجا رواست که قاسم بدیدهٔ خونبار + بسوے بزم
عروسش رود نبسته نگار + آنجناب زار زار بگریست و گویا بزبان حال آن مظلوم غریب
بدین مقال مترنم بود نظم که اے مخدره بر قاسمت شتاب مکن + پے حناے عروسیش اضطراب
مکن + که قاسمت رخش از خون خضاب خواهد شد + عروس را دل ازین غم کباب خواهد شد +
ببر لباس شهادت حریر خواهد کرد + هزار بوسه اش از زخم تیر خواهد کرد + تنش ز زخم سنان
چاک چاک خواهد شد + حریر بستر او فرش خاک خواهد شد + بخون طپیده و بیجان حناش می بندند
زخون حنا بکف دست و پاش می بندند + دهان زخم دهان عروس بوسی اوست + لباس
غرقه بخون جامه عروسی اوست + شود عروسی او با عروسی عیسیٰ + بقبه هاے لبهاتین جنت
الماواے + ز حلهاے جنان حله پوش خواهد شد + ز سلسبیل جنان جرعه نوش خواهد شد +

اما قاسم دست عروس را گرفته از خیمه بیرون آمد بسوے خیمه روان شد عروس با داماد قضا بنا لزبی
گفت شان مبارکباد گاہے در وے عروس مینگریست و گاہے سر در پیش انداخته می گریست و دیده
حسرت بر روے او کشاده بود و در فکری بود که نوبت کشیدن ساغر سعادت کے باو برسد
که ناگاه از طرف لشکر مخالف نعرهٔ هل من مبارز من جند الحسین بلند شد و بگوش هوش قاسم
رسید و ملعونے میگفت که اے حسین اگر مبارزے داری بمیدان فرست والا خود متوجه میدان شو
قاسم چون این صدا را شنید دست عروس را رها نمود از جاے جست و مصمم سفر آخرت گشت
عروس دامنش را گرفت و گفت اے قاسم چه در نظر داری و چه خیال در سر داری قاسم گفت اے
شمع شبستان المدادے سر در سینهٔ پر غم مرا حلال کن که وعده دیدار بقیامت افتاد چون عروس
این سخن را از پسر عم خود شنید آہے از دل پر درد بر کشید و گفت هنوز شمع رخت اے ضیاء دیده
من پر نکرده است چو خور حجلهٔ مرا روشن و شوم فداے تو این رسم بیوفائی چیست + دمے بیا بنشین
موسم جدائی نیست + قاسم گفت اے دختر عم واے مونس جان بر غم نگرنمی شنوی که سپاه اعدا
در میان میدان خیرگی میکنند نعره هل من مبارز از دل می کشند می ترسم یکے از اعمام من پیش از من
بمیدان روند و از خلعت شهادت پوشند و مرا دیگر طاقت آن مصیبت نیست و چاره از براے
من بجز شهادت و وصیت پدر را هیچ چاره نیست بجز اطاعت نیست الحال میروم که جان خود را
نثار پدرت نمایم و این عروسی ما و تو بقیامت افتاد نزد جده ام فاطمه زهرا عروس چون این
سخنان از قاسم شنید آہے سرد از دل پر درد بر کشید در زمین از آه او بلرزید و آسمان بر خود طپید
و جگر عالمیان سوخت و خاطر جن و انس را بغم اندوخت و گفت یا ابن عم من ترا در ان روز رستخیز
در کدام مقام ببینم و بچه نشان بشناسم قاسم گفت اے نور دیده واے سرور خاطر غم رسیده
مرا در روز محشر در نزد پدرت طلب نما و مرا بآئین آستین دریده بشناس و سر آستین خود را پاره کرد
و بدو داد و گفت این را بیادگار من نگهدار دمن بچه که کرده ام از خون دل خضاب + از دوری
نمائیت اے براد دل کباب + آنگاه دست خویش در آرم بر آستین نگاہے داده دل ز دست
بیلغال ما ببین واحسیبتاه واحزناه مادر قاسم چون مطلع شد که قاسم با عروس وداع می کند : و آن دوران
نزد فرزند دلبند آمد و اشک از دیده ها بارید و افغان و خروش مے نمود و همگی اهل بیت را بخروش
و افغان آورده بود و میگفت قاسما این چه ظلم و بیداد است + این نه آئین و رسم داماد است + مادر
ناکام تو امیدوار بود که ترا بزرگ کند و عیش دامادی ترا به بیند و بسے گلهاے مراد از بوستان
بچیند آخر ساعتے قرار گیر و سر عروس نو رسیده را در کنار گیر اے نور دیده می ترسم که ترا هم چون
برادرت شهید نمایند و مرا با عروس از دیدار تو نا امید کنند قاسم گفت اے مادر هیچ عاقل بخوشی

رضا تن بمرگ در ندہد و سر تسلیم بر بالین ذلت و خواری نہ نہد اگر مارا بحال خود می گذاشتہ من ہم نمی خواستم
کہ دقیقہ از شما دور شوم امانمی بینی عمم امام حسین ع را کہ بچہ مثنم گردن مبارک خود را کج کردہ و از بیکسی و
غریبی تن بمرگ در دادہ و سائر عموہای من ہمگی مہیای کشتہ شدن و آمادہ و ایستادہ اند فردا جواب
پدر مرا چہ دہم کہ من این ہمہ تاکید نمودہ و تو نیز جواب فاطمہ زہرا را چہ خواہی داد ہرگاہ با تو گفتگو کند
و گوید فرزند تو از فرزند من عزیز تر بود و دولت بر قاسم بیشتر از حسین من می سوخت پس مادر
قاسم ناچار تن بمرگ فرزند دلبند رضا داد و قاسم با چشم اشکبار خدمت عم بزرگوار آمد و اہل بیت
حرم دور او را گرفتہ زار زار می گریستند و چون جناب سید الشہدا پسر برادر ناکام خود را بدان حال
دید آہ حسرت از دل پر درد برکشید و مثل باران بہار اشک از دیدہ خونبار می بارید و او را در بر
کشیدہ گفت ای جان عم بپای خود بگورستان بدین ہیأت نتوان رفت پس لباس او را
بشکل کفن در او پوشانید و گریبانش را چاک زدہ و ہر دو سر دستارش را بہ پیش رو انداخت
و شمشیر خود را بدستش داد و گفت ای جان عم برو کہ عمت نیز از عقب میرسد پس قاسم با روی
چون آفتاب افروز و رخسارہ چون ماہ منور و دیدہ چون ابر بہار گریان و سینہ از غم بازماندگان
سوزان و دلی از غم عروس بریان بمیدان آمد و عرصہ میدان را بنور جمال با کمال خود آراست و بعد
از طرید و جولان گفت ان تنکرونی فانا ابن الحسن + سبط النبی المصطفی المؤتمن + ہذا
حسین کالاسیر المرتہن + بین اناس لاسقوا صوب المزن + یعنی ای قوم اگر می شناسید
مرا فبہا و اگر نمی شناسید منم قاسم فرزند ارجمند امام حسن و فرزند زادہ پیغمبر برگزیدہ و امین پروردگار
ذوالمنن و این شخص کہ اسیر شما اہل جور و عداوت است عم بزرگوارم حسین است کہ در میان اہل طغیان
و بدست دین از دست وارگان گرفتار است کہ خداوند عالمیان از رحمت خود دور دارد ایشان را
ای دل خریدار جاہ خواہم کرد + جان سنگریز شاہ خواہم کرد + تیغ ہندی و اسپ تازی را ہم
بر شہادت گواہ خواہم کرد + کبریا را کفیل خواہم ساخت + مصطفی را گواہ خواہم کرد + با بتول و
علی شکایت قوم + در حریم آلہ خواہم کرد + پس طرید و جولان نمود و مبارز طلب فرمود و در برابر قلب
لشکر عمر سعد بد اختر آمد و او را بصدا در آورد و گفت یا ابن سعد ای جفاکار بیوفا و ای تیرہ روزگار دور
از محبت و صفای یاران و ہواداران حسین را شہید کردی و از خویشان و اقربای او نماندہ اند
مگر برادران او ہیچ وقت آن نیامدہ کہ دست از نابکاری ہا باین مدبران روی بلوفہ آری و مارا
بحال خود واگذاری بگذاری کہ بحرم جد خود رسول خدا برگردیم واہ از آنچہ دیدہ دولت پدر و نیامدہ
و وقت پشیمانی نشد و آن ملعون در جواب گفت کہ آیا شمارا وقت آن نشد کہ از سر نافرمانی یزید
و ابن زیاد دلبند رید دلیع اقبت کار خود نظر نگرید و در عافیت و سلامتی را بر خود بستائید و بہ ستیز

و ابن زیاد درآئید قاسم گفت اے بدبخت دین را بدبنائے دنی فروختہ و متاع امانت را بآتش
خیانت سوختہ و باین عجوزہ عذار فریفتہ گشتہ و قبالہ نکاح او بدست غرور خود نوشتہ و این سعی را
انصار نکردہ ؂ جمیلہ ایست عروس جہان ولے ہشدار ✤ کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید ✤ اے عمر
امروز اسپ خود را آب دادہ گفت بلے آبش دادہ ام و اگر بعد ازین ہم زندہ بمانم بسیار خواہم داد قاسم
گفت وائے یا ابن سعد اسپ خود را آب میدہی و سیراب میداری و شہسواران میدان امامت
تشنہ میگذاری و عورات و اطفال اہل بیت را می بینی کہ از تشنگی جان ایشان بلب رسیدہ
تو از ایشان آب را منع کردہ و دولت بجال ایشان نمی سوزد گیرم کہ اینہا را اہل بیت پیغمبر ندانی و قتل
ایشان را لازم بدانی نگر کفار حیوانات را کہ ذبح میکنند آب را از ایشان منع نمی کنند آخر رحمے
در دل سیاہ تو نیست و این ہمہ عناد و بے شرمی از چیست آخر قدرے درین صحرا نگاہ کن بیت
طفلان خورد سال حرم را نظارہ کن ✤ بر چشم شان ز شوق پدر آستین نگر ✤ عرفت غریب ماند نشان
بر زبان ببین ✤ گرد یتیم گشتن شان بر جبین نگر ✤ ہم رنگ لالہ زار ز خون عرصہ ببین ✤ از پا فتادہ
سرو گل و یاسمین نگر ✤ بنگر چہار رسیدہ باولادِ مصطفےٰ ✤ بگذار انچہ کردہ سپہر برین نگر ✤ از خیمہ حرم
زینبیان فغان شنو ✤ درین میانہ نعرہ روح الامین نگر ✤ نگر نشنیدی کہ پیغمبر خدا در حق ما چہ فرمودہ
اذکرو اللہ فی اہل بیتی و از تشنگی روز قیامت اندیشہ کن و از تشنگی در روز درماندگی در نزد ساقی کوثر
یاد کن از سخنان قاسم آتش در دل سیاہ عمر سعد افتاد جوئے آب از چشمہ چشم خویش گشاد و زار زار
بگریست و چون از خاکساری نقد دین بر باد دادہ بود مطلقاً جواب قاسم را نداد و رو بہ لشکر خود کردہ و
گفت می شناسید این جوان را این قاسم بن حسنؑ است و نور دیدہ حسینؑ است معلوم است کہ بسیار
عرصہ بر حسین تنگ شدہ و از یاران او کسے باقی نماندہ کہ ازین کودک نورسیدہ دل کندہ در میان
سی ہزار دشمن او را فرستادہ پس رو بازرق شامی کہ سپہ سالار لشکر شام بود و پہلوانے بے نظیر بود کرد و گفت
اے ازرق تو ہر سالہ مبلغی خطیر از یزید میگیری و صیت شجاعت و پہلوانی تو در تمام شام و عراق
منتشر است چرا کار این جوان ہاشمی را نمی سازی ازرق گفت یا ابن سعد در مصر و شام مرا مقابل
ہزار سوار گرفتہ انداز تو عجیب است کہ مرا بجرب کودکے میفرستی مگر میخواہی مرا در میان شجاعان
عرب رسوا کنی و ناموس مرا بر باد دہی بسیار از برائے من عار و ننگ است کہ بجنگ این طفل روم
عمر سعد گفت مجاز است کہ او را نمی شناسی کہ نظر بکودکی او می کنی این قاسم ابن حسن نبیرہ علی
مرتضےٰ شیر خدا است شجاعت از جد خود میراث دارد و در ہنگام رزم شرارہ برق آتش سوزان
از شمشیر او می بارد تو نظر بخورد سالی او مکن کہ ایشان از شکم مادر شجاع و پہلوان بیرون آمدہ اند قسم
اگر تشنگی بر وے غالب نمی بود بیک حملہ لشکر ما را از ہم می پاشید و مارا در لشکر ما بری آوردند اگر معہد ...

داری بسم الله برو بمیدان او و قدم درحرب او نه تا آنچه گفتم بر تو ظاهر شود ازرق گفت هیهات این
از محالاتست که خود بحرب او بروم لیکن حال که مبالغه مینمائی و در این خصوص اصرار میکنی مرا چارن پسر
می باشد که هر یک در شجاعت و دلاوری بی عدیل و نظیری باشد یکی از ایشان برا میفرستم
تا سر او را بیاورد پس پسر بزرگ خود را طلبید و او را بر اسپ خود سوار نمود و شمشیر خود را بر میانش کمر
بست و سائر آلات حرب او را مهیا نموده از زره و کلاه خود و نیزه و سپر و ساقین و ساعدین
بیاراست و بدو گفت ای پسر برو و سر این جوان هاشمی را از برای ابن سعد بیاور و دل او را
شاد کن و از این دغدغه فارغ ساز پس پسر ازرق بمیدان قاسم آمد و از گرد راه بر قاسم حمله نمود
قاسم او را بدان شکوه و آراستگی که دید ذره نیندیشیده و بر مرکب بانگ زده پیش حمله وی
رفت و نیزه حواله سینه او کرد او سپری از فولاد در پیش روی خود آورده نیزه قاسم بر سپر
آمد بشکست قاسم در خشم شد نیزه را بیفگند و تیغ بر کشید او نیز تیغ خود را افگند و تیغ بر کشید و حواله
قاسم نمود قاسم سپر پیش آورد و تیغ پسر ازرق سپر قاسم را بشکافت و به پشت دست قاسم رسید و دست
وی مجروح شد و محمد بن انس از لشکر امام حسین سپری بجهة قاسم آورد و قدری از عمامه خود را بر
دست قاسم بپیچید و دست او را ببست و با ملال بسیار برگشت و قاسم سپر را بر سر دست گرفته آهنگ
خصم نمود پسر ازرق دیگر بارهٔ تیغ بر آورد تا بر سر قاسم زند اسپش بسر آمد و از پشت زین بر زمین آمد
و سرش برهنه شد و کاکلی دراز در سر آن بدبخت بود قاسم از پشت مرکب دست دراز نموده
موی او را بر دست خود پیچیده مرکب برانگیخت و او را گرد میدان می گردانید تا هلاک شد پس از
دست بیفگند و مرکب بر وی دوانید چنانچه همه استخوانهای او خورد و درهم شکست و تیغ او را
که بسی گرانمایه و قیمتی بود برداشت و نیزه او را در ربوده ایستاد و مبارز طلبید ازرق چون پسر خود را
بدان خواری کشته دید گریست و پسر دوئی چون برادر خود را بدان حال دید آتش خشم در کانون سینه
او افروخته گردید رخصت از پدر نگرفته بمیدان آمد و گرد قاسم گردید و گفت ای بیرحم کشتی جوانی را
که در شام نظیر خود نداشت قاسم گفت ای دشمن خدا ترا نیز ببرادرت میرسانم و او را مهلت
نداده نیزه بر پهلو او زد که از پهلوی دیگرش بیرون رفت بیفتاد و مبارز دیگر طلبید برادر
سیم آن واقعه را چون دید خاک بر سر خود کرده خروش برآورد و نزد پدر آمده از او رخصت خواست
پدر او را بسیار دوست میداشت و اذن نمیداد و آخر بدون اذن و رخصت روانه میدان شده
بانگ بر مرکب زده نفرین کنان در برابر قاسم آمد قاسم از دور چون سخنان بیهوده آن ابله
غیور را شنید از گرد راه نارسیده او را مهلت نداد و چنان بر کمرش نیزه زد که از پشتش بر آمد
ازرق چون چنان دید از اسپ پیاده شد و خاک بر سر میکرد و در خاک می غلطید و بر پسران خود

می گریست و اراده داشت که خود بحرب قاسم رود و چون پسر چهارم پدر را بر روی خاک دید و برادران
را بدان حال دید از پدر نیز رسیده از آن اذن نطلبیده بانگ بر اسپ خود زده نفرین کنان بمیدان
قاسم آمد و زبان بدشنام و بیهوده دراز نمود، قاسم مطلقا بسخن وی التفات نکرده آهنگ جنگ او
. . . د پسر ازرق نیزهٔ حواله قاسم نمود شاهزاده بتیغی که در دست داشت بزد و دست راست وی را جدا
نمود و آن مدبر برگشته روزگار روی بهزیمت نهاد و خون از وی میرفت چون نزدیک
لشکر خود رسید از اسپ بیفتاد و جان بمالک دوزخ بسپرد و چون ازرق هر چهار پسر خود را کشته دید
جهان روشن در چشمش تیره و تار گردیده از غایت خشم سلاح بر خود راست نموده و بر مرکبی
تازی نژاد سوار گشته پس آهنگ میدان نمود و در مقابل قاسم ایستاد و گفت ای سنگدل
بی انصاف کشتی چهار پسر مرا که در تمام شام مثل ایشان هم نمی رسید قاسم گفت غم چه میخوری باینک
ترا بایشان رسانم اما چون سید شهدا ازرق را در برابر قاسم دید بر وی بسیار ترسید چنان که بر
تیره روزگار در شجاعت و پهلوانی اشتهار داشت پس دست مبارک خود را بدعا برداشته
نصرت قاسم را از حضرت آفریدگار مسئلت نموده و مردم از دور و نزدیک نظاره آن دو مبارز
می نمودند پس ازرق نیزه حواله سینهٔ قاسم نمود قاسم حمله او را قبول نموده در صدد حمله او بر آمد و
هر چه آن می بست این می گشاد و هر چه می بست این آن می گشاد تا آنکه دوازده طعن و ضرب
در میان ایشان رد و بدل گردید ازرق در غضب شد نیزه در شکم اسب قاسم زد و مرکب از پای
در افتاد قاسم پیاده ماند جناب امام حسین بمحمد ابن انس گفت دریاب جگر گوشه برادرم را و اسب
مرا بوی برسان پس محمد بن انس ذوالجناح را آورد و قاسم سوار شد و بر ازرق حمله کرد ازرق بر اسپ
گلگون نشسته بود چون کوه پاره و برگستوان مغربی بر افگنده و کناره آنرا بزر و سیم آراسته بود
به پیش حمله قاسم باز آمد و سه طعن دیگر میان ایشان رد و بدل شد عاقبت ازرق تیغ کشیده قاسم
نیز چنان کرد و نعرهٔ از جگر برکشید و گفت ـــه بیا تا نبرد دلیران کنیم + درین رزمگه جنگ شیران کنیم +
ببینیم تا مهر و کین قضا + نوازد کرا خار سازد کرا + چون ازرق نگاه کرد و تیغ پسر خود را در دست قاسم دید گفت ای قاسم
این تیغ را بهزار دینار خریده ام و بهزار دینار زهر آب داده ام حال بدست تو افتاد قاسم گفت این یادگار پسر تست
میخواهم ترا ازین تیغ شربتی بچشانم و بفرزندانت برسانم ای ازرق روا باشد که تو مردی باشی سپاهی و چون سوار شوی
تنگ اسپ خود را احتیاط نه کنی که در اثنای جنگ باز شود و نزدیک است که زین برگردد و از پشت اسپ ازرق پشت خم
کرد که تنگ اسپ را ببیند که قاسم تنگ وی در آمده چنان ضربتی بر میانش زد که چون خیار تر بدو نیم گردید غریو از لشکر
شام بر آمد فی الحال قاسم از اسپ عم بزرگوار خود فرود آمد و سوار بر اسپ ازرق شد و جلو اسپ
ذوالجناح را گرفت بخدمت عم بزرگوار آمد و چون نزدیک آن حضرت

رسید از مرکب پیادہ شدہ رکاب آنحضرت را بوسید و عرض کرد یا عماہ العطش العطش اے
عم بزرگوار اگر یک شربت آب بیابم دمار از روزگار این مشت خاک برآورم ولیکن تشنگی کار مرا
ساختہ و آتش غم و غصہ اہل بیت استخوان مرا گداختہ امام حسینؑ زار زار گریست و فرمود: اے
جان عم نزدیک رسیدہ کہ از دست جدت ساقی کوثر سیراب شوی و آب کوثر بنوشی و از لباس
سندس و استبرق بہشت بپوشی و ازین غمہا و المہا خلاصی یابی اے قاسم زنانے برو نزد مادر
کہ آن بیچارہ از غم مفارقت تو سے نالد و از الم مہاجرت تو باران حسرت از دیدہ می بارد سے خرابی
ہاست اندر حالش از دست فراق تو ٭ دلش پیوستہ می سوزد در اشتیاق تو ٭ قاسم رو بخیمہ
کہ مادرش با عروس بود نہاد و آواز مادرش را شنید کہ مے گوید اے فرزند ارجمند و اے آرام دل دردمند
آخر کجائی و چرا دیدار عزیز خود را بمانہ نمائی سے برفت آن ماہ دمارا در دل از وے صد ہوس ماندہ ٭
غم ہجران او با جان شیرین ہم نفس ماندہ ٭ اے فرزند ارجمند و اے آرام دل مستمند و اے
مونس دل و جان مادر اے درد بے درمان مادر اے مبتلائے وادی آلام و محن و اے غنچہ
گلستان حسن نمی دانم کجائی و نزد مادر خود نمی آئی نمی دانم اے جان مادر کہ تنہا و بیکس در میان این
ہمہ دشمنان دغا چہ خواہی کرد آیا ہنوز حیات تو باقی باشد آیا نخل قامت تو برپا باشد آیا از جور ستمگاران
شہید شدہ باشی و در خون خود غلطیدہ باشی قاسم کہ این صدا را شنید خروش برکشید مادر و عروس
چون صدائے قاسم را شنیدند از خیمہ بیرون دویدند و در دست و پائے قاسم غلطیدند قاسم ایشان را
دلداری می داد و بصبر و تحمل ارشاد می نمود و مے گفت اے عزیزان امروز روزیست کہ نسیم بہجت
و سرور در ریاض قلوب و صدر نمی رسد و شمیم مسرت و فرح بمشام ارواح مہر و محبت نمی وزد چنانچہ
شمارا طاقت تنہائی نیست از من نیز مراسم قوت و شکیبائی کنارہ گرفتہ اما این دوری ضروری و
اضطراری است و این مفارقت اختیاری نیست و قاسم نظر بر عروس میکرد و میدید لہ آہ حسرت
از دل پر غصہ می کشید و چون ابر بہاری می زارید و خون از دو دیدہ می بارید و چنان می سوخت
کہ جہانے را از آہ خود میخواستی بسوزاند گاہے مادر غم دیدہ خود را در گرداب حسرت و اضطراب
می دید آتش در کانون سینہ اش می افتاد و از سوز دل می نالید و گاہے عم بزرگوار خود را در میان میدان
یکہ و تنہا بے یار و مددگار و آشنا می دید گریبان صبوری از دست میداد اے عزیزان عم قاسم
را نو داماد می داند کہ از عروسی بہرہ و تمتعی نبردہ باشد و بناچار او را وداع نمودہ لاعلاج مفارقت
با اختیار نماید بنان مفارقتی کہ امید بازگشتی ہیچ ندا اشتہ باشند و دانند کہ در این سفر کہ میرود کشتہ
خواہد شد و عیال و اطفال با سیری خواہد رفت و غم عروس را نو عروسی داند کہ ۔۔ داماد ی بہرہ نبردہ باشد
و بناکام در محل غربت با درد و محنت ماندہ باشد باشد ۔۔ علاقہ از طرفین بہ یکدیگر دارند کہ داماد را

پس آنجناب شمشیرے حوالہ عمر کرد و او دست نجس خود را پیش آورد از بازوے او قطع نمود و او صیحہ کشید
پس رفت سواران کوفہ بر سر او ریختند و خواستند کہ او را از دست آن حضرت خلاص کنند پس
هجوم آوردند و جنگ درگرفت و آن طفل مظلوم معصوم در زیر سم اسپہا پامال و لگد کوب اہل عدوان
گردید و گرد و غبار عظیمے برخاستہ بود کہ کسے کسے را نمی دید چون آن گرد و غبار نشست دیدند کہ
حسین بالاے سر آن طفل ایستادہ است و آن طفل پاہاے خود را بر زمین می سایید پس آنجناب سید الشہدا
گریست و فرمود بعزۃ اللہ علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک او یجیبک فلا یعینک او یعینک
فلا یغنی عنک بعد ان القوم قتلوک یعنی اے نور دیدہ چہ بسیار بر عم تو دشوار و گران است کہ تو
کہ تو او را صدا زنی و او را بہ امداد و اعانت خواہی و بگوئی یا عماہ ادرکنی و او ترا جواب ندہد یا جواب دہد و ترا
اعانت نہ کند یا امداد خواہد کند کارسازی او نشود و کفایت شر دشمنان از تو نہ کند بعد از آن کہ
این جماعت ہمہ ترا کشتند بعد از آن آنجناب نعش قاسم را بر داشت و گویا می بینم کہ پیش
زمین گرفتہ بود و سر او را بسینہ اقدس چسپانیدہ بود و پاہاے او بر زمین مے کشید و سینہ او را
بر سینہ خود چسپانیدہ بود در دل خود گفتم ببینم چہ خواہد کرد پس دیدم آورد و او را در قتل گاہ نزدیک بہ
خیمہاے حرم گزاشت و گفت اللہم احصہم عددا واقتلہم بددا ولا تغادر منہم
احدا ولا تغفر لہم ابدا خداوندا شمارہ ایشان را کم کن و ہمہ ایشان را ببلاے ناگہان ہلاک
گردان و یک نفر از ایشان را باقی مگذار و در آخرت ایشان را میامرز و بعد از آن فرمود صبرا
یا بنی اعمامی صبرا یا اہل بیتی صبرا لا رأیتم ہوانا بعد ہذا الیوم ابدا یعنی اے بنی اعمام
من و اے اہل بیت من صبر کنید صبر کنید بر این مصیبتہا کہ بر شما میرسد کہ ہمین امروز است
و دیگرے بعد از امروز ذلتے و مشقتے از براے شما نخواہد بود آن وقت فرمود اے زینب اے
ام کلثوم اے مادر قاسم بیائید فرزند برادرم را دیدار آخرین کنید پس مادر قاسم و عروس قاسم
بیرون آمدہ چون مادر قاسم فرزند دلبند خود را بدان حال دید صیحہ کشید و بیہوش شد چون بہ
ہوش آمد روے بزنان حرم کردہ گویا بزبان حال می گفت ؎ ز حجلہ گاہ در آرید تخت دامادی
کہ قاسم ز سفر آمدست با شادی ٭ بگو عروس بیاید بدیدن قاسم ٭ کند ملاحظہ از خون جبین
قاسم ٭ بگو بیا و تماشاے جان نثاری کن ٭ ز خون شوہر خود دست را نگاری کن ٭ بگو بیا و زنانے بگیر
رنگ خضاب ٭ از این حنا کہ برایت فلک گرفتہ براب ٭ پس عروس قاسم آمد دست در روے
و خون قاسم مے مالید و بر سر و روے خود می کشید و از آن حالش مے گفت ؎ بید لانیکہ یار
شان بکشتند سرخ روے ز خون یار کنند ٭ ما و عروسان خوے کشتہ روے ٭ دست دیار
این جبین نگار کنند ٭ عیانتا مہر وسے بر از رائیداد بہ شبیخون گرد بہ نسرین شمشاد

برآمد ابرے از دریاے اندوہ ÷ فرو بارید سیلے کوہ تا کوہ ÷ ز روے دشت بادے تند بر خواست ÷
ہوا را کرد با خاک زمین راست ÷ رسید از عالم غیبی صداے ÷ صداے نہ نداے آشناے ÷
کہ انصفت اے زمان واے زمین زہ ÷ عروسان را بدامادان چنین دہ ÷ وجناب امام حسین با برادران
اگر یہ بسیار کردند و مے فرمود یا بنی قتلوک وکانھم ماعرفوک ولاعرفوا من جدک ولا ابوک
فرزند تراکشتند وگویا نشناختند کہ تو کیستی و پدرت کیست وجدت را نام چیست ۵ دریغا کہ پژمردہ
شد زندگانی ÷ گل باغ دولت بروز جوانی ÷ پس زنان واہل حرم بر دور نعش قاسم برسر وسینہ میزدند
تو نیز اگر اخلاص باہل بیت پیغمبر داری کوتاہی نخواہی کرد از گریہ وزاری ۵ واللہ مالی انیس بعد فرقتکم
الا البکاء فتبع السمع من قدمی ۵ ولا ذکرت اللذی ابدی الزمان لکم ÷ الا جرت ادمعی ممزوجۃ
بدمی ۔ اقول اس طولانی عبارت پر ایک نظر کرنے سے ہمارے مطلوب پر بہت کچھ روشنی پڑتی
ہے اور یہ اچھی طرح واضح ہوا جاتا ہے کہ صاحب ریاض نے محض اس واقعہ کے نقل پر اکتفا نہین کی
بلکہ اسکو متفقانہ حیثیت سے اپنی کتاب مین نقل فرمایا ہے اور جو اہل علم کی شان ہونا چاہیے اوس
طرح اس شادی کو ریاض الشہادۃ مین جگہ دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ علماء شیعہ در کتب مقتل
ومورخین در تواریخ مختلف نقل کردہ اند اس سے صاف ظاہر ہے کہ واقعہ عروسی کی تحریر مین
صاحب روضۃ الشہدا متفرد نہین ہین بلکہ علماء شیعہ نے مقاتل مین اور مورخین نے تاریخون مین اس
واقعہ کو درج کیا ہے اور علامہ طریحی و واعظ کاشفی کی وقعت انتخاب کی نظر مین اتنی ہوئی کہ تواریخ
وکتب مقاتل مین سے اپنا ماخذ بنانے کے لیے انھین کتابون کو منتخب کیا اور اس واقعہ کو انکے
انتخاب کرتے ہوئے یہ بھی کہدیا کہ روضۃ الشہدا از کتب مقتلہا وتواریخ ایراد نمودہ اب
یہ کہنا کہ روضۃ الشہدا کے قبل کسی نے نہین لکھا بالکل بے معنی ہے اور علاوہ اُن ادلہ کے جو روضۃ
کے اعتبار مین ہم پیش کر چکے ہین ایک قوی دلیل ہے اور اُن لفظون کو جو اسکے بعد علامہ قزوینی
کے قلم سے نکلے ہین صاحب روضۃ الشہدا کی سوانح عمری مین سنہری حرفون سے لکھنا چاہیے
فرما چکے ہین ومکرر معلوم شد کہ سخن مورخین در امثال این امور خالی از اعتبار نیست
بلکہ بو بعض احادیث معتبر است و وثوق واعتماد بان بیشتر است ان لفظون سے تو واقعہ
عروسی قاسم اور روضۃ الشہدا کے اعتبار مین بہت کچھ زیادتی ہوئی جاتی ہے یہ تحریر روضۃ الشہدا کی اس قابل ہے کہ مصنف
کی نظر و یقین اور انکے نزدیک احادیث سے بہتر سمجھی گئی اور اسکے وثوق پر انھون نے نص فرمادی خاتمہ
کلام مین ہم خاص علامہ قزوینی کے زبان کے فقرات پر ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہین روایت عقد کو ختم کرکے مومنین وناظرین
کو توجہ دلاتے ہین اور علامہ فرماتے ہین گریہ دیکھا بر و سینہ اگر اخلاص با اہلبیت پیغمبر
داری کوتاہی نخواہی کرد ۔ اور اس سے پہلے جب جناب قاسم رخصت ہو کر چلے اور

وقت کے مصیبت خیز منظر کو یاد کرتے ہوئے ان لفظوں میں قاسم و عروس کے مصائب کی اہمیت دکھائی ہے ای عزیزان عم قاسم را نو دامادی دادالخ یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ ایک قوی دلیل کہی جائیں رائقہ عروسی قاسم کی صحت و اعتبار کی علامہ قزوینی کے نزدیک اب یہ ملاحظہ کے قابل ہے کہ صاحب ریاض الشہادۃ کی شان میں ہمارے فرقہ کے علماء کیا فرماتے ہیں؟ اور انکے نزدیک ریاض الشہادۃ کی کتنی وقعت ہے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے چند عبارتیں علاء کی پیش کرنے کے قابل ہیں (۱) جناب جد علام علیین مکان اعلی اللہ مقامہ نے علاوہ اسکے کہ صاحب روضۃ الشہادۃ کی کتاب سے واقعات اخذ کیے ہیں (اور جو اس کتاب کے اعتبار کی دلیل قوی ہو سکتے ہیں) ایک مقام پر صاحب ریاض الشہادۃ کو ان گرانقدر لفظوں میں یاد کیا ہے ملاحظہ ہو مجالس مفجعہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۱۵ صاحب الفضل المعاصر صاحب ریاض الشہادۃ یہ مختصر القاب جسقدر جامع ہے اُسے ارباب فہم سمجھ سکتے ہیں اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب ریاض جناب علیین مکان کے معاصروں میں ایک مسلم الثبوت عالم تھے (۲) فاضل خونساری ملا محمد باقر بن زین العابدین موسوی اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ طہران صفحہ ۱۸۰ میں تحریر فرماتے ہیں المولی الحاج محمد حسن بن المرحوم الحاج محمد معصوم علی قزوینی الاصل الحائری المنشا والتحصیل الشیرازی الموطن والخاتمۃ کان فاضلاً نبیلاً و مجتہداً جلیلاً ہادیاً من الہادین و مروجاً للدین جامعاً للمعقول والمنقول و مشتہراً بالمہارۃ فی الاصول من تلامذۃ شیخ مشائخنا السید والاستاد العالم البہبہانی فائقاً علی سائر الائمۃ والاقران فی بسطۃ اللسان و عذوبۃ البیان والقیام بحق الموعظۃ الحسنۃ للعوام والخروج عن عہدۃ ارشاد الامۃ بطیب الکلام کما نقلہ جملۃ ممن حضر مجلسہ الشریف و سعد باستماع مواعظہ الشافیۃ من السید اللطیف لہ کتاب مصابیح الہدایۃ فی شرح البدایۃ لشیخنا الحر العاملی رح فی الفقہ لم یتم عندنا نسخۃ من طہارتہ فرغ منہا ذی القعد سنہ ثلثین و مائتین بعد الالف و کتاب تنقیح المقاصد الاصولیہ فی اصول الفقہ و کتاب کشف الغطاء و کانہ فی اصول الکلام و کتاب تلخیص الفوائد وہو بمنزلۃ الشرح علی کتاب فوائد استاذہ العتیق کبیر مشتمل علی کثیر من التحقیق و مناظرات کثیرۃ مع جملۃ من فضلاء زمانہ و رسائل متفرقۃ فی کثیر من المسائل و کتاباً کبیراً بالفارسیۃ سماہ ریاض الشہادۃ فی ذکر مصائب السادۃ وضعہ فی مجلدین و ثلثین مجلساً لیشرح فی الاول منہما المشتمل علی اربعۃ منہا احوال الاربعۃ الاول من آل العباء علیہم السلام و فی ثانی المجلدین المتکفل لہ تفصیل سائر المجالس جمیع ما یتعلق بمجاری حالات خامس آل العباء و اصحابہ الشہداء و اولادہ

صاحب ریاض الشہادۃ کی شان میں جناب علیین مکان کا خیال

الائمۃ الامناء صلوات اللہ علیہم اجمعین ولعمر الاخیہ لقد تجاوز فیہ الغایۃ وبلغ النہایۃ من
تنقیح ذلک الشان وتشئید ذلک البنیان وشاعت النسخ منہ علی ایدی الشیعہ فی ھذہ
الازمان شیاع لحسن ما اتی کتب فی امثال تلک المعان ویظہر من مطاوی ذلک الکتاب
انہ کان مضافاً الی ما فیہ من الفضائل والکمال شاعراً ماہراً ادیباً باہراً حسن المعرفۃ
بلطائف التقریر وظرائف ما یلتفت الیہ الفاضل البحریر من دقائق نکات التحریر ولہ
ایضاً کتاب آخر سماہ نور العیون مختصراً من کتابہ الریاض یشتمل علی اربعین مجلساً
من ذکر مصائب اہل البیت وکانت وفاتہ فی العشر الثالث من ھذہ المائۃ رحمہ اللہ علیہ

اقول یہ عبارت اس بات کی ظاہر کرنے کے لیے بہت اچھی طرح امادہ ہے کہ ریاض الشہادۃ
کے مصنف زمرہ علماء میں ایک نامور مجتہد تھے اور علامہ بہبہانی کے تلامذہ میں انھیں ایک امتیازی
حیثیت حاصل تھی یہانتک کہ یہ اپنے امثال واقران پر سبقت لے گئے تھے اور زمانہ والوں میں
سب سے بہتر سمجھے جاتے تھے اب انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے کہ ایسا مسلم الثبوت شخص
جسکی جلالت کی یہ حد ہے کہ کبھی اُسکی شان میں یہ کہا جائے کہ وہ اپنے زمانہ میں سب سے ممتاز تھے
اور کبھی یہ کہا جائے کہ علوم دین کی ترویج میں وہ حصہ لینے والے مجتہد تھے خلاصہ یہ کہ کوئی دقیقہ جسکی
مدح میں اُٹھا نہ رکھا جائے اُسکے قلم کے نکلے ہوئے فقرات کیوں نہ اس قابل ہوں کہ انھیں
ایک معتبر اور صحیح واقعہ سمجھا جائے نیز اس مقام پر یہ امر بھی قابل غور ہے اور ناظرین کو اسپر توجہ کرنا چاہیے
کہ ریاض الشہادۃ کا نام اس عبارت میں جن شاندار لفظوں میں لیا گیا ہے وہ اس کتاب کا اعتبار
بہت کچھ ثابت کر رہی ہیں کتاباً کبیراً بالفارسیۃ سماہ ریاض الشہادۃ یہ لفظیں ریاض
الشہادۃ کی جلالت کے لیے بہت تھیں مزید اہتمام یہ کیا کہ اس کے ابواب کی مختصر فہرست بیان
کرکے فرمایا ولعمر الاخیہ لقد تجاوز فیہ الغایۃ وبلغ النہایۃ جن حضرات کو علم ادب سے مذاق ہے
وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ کس شان سے اس کتاب کی مصنف روضات الجنات نے مدح کی ہے
اور قسم کھا کے کہا ہے کہ یہ کتاب اپنی خوبیوں میں حد سے تجاوز کر گئی ہے اور منتہائے معراج
کمال پر پہونچ چکی ہے (۳) مولوی مرزا محمد علی کشمیری اپنی کتاب نجوم السماء فی تراجم العلماء ص
۳۴۲ میں لکھتے ہیں الشیخ محمد حسن بن الحاج معصوم القزوینی النجفی از اعلام و مشائخ ذوی الاحترام
بود اہل عراق وعجم مقر ومعترف باعلمیت واذعان باکملیت دارد استفادہ وتکمیل از خدمت استاد
الکل آقا باقر وبحر العلوم آقا سید مہدی طاب ثراہما نمودہ از تصانیفش اوست (۱) ریاض الشہادۃ
حائر موسوم بہ تحفۃ الزائر بہ سعیہ ومنتخب فوائد حسینیہ و ہم شرح کتاب مذکور از تصانیف اوست
موسوم بہ تنقیح المقاصد الاصولیہ فی شرح ملخص الفوائد الحائریہ و تنقیح الفوائد الحائریہ بالقصد